مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّین

فتاویٰ دارالعُلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

جلد ہفتم

کتاب الصلاۃ

باب التراویح، باب قضاء الفوائت

باب السجود، باب صلاۃ المسافر والمریض

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی
دارالعلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۷)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۷)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۵ھ-۲۰۲۴ء

باهتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed By: Noor Graphics, Deoband

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi

ISBN: 978-93-84775-18-6

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم وڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد ہفتم)

کتاب الصلاۃ

باب التراویح، باب قضاء الفوائت

باب السجود، باب صلاۃ المسافر والمریض

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دار العلوم وقف دیو بند (جلد ہفتم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیر نگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ:

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۴۲۰

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۵ھ - ۲۰۲۴ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیو بند

اجمالی فہرست

کتاب الصلاۃ

باب التراویح ۲۵

فصل اوّل: تراویح کی نماز کا بیان ۲۷

فصل ثانی: تراویح میں قرأت کی کیفیت کا بیان ۹۷

فصل ثالث: تراویح میں اجرت کا بیان ۱۰۸

فصل رابع: نمازِ تراویح کی قرأت میں غلطی کا بیان ۱۲۱

فصل خامس: ترویحہ کا بیان ۱۳۱

باب قضاء الفوائت ۱۴۳

فصل اول: قضا نمازوں کا بیان ۱۴۵

فصل ثانی: قضا نمازوں کے فدیہ کا بیان ۱۹۰

باب السجود ۲۰۱

فصل اول: سجدۂ سہو کا بیان ۲۰۳

فصل ثانی: سجدۂ تلاوت کا بیان ۲۹۸

باب صلاۃ المسافر والمریض ۳۲۳

فصل اول: مسافر کی نماز کا بیان ۳۲۵

فصل ثانی: مسافت قصر کا بیان ۳۸۸

فصل ثالث: مریض کے احکام کا بیان ۴۰۱

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
باب التراویح	۲۵
فصل اوّل: تراویح کی نماز کا بیان	۲۷
تراویح میں محرم و نامحرم عورتوں کی امامت کرنا	۲۷
مرد اپنی بیوی کو تراویح پڑھائے تو بیوی کہاں کھڑی ہو؟	۲۸
بلا عذر تراویح ترک کرنا	۲۸
تراویح کی جماعت چھوٹ جائے تو کب تک تراویح پڑھ سکتا ہے؟	۳۰
تراویح میں مکمل قرآن سننے سنانے کا حکم	۳۰
تراویح و وتر کی جماعت ثانیہ کرنا	۳۱
سفر میں تراویح پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟	۳۲
امام تراویح کا غیر نمازی سے لقمہ لینا	۳۳
چھوٹی مسجد میں تین چار حافظوں کا الگ الگ مصلے پر شبینہ پڑھنا	۳۳
پانچ یا چھ دن میں تراویح میں قرآن کریم پورا کرنا	۳۴
تراویح میں سورہ فیل سے پڑھنا	۳۵
تراویح باجماعت گھر میں اداء کرنا	۳۶
تراویح اور وتر پڑھانے والے الگ الگ ہوں تو؟	۳۷
مسجد سے خارج مکان میں عورتوں کا امام مسجد کی اقتداء کرنا	۳۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی یا نہیں اس کا ثبوت کہاں سے ہے؟	۳۸

ایک مسجد کی مختلف منزلوں میں تراویح کی متعدد جماعتیں کرنا	۴۰
چھوٹی ہوئی تراویح وتر سے قبل پڑھے یا بعد میں؟	۴۱
فوت شدہ تراویح وقت گزرنے کے بعد پڑھنے سے سنت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟	۴۲
عشاء کے فرض سے قبل تراویح پڑھ لی؟	۴۲
کیا ہر حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا ضروری ہے؟	۴۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تراویح پڑھی یا نہیں؟	۴۴
رمضان کی رؤیت کی خبر دیر سے آنے پر تراویح کی قضاء ہوگی یا نہیں؟	۴۵
عشاء کی سنت تراویح کے بعد پڑھنا	۴۶
تراویح کے آخر میں اجتماعی دعاء کرنا	۴۶
قرآن کریم صحیح نہ پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنا	۴۷
تراویح کی نیت	۴۸
تراویح کی رکعات	۴۹
خواتین کی تراویح کا حکم	۵۰
حافظ عورت کا تراویح میں امامت کرنا	۵۳
ختم قرآن کے موقعہ پر مٹھائی تقسیم کرنا	۵۵
ختم قرآن کے موقعہ پر آخری رکعت میں دعاء والی آیات پڑھنا	۵۶
تراویح کی نماز میں پورا قرآن ختم کرنا ضروری نہیں ہے	۵۷
تراویح میں دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا	۵۸
روزہ نہ رکھنے والے کی تراویح کی نماز	۵۹
تراویح میں بلند آواز سے رکعات بتلانا	۶۰
مسجد سے متصل دوسری جگہ پر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟	۶۱

قرآن یاد نہ ہونے پر امام کے علاوہ دوسرا حافظ مقرر کرنا	۶۲
تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی اقتداء میں حنفی کی نماز کا حکم	۶۳
تراویح میں ہر سورت کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنا	۶۸
تراویح کو بوقت تہجد جماعت سے پڑھنا	۶۸
عید کے چاند کی اطلاع میں تاخیر پر تراویح وقت پر پڑھی جائے یا تاخیر سے؟	۶۹
ٹیپ ریکارڈ سے تراویح پڑھنا	۷۰
ایک شخص دو جگہ تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے؟	۷۱
مسجد میں مستورات کی تراویح کا نظم کرنا	۷۲
بیس رکعات تراویح کے دلائل اور ابن تیمیہ کی توجیہ	۷۴
نابالغ کی تراویح کا حکم	۷۸
عیدگاہ میں تراویح پڑھنا	۸۱
عشاء مسجد میں اور تراویح گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟	۸۲
تراویح کے درمیان مقتدیوں کے کم ہونے سے اسی مسجد میں تراویح کا حکم	۸۳
مروجہ شبینہ میں ختم قرآن کا حکم	۸۴
تراویح میں ختم قرآن کی حیثیت کیا ہے؟	۸۵
موسم گرما میں عشاء وتراویح مسجد کی چھت پر ادا کرنا	۸۶
ختم قرآن پر مسجد میں قمقمے وغیرہ لگانا	۸۶
تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا حکم	۸۷
فرض نماز چھوڑنے اور داڑھی کاٹنے والے کے پیچھے تراویح کی نماز	۸۹
قمری اعتبار سے پندرہ سالہ لڑکے کی تراویح	۹۰
تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا حکم	۹۲

کیا آن لائن تراویح کی نماز درست ہے؟	۹۳
امام کا یہ شرط لگانا کہ میرا بھتیجہ قرآن سنائے گا	۹۶
فصل ثانی: تراویح میں قرأت کی کیفیت کا بیان	۹۷
ختم قرآن کے بعد الم سے ﴿**المفلحون**﴾ تک پڑھنا	۹۷
تراویح میں ہر سورت میں جہراً ''**بسم اللّٰہ**'' پڑھنا	۹۸
تراویح کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا	۹۹
تراویح میں قرآن کریم کا ترتیب سے سننا	۱۰۰
تراویح میں سورۃ الزلزال سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟	۱۰۰
تراویح کی آخری رکعت میں دعائیہ آیات کا پڑھنا	۱۰۱
سہواً چھوٹی ہوئی آیات کو اگلے دن پڑھنا؟	۱۰۲
نابالغ کو سامع بنانا درست ہے کہ نہیں؟	۱۰۳
بغیر سامع کے تراویح سنانا	۱۰۴
مقتدی حضرات کے کہنے پر قرآن جلدی پڑھنا کیسا ہے؟	۱۰۵
تراویح میں حروف صحیح ادا نہ ہوتے ہوں	۱۰۶
فصل ثالث: تراویح کی اجرت کا بیان	۱۰۸
مستقل امام کا ختم قرآن پر ہدیہ لینا	۱۰۸
حافظ کو ختم قرآن کے موقع پر ہدیہ دینا	۱۰۹
امام مسجد کو تراویح کی وجہ سے مقررہ تنخواہ سے زائد دینا	۱۱۰
رقم متعین کر کے تراویح میں قرآن سنانا	۱۱۱
امام تراویح و سامع کا ہدیہ لینا	۱۱۲
چندہ کی رقم سے حفاظ کو ہدیہ دینا	۱۱۳

امام صاحب کا چندہ کرنا اور سامع کا تقرر کرنا ۱۱۴

ختم تراویح پر ہدیہ لینا یا دو نماز پڑھا کر ہدیہ کا حکم ۱۱۵

تراویح پر اجرت لینا ۱۱۷

امام تراویح کا پنجوقتہ نمازوں کی امامت کے نام پر اجرت لینا ۱۱۸

تراویح پر اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ۱۱۸

چندہ کر کے مٹھائی تقسیم کرنا ۱۱۹

فصل رابع: نمازِ تراویح کی قرأت میں غلطی کا بیان ۱۲۱

تراویح پڑھانے والا غلط قرآن پڑھے کہ حروف کٹتے ہوں
تو اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ ۱۲۱

امام پر تراویح میں قرآن کریم سنانا لازم ہے یا نہیں؟ ۱۲۲

قعدہ اولیٰ کے بغیر تراویح کی چار رکعت پڑھنا ۱۲۳

تراویح میں غلطی کی وجہ سے ایک آیت کو چھوڑ دیا ۱۲۳

تراویح میں تین رکعت پر قعدہ کے بغیر سلام پھیرا ۱۲۴

تراویح کی رکعات میں غلطی کرنا ۱۲۵

تراویح کی تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا قرأت سے پہلے واپس آ کر سجدہ سہو کر لیا ۱۲۶

تراویح کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد لوٹ آیا ۱۲۷

تراویح میں امام کی غلطی پر لقمہ دینا ۱۲۷

تراویح کی تیسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا، چار رکعت پوری کرنے پر سجدہ سہو کیا،
نماز درست ہوگی کہ نہیں؟ ۱۲۸

تراویح کی ہر رکعت میں چار پانچ لقمے دینے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ ۱۲۹

فصل خامس: ترویحہ کا بیان ۱۳۱

ہرترویحہ میں کیا پڑھے؟	۱۳۱
ترویحہ کی دعاء کا ثبوت	۱۳۲
ہرترویحہ میں احادیث ونصائح کا پڑھنا	۱۳۳
ہرترویحہ میں دعاء کرنا ثابت ہے یا نہیں؟	۱۳۳
ترویحہ کی تسبیح بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ؟	۱۳۴
تراویح کی ہرترویحہ میں مناجات مانگنا	۱۳۵
چار رکعت تراویح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا نعرہ بلند کرنا	۱۳۶
ترویحہ میں درود خواجہ عالم پڑھنا کیسا ہے؟	۱۳۶
ترویحہ میں سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟	۱۳۷
ترویحہ میں دعاء کرنے کا کیا حکم ہے	۱۳۸
ہرترویحہ پر فضائل اعمال سے کوئی حدیث پڑھنا	۱۳۹
تراویح کے بعد کی دعاء	۱۴۰
ہرترویحہ پر دعاء مانگنا کیسا ہے؟	۱۴۱
باب قضاء الفوائت	۱۴۳
فصل اول: قضا نمازوں کا بیان	۱۴۵
سنت وفرض کے درمیان قضاء نمازیں؟	۱۴۵
سنت فجر شروع کرنے کے بعد درمیان میں چھوڑ دی اس کی کب قضاء کرے؟	۱۴۵
فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنے والا کب صاحب ترتیب کہلائے گا؟	۱۴۶
قضاء نماز چھپ کر اداء کرنا بہتر ہے یا علی الاعلان؟	۱۴۷
فائتہ نماز امام کے حجرہ میں نماز اداء کرنا	۱۴۸
صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں؟	۱۴۹

جو نماز چھوٹ گئی کیا اس کی قضاء ہے؟	۱۴۹
قضاء نمازوں میں اختصار کرنا	۱۵۱
ظہر کی سنت قبلیہ کی قضاء کیسے کریں؟	۱۵۲
قضاء شدہ نمازوں کی ترتیب	۱۵۳
فوت شدہ سنتوں کو ادا کرنے کا طریقہ	۱۵۳
قضاء عمری با جماعت کرنا کیسا ہے؟	۱۵۴
صاحب ترتیب خطبہ جمعہ سنے یا پہلے نماز فجر کی قضاء کرے؟	۱۵۵
قضاء عمری ضروری ہے یا توبہ کافی ہے؟	۱۵۶
نابالغ عشاء پڑھ کر سویا، رات میں بالغ ہو گیا اس پر عشاء کی نماز لازم ہے یا نہیں؟	۱۵۷
قضاء نماز پڑھنا ضروری ہے یا تہجد وغیرہ؟	۱۵۸
جان بوجھ کر نماز قضاء کرنا	۱۵۹
کسی وجہ سے جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر فرض ہے	۱۶۰
سنتِ فجر کی قضا کا حکم	۱۶۱
کن اوقات میں قضاء نماز جائز نہیں ہے؟	۱۶۳
فرائض کی قضاء کا حکم	۱۶۵
ظہر کی سنتوں کی قضاء کا حکم	۱۶۶
قضا نمازوں کی تعجیل اور تاخیر کا حکم	۱۶۸
قضا اور وقتیہ نماز میں پہلے کون سی نماز پڑھے؟	۱۷۰
سفر میں نماز قضا کرنے سے گناہ گار ہوگا یا نہیں؟	۱۷۱
عصر کے بعد ظہر کی قضا کرنا	۱۷۲
عصر و فجر کے بعد قضا عمری پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۷۳

کیا حج کرنے سے قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں؟	۱۷۴
فائتہ نمازوں کی قضا میں ترتیب کا حکم	۱۷۴
صاحب ترتیب قضاء نماز سے قبل امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟	۱۷۶
عشا کی نماز لوٹانے پر وتر کی قضا ضروری ہے یا نہیں؟	۱۷۷
قضاء عمری کا آسان طریقہ کیا ہے؟	۱۷۸
نماز فجر کے بعد وتر کی قضاء کر سکتا ہے یا نہیں؟	۱۷۹
نو بجے فجر اداء پڑھے یا قضاء؟	۱۸۰
قضاء عمری کی تمام رکعات کس طرح ادا کریں؟	۱۸۱
فجر کی سنت وفرض سے قبل قضاء نماز پڑھنا	۱۸۱
نماز عید سے قبل قضاء عمری پڑھنا	۱۸۲
طلوع شمس کے بعد فجر کی سنتوں کی قضاء کرے یا نہیں؟	۱۸۳
قضا نمازوں میں درود ابراہیمی اور دعائے ماثورہ کی جگہ دوسری دعاء پڑھنا	۱۸۴
صاحب ترتیب کس حدیث سے ثابت ہے؟	۱۸۵
قضاء نماز کی ادائیگی کا مختصر طریقہ	۱۸۶
کئی سالوں کے وتر کی قضا	۱۸۶
قصر نمازوں کی قضا کا کیا طریقہ ہے؟	۱۸۷
فصل ثانی: قضا نمازوں کے فدیہ کا بیان	۱۹۰
فدیہ میں نقد رقم یا گندم کے علاوہ دوسرا غلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟	۱۹۰
ایام مرض میں فوت شدہ نمازوں کا فدیہ دینا	۱۹۱
نمازوں کا کفارہ ادا کرنا کب واجب ہے؟	۱۹۲
نماز وروزہ کا کفارہ میت کے ترکہ سے دینا	۱۹۳

میت کی قضا نمازوں کا کفارہ کیسے ادا کریں؟	۱۹۳
قضاء نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟	۱۹۵
مرحوم کی نمازوں کا فدیہ	۱۹۵
اگر کسی شخص میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟	۱۹۶
نماز و روزہ کے فدیہ کی مقدار کیا ہے؟	۱۹۷
نماز کا فدیہ کس صورت میں اور کس حساب سے ادا کیا جائے؟	۱۹۸
مجنون کی نماز کے فدیہ کا حکم	۱۹۹
باب السجود	۲۰۱
فصل اول: سجدۂ سہو کا بیان	۲۰۳
فرض کی آخری رکعتوں میں ضم سورت سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۰۳
نماز عید میں سہو ہونے پر بغیر سجدہ سہو کے نماز درست ہوگی یا نہیں؟	۲۰۴
قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم	۲۰۵
قعدہ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہو گیا	۲۰۵
زید نے پانچ رکعت پڑھا دی؟	۲۰۶
سجدۂ سہو نہیں کیا، تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟	۲۰۷
قعدہ اولیٰ نہ کرنے کا شبہ ہو، تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۰۸
قعدہ اولیٰ میں ''**اللھم صل**'' پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۰۹
امام سورۂ فاتحہ بھول گیا اور سجدہ سہو نہ کیا، تو کیا نماز کا اعادہ ضروری ہوگا؟	۲۰۹
امام سے سہو ہونے پر مسبوق سلام پھیرے یا نہیں؟	۲۱۰
سجدہ سہو قصداً چھوڑ دیا	۲۱۱
سجدہ سہو میں ایک ہی سجدہ کیا	۲۱۲

سری نماز میں دو آیتیں جہراً پڑھیں	۲۱۳
فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی	۲۱۴
رکوع اور سجدہ میں قرأت کرنے کی وجہ سے کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟	۲۱۵
مسبوق کو اگر اپنی انفرادی نماز میں سہو ہو جائے	۲۱۷
سنت کی کسی رکعت میں ضم سورت کو ترک کردیا	۲۱۹
سجدہ سہو یاد نہ رہا دونوں طرف سلام پھیر کر یاد آیا پھر سجدہ سہو کرلیا	۲۲۰
''**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**'' کے بجائے ''**اللّٰہ أکبر**'' کہہ دیا	۲۲۱
بھولے سے قعدہ اولیٰ چھوٹ گیا اور سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟	۲۲۲
کیا تراویح میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے؟	۲۲۲
کیا سورت بدلنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا؟	۲۲۳
کیا سنن ونوافل میں بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے؟	۲۲۴
مسبوق کے تشہد کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۲۵
دورانِ قرأت وقفہ کرنے کے بعد سجدہ سہو کرلیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟	۲۲۶
آیت ورکوع پورا نہ کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟	۲۲۷
قعدہ اولیٰ میں تاخیر کے بعد سجدہ سہو سے نماز درست ہوگئی یا نہیں؟	۲۲۷
امام کو شبہ ہوا کہ تین آیت تلاوت کی کہ نہیں پھر سجدہ سہو کرلیا	۲۲۸
مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں امام کی اقتداء کرے گا کہ نہیں؟	۲۳۰
مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، تو کیا حکم ہے؟	۲۳۰
سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۳۱
سجدہ میں شک کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا کہ نہیں؟	۲۳۲
رکوع کی ادائیگی میں تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟	۲۳۳

سجدہ سہولازم نہ ہونے کے باوجودامام نے سجدہ سہوکرلیا،تو نماز درست ہوئی یانہیں؟ ۲۳۴
امام کوغلط لقمہ دیااورامام نے سجدۂ سہوکرلیا ۲۳۵
جمعہ میں اگر نمازی زیادہ نہ ہوں اورامام پر سجدہ واجب ہو جائے تو؟ ۲۳۵
ترتیب قرآن کے خلاف قرأت سے سجدہ سہوواجب ہوگا یانہیں؟ ۲۳۶
دونوں سلاموں کے درمیان وقفہ کیا،تو سجدہ لازم ہوگا یانہیں؟ ۲۳۸
جلسہ استراحت کے طویل ہونے سے سجدہ سہولازم ہوگا یانہیں؟ ۲۳۸
جلسہ کی دعاء فرض ونفل میں پڑھ سکتے یانہیں؟ ۲۳۹
قرأت میں بھول ہونے پر سجدہ سہولازم ہے یانہیں؟ ۲۴۰
فرض کی آخری دورکعتوں میں جہراسورہ فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہولازم ہوگا یانہیں؟ ۲۴۱
سورۂ فاتحہ سے قبل دوسری سورت پڑھ لی ۲۴۱
سورۂ فاتحہ کی ایک آیت چھوٹ جائے اورسجدہ سہوبھی نہ کرے تو؟ ۲۴۲
مسافرامام نے چاررکعت پڑھادی اورسجدہ سہوبھی نہ کیا ۲۴۳
عصر کی چاروں رکعتوں میں سورت ملانا ۲۴۵
واجب نہ ہونے کے باوجودامام نے سجدہ سہوکرلیا،تو مسبوق کی نماز درست ہوگی یانہیں؟ ۲۴۵
اگر چار کا ظن غالب ہوتے ہوئے ایک اوررکعت ملائی،
تو سجدہ سہوکافی ہے یانماز کااعادہ ضروری ہے؟ ۲۴۶
منفرد بھولے سے قاعدہ اولی پر سلام پھیردے تو نماز ازسرنو پڑھے یانہیں؟ ۲۴۷
غلطی سے مسبوق سمجھ کر کھڑا ہوگیا ۲۴۸
سورہ فاتحہ سے پہلے تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہوکا حکم ۲۴۹
قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد سوچنے لگا ۲۵۱
تکبیر دوبارہ کہہ دی اورسجدہ سہونہیں کیا تو نماز ہوگی یانہیں؟ ۲۵۱

فرض کی تقدیم وتأخیر سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے ۲۵۲
فرض کی تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ دی ۲۵۳
نماز جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کیسے کریں؟ ۲۵۴
نماز میں آیات کا مکرر پڑھنا ۲۵۵
دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا ۲۵۵
تشہد میں التحیات سے پہلے ''**بسم اللہ**'' پڑھنا ۲۵۶
امام کے سجدہ سہو پر مقتدی کا کھڑا ہونا ۲۵۷
درود اور دعاء ماثورہ کے بعد سجدہ سہو کرنا ۲۵۸
چار رکعت والی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیرنا ۲۵۹
کیا مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہے؟ ۲۵۹
وتر میں قعدہ اولیٰ کے ترک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہوگی کہ نہیں؟ ۲۶۱
ثنا یا سورت بھول جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ ۲۶۱
نماز میں ڈکار، چھینک کی وجہ سے تلاوت میں تاخیر ہونے پر سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ ۲۶۲
مدرک قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے سلام پھیرنے کے تھوڑی دیر بعد
سلام پھیرا تو سجدہ سہو کرے گا یا نہیں؟ ۲۶۳
دو سجدوں کے بجائے ایک سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا ۲۶۴
قعدہ اخیرہ میں بھول کر سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر تشہد پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ ۲۶۵
سجدہ سہو کے لئے ایک طرف سلام پھیرے یا دونوں طرف؟ ۲۶۵
امام نے ایک آیت چھوڑ دی اور سجدہ سہو نہیں کیا ۲۶۶
تراویح میں قعدہ کئے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور سجدہ سہو کر لیا، نماز ہوگی یا نہیں؟ ۲۶۷
دعاء قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا پھر کھڑے ہو کر دعاء قنوت پڑھی ۲۶۷

دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی دوبارہ جہراً پڑھی، سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ ۲۶۸

پہلی رکعت میں سورۃ الناس، دوسری رکعت میں سورۃ الفلق پڑھی ۲۶۹

تراویح میں قعدہ کئے بغیر چار رکعت ادا کرلیں ۲۷۰

ظہر کی سنت قبلیہ میں ضم سورت بھول گیا ۲۷۱

امام کو کن الفاظ سے لقمہ دیا جا سکتا ہے؟ ۲۷۲

سہواً ایک رکعت میں تین سجدے کرلینا ۲۷۳

مغرب کی ایک رکعت چھوٹ جائے تو بقیہ کیسے ادا کریں؟ ۲۷۳

درود شریف یا دعاء کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ ۲۷۴

فرض، واجب، سنت کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ ۲۷۵

رکعتوں کی تعداد میں سہو ہو جائے تو نمازی کیا کرے؟ ۲۷۶

پہلی یا تیسری رکعت میں سجدۂ ثانیہ کے بعد بیٹھ جانا ۲۷۷

سجدۂ تلاوت، سجدہ سہو دونوں کو چھوڑنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ ۲۷۸

ترک واجب کے شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرلیا ۲۷۸

بھول سے وتر کی دوسری اور تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھی ۲۷۹

فرض کی چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ مکرر پڑھ دی ۲۸۰

نماز کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ سہو لازم تھا تو کیا کرے؟ ۲۸۱

بیٹھنے کے قریب امام نے بیٹھ کر سجدۂ سہو کیا ۲۸۲

دو رکعت نفل پر قعدہ نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۴

قعدہ اخیرہ میں امام سے سہو ہو جائے تو مسبوق متابعت کرے یا نہیں؟ ۲۸۵

التحیات کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ۲۸۶

تیسری رکعت میں بیٹھ کر لقمہ لے کر کھڑا ہو گیا اور سجدہ سہو نہیں کیا ۲۸۷

سجدۂ سہو کے تین طریقے	۲۸۹
مصلی اگر ضم سورت یا سورۂ فاتحہ بھول جائے؟	۲۹۲
دوران قرأت آیات کو دہرانے کا حکم	۲۹۳
قرأت میں غلطی کرنے سے سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟	۲۹۵
سری نماز میں کس قدر جہر کرنے پر سجدہ سہو لازم ہوگا؟	۲۹۵
درود شریف پڑھنے کے دوران یاد آیا کہ سجدہ سہو کرنا تھا	۲۹۶
فصل ثانی: سجدۂ تلاوت کا بیان	۲۹۸
نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا یا نہیں؟	۲۹۸
معذوری کی حالت میں سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	۲۹۸
آیت سجدہ متعدد بار پڑھنے پر کتنے سجدے واجب ہوں گے؟	۲۹۹
ریڈیو پر آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت کا حکم کیا ہے؟	۳۰۰
آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کرنے سے سجدہ اداء ہوگا یا نہیں؟	۳۰۱
سجدہ تلاوت میں قیام ضروری ہے یا نہیں؟	۳۰۲
پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں	۳۰۳
سجدہ تلاوت کے بعد شریک جماعت ہونے والے کا حکم	۳۰۳
امام سجدہ تلاوت بھول جائے تو مقتدی کیا کرے؟	۳۰۴
منفرد کا امام تراویح سے آیت سجدہ سننا	۳۰۵
سجدہ تلاوت کی رکوع میں نیت کرنے سے سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟	۳۰۶
نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرنا بھول گیا	۳۰۷
فجر کے بعد سجدہ تلاوت کرنا کیسا ہے؟	۳۰۸

آیت سجدہ دل میں پڑھنے سے سجدہ تلاوت لازم ہوگا یا نہیں؟	۳۰۹
امام کے ساتھ بعض مقتدیوں نے سجدہ تلاوت کیا اور بعض نے نہیں کیا	۳۰۹
سجدۂ تلاوت ایک ساتھ کرنا کیسا ہے؟	۳۱۰
سجدۂ تلاوت کا شرعی کیا حکم ہے؟	۳۱۱
سجدہ والی آیت کا ترجمہ تفسیر پڑھنے پر سجدہ تلاوت کا حکم	۳۱۳
ٹی وی، یوٹیوب پر آیت سجدہ کو سننا	۳۱۴
سجدہ تلاوت کے چند مسائل	۳۱۶
متعدد آیات کو مجلس واحد میں پڑھنے سے کتنے سجدے واجب ہوں گے؟	۳۱۸
سورہ ''**ص**'' میں سجدہ تلاوت ''**أناب**'' پر ہے یا ''**حسن مآب**'' پر؟	۳۱۹
حنفی امام کے پیچھے شافعی مقتدیوں کا سورہ حج میں سجدہ کیسے ادا ہوگا؟	۳۱۹
ایک آدمی کا متعدد مرتبہ سجدہ تلاوت کرنا سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟	۳۲۰
بعض مقتدیوں کا سجدہ تلاوت چھوٹ گیا نماز ہوئی یا نہیں؟	۳۲۱
باب صلاۃ المسافر والمریض	۳۲۳
فصل اول: مسافر کی نماز کا بیان	۳۲۵
مقیم امام کے پیچھے مسافر کا اقتداء کرنا	۳۲۵
پاکی کی حالت میں سفر شروع کی پھر حائضہ ہوگئی	۳۲۶
مسافر نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟	۳۲۷
کیا وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے؟	۳۲۷
مسافر امام کے چار رکعت پڑھانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟	۳۲۹
وطن اصلی میں نماز قصر پڑھے یا پوری؟	۳۳۰
سفر کی چھوٹی ہوئی نمازوں میں قصر کرے یا پوری پڑھے؟	۳۳۱

مسافر حالت سفر میں سنت مؤکدہ پڑھے یا نہیں؟ ۳۳۲
زید والد کے وطن میں قصر کرے گا یا اتمام؟ ۳۳۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نماز پڑھی یا نہیں؟ ۳۳۴
سسرال میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟ ۳۳۵
کیا شادی شدہ لڑکی میکہ میں پوری نماز پڑھے گی؟ ۳۳۶
مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی کتنی رکعتوں کی نیت کرے؟ ۳۳۷
سفر میں قصر کا وجوب کیا حدیث سے ثابت ہے؟ ۳۳۷
سفر میں قضاء نمازیں پڑھنا ۳۳۸
مختلف مقامات کے سفر کا ارادہ کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟ ۳۳۹
وطن اقامت میں دوبارہ لوٹنے سے نماز قصر کرے یا مکمل پڑھے؟ ۳۴۰
مجرم پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟ ۳۴۱
وطن اصلی سے سفر کرنے والا ملازمت کی جگہ قصر کرے یا اتمام؟ ۳۴۲
شرعی مسافت پر واقع ملازمت کی جگہ قصر کرے گا یا اپنے وطن اصلی میں؟ ۳۴۲
مسافر امام نے عشاء کی چار رکعت پڑھا دیں تو امام ومقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ۳۴۳
ایک شخص دہلی میں سامان فروخت کرتا ہے اور وہاں ایک ہفتہ قیام کرتا ہے تو نماز کس طرح پڑھے؟ ۳۴۵
بحری سفر میں مسافر کہاں سے شمار ہوگا؟ ۳۴۶
اتفاقاً پندرہ دن سے زیادہ قیام ہونے کی وجہ سے نمازوں کا حکم کیا ہے؟ ۳۴۶
مسلسل سفر میں رہنے والے کی نماز کا حکم ۳۴۷
سفر میں نماز کے قصر یا اتمام کا حکم کیا ہے؟ ۳۴۸
شرعی مسافت کا ارادہ کر کے مختلف جگہ رکتا ہوا گیا تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟ ۳۴۹
قصر کب تک کر سکتا ہے؟ ۳۵۰

مسافر نے قصر کے بجائے پوری نماز پڑھ لی ۳۵۱
مقیم امام کی اقتداء کرنے والا مسافر مسبوق اپنی نماز کیسے پوری کرے؟ ۳۵۲
مسافر کا مقیم کے پیچھے قضا نماز پڑھنا ۳۵۳
سفر شرعی کی دوری پر ملازمت کرنا ۳۵۳
شہر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے میں سفر شرعی کا اعتبار ۳۵۴
کیا حاجی سفر حج پر جاتے وقت ایرپورٹ پر قصر کرسکتا ہے؟ ۳۵۵
جائے پیدائش اور جائے قیام میں سے وطنِ اصلی کون سی جگہ ہے؟ ۳۵۶
سہارنپور سے دہلی روزانہ آمدورفت کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟ ۳۵۷
ٹرین میں سفر کے دوران وضو وتیمّم پر قدرت نہ رکھنے والا کیا کرے؟ ۳۵۸
اپنے بیٹوں کے یہاں قیام کے دوران باپ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟ ۳۵۹
علاقہ کے اطراف میں سفر کرنے والا پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟ ۳۶۰
قصر واتمام میں اول وقت کا اعتبار ہے یا آخر وقت کا؟ ۳۶۱
حالت سفر میں بغیر قیام کے نماز پڑھنے کا حکم ۳۶۲
مسافر امام کی قعدہ اخیرہ میں اقتداء کرنے والا مقیم اپنی نماز کیسے پوری کرے؟ ۳۶۴
تبلیغی جماعت کے سفر کے چند مسائل ۳۶۵
کیا دو وطن اصلی ہوسکتے ہیں؟ ۳۶۷
سفر میں سنت کا قصر ۳۶۹
جو لوگ مستقل سفر میں رہتے ہوں ان کی نماز کا حکم؟ ۳۷۰
ایک بڑے شہر میں مسافت سفر کے بقدر چلنے سے مسافر ہوگا یا نہیں؟ ۳۷۰
دہلی سے چھٹی میں دیوبند آنے والے طلبہ کا نماز قصر کا حکم ۳۷۲
سفر اسے متعلق نماز قصر کا حکم ۳۷۳

آبادی بڑھ جانے پر فناء شہر کی حد کیا ہے؟ ۳۷۵
امیر جماعت کا اقامت کی نیت کرنا ۳۷۶
دوران سفر وطن اصلی سے گزرنا ۳۷۷
منیٰ میں قصر واتمام کی تحقیق ۳۷۹
وطن اقامت سے شوہر کے سفر کرنے پر بیوی مقیم رہے گی یا مسافر؟ ۳۸۱
کیا وطن اقامت کے باطل ہونے کے لیے سفر شرعی ضروری ہے یا صرف نیت کافی ہے؟ ۳۸۳
کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں تو مسافر کب ہوگا؟ ۳۸۳
ملازمین کے لیے وطن اقامت اور وطن اصلی کا حکم ۳۸۴
فصل ثانی: مسافت قصر کا بیان ۳۸۸
۵۷ رکلو میٹر پر قصر کرے گا یا نہیں؟ ۳۸۸
وطن اقامت سے ۴۸ رکلو میٹر سفر کرنے پر نماز قصر کرے یا نہیں؟ ۳۸۸
ستر کلو میٹر کا سفر کرنے والا نماز پوری پڑھے گا یا قصر؟ ۳۸۹
برنام بٹ سے بنگلور کا مسافر قصر کرے یا اتمام؟ ۳۹۰
۴۸ رمیل سے کم سفر کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟ ۳۹۱
قصر کے لیے شرعی مسافت کیا ہے؟ ۳۹۱
۴۸ رمیل سے زیادہ سفر کرنے والا قصر کرے یا اتمام؟ ۳۹۲
دیوبند سے دہلی کے سفر کا قصد کرنے والا اگر مظفر نگر رک جائے، تو قصر کرے یا اتمام؟ ۳۹۳
مسافت سفر کی تحقیق ۳۹۴
وطن اصلی سے قریبی دیہاتوں میں نماز قصر کا حکم ۳۹۹
مسافت سفر سمجھ کر قصر کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ مسافت قصر نہیں ہے؟ ۳۹۹
فصل ثالث: مریض کی نماز کا بیان ۴۰۱
بیٹھ کر باجماعت نماز پڑھنا ۴۰۱

مالیخولیا اور خفقان کے مریض سے نماز معاف ہے یا نہیں؟	۴۰۲
آنکھ کے آپریشن کے بعد تیمّم کر کے اشارہ سے نماز پڑھنا	۴۰۳
سلسل بول کے مریض کی نماز کا طریقہ	۴۰۴
گھٹنوں میں درد ہو تو نماز کیسے پڑھے؟	۴۰۵
اشارہ سے نماز پڑھنے والا کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر؟	۴۰۶
کرسی پر نماز پڑھتے ہوئے رکوع وسجود اشارہ سے کرنا	۴۰۷
معذور شخص جماعت ہوتے ہوئے تنہا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟	۴۰۸
کرسی پر نماز پڑھتے ہوئے دوسری کرسی پر سجدہ کرنا	۴۰۹
چوبیس گھنٹہ سے زائد بے ہوش رہنے والے کے لئے نماز کا حکم	۴۱۰
نیند کی گولیاں استعمال کرنے والے تارک جماعت کا حکم	۴۱۱
جذامی شخص کا تنہا نماز پڑھنا	۴۱۲
معذور نے پلاسٹک باندھی تو اس کو کب تبدیل کرے	۴۱۳
کیا معذور کے لئے کپڑا بدلنا ضروری ہے؟	۴۱۴
حاملہ عورت حمل کے آخری ایام میں کس طرح نماز پڑھے؟	۴۱۸

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب التراویح

فصل اوّل: تراویح کی نماز کا بیان

فصل ثانی: تراویح میں قرأت کی کیفیت کا بیان

فصل ثالث: تراویح میں اجرت کا بیان

فصل رابع: نمازِ تراویح کی قرأت میں غلطی کا بیان

فصل خامس: ترویحہ کا بیان

فصل اول

تراویح کی نماز کا بیان

تراویح میں محرم ونامحرم عورتوں کی امامت کرنا

(۱) **سوال**: رمضان میں بعض لڑکے گھر میں تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں، اس میں محرم وغیر محرم عورتیں تراویح پڑھیں تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرار الحق، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: بالغ لڑکا محرم عورتوں کی امامت کرسکتا ہے، اگران کے ساتھ غیر محرم عورتیں بھی پردہ کے ساتھ شامل ہوجائیں تو جائز ہے؛ البتہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسی جگہ نامحرم عورتوں کا شامل ہونا جائز نہیں ہے، اس فتنہ کے دور میں عورتوں کے لیے یہ ہی بہتر ہے کہ اپنے اپنے گھر میں تنہا تنہا تراویح پڑھیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لايكره. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا'': ج ۲، ص: ۳۰۳، زکریا دیوبند)

عن أم حميد رضي الله عنها أنها جاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: يارسول الله! إني أحب الصلاة معك، قال: قد علمت أنك تحبين الصلاة معي وصلوتك في بيتك خير من صلوتك في حجرتك، الخ. (أخرجه أحمد، في مسنده: ج ٦، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۷۰۹۰)

مرد اپنی بیوی کو تراویح پڑھائے تو بیوی کہاں کھڑی ہو؟

(۲) **سوال:** کیا مرد اپنی بیوی کو اور اپنی محرم کو تراویح پڑھا سکتا ہے اور ایسی صورت میں عورت کہاں کھڑی ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قیام الحق، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: مرد اپنی بیوی یا دیگر محرم عورتوں کی تراویح میں امامت کر سکتا ہے اور عورتیں پیچھے کھڑی ہوں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۱۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بلا عذر تراویح ترک کرنا

(۳) **سوال:** تراویح بلا عذر قصداً ترک کرنا اور یہ کہنا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تراویح ترک کی ہیں اس لیے ہم بھی ترک کرتے ہیں یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقیم الدین، بھوپال

---

(۱)عن عبد الرحمن بْن أبي بكرة، عَن أبِيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد النَّاس قَد صلوا، فمال إلى منزله، فجمع أهله، فصلى بهم. (ابن رجب، فتح الباري شرح البخاري، ''كتاب الصلاة:باب فضل صلاة الجماعة'': ج۶،ص۸، مکتبہ شیخ الہند، دیوبند)

وهذا بخلاف المرأة الواحدة فإنها تتأخر مطلقاً كالمتعددات الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول'': ج۲،ص:۳۱۴)

المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت إن كان قدمها محل أقدام الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة، وإن كان قدمها خلف قدم الزوج إلا أنها طويلة تقع رأس المرأة في السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما؛ لأن العبرة للقدم. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الصلاة: فصل في القراءة، باب في الإمامة، محاذاة المرأة للرجل في الصلاة'': ج۲،ص:۳۴۹، المکتبۃ الفیصل، دیوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: جان بوجھ کر تراویح ترک کرنا سنت مؤکدہ کو ترک کرنا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا اندیشہ ہے اور ایسا شخص گناہگار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کا مقصد کچھ اور تھا اور اس شخص کا ترک کرنا سستی اور کاہلی ہے اور مزید یہ کہ اس لاأبالی پن کے لیے خوامخواہ دلیل بھی پکڑنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کے مقصد کو کسی عالم سے سمجھ لیا جائے اور تراویح ضرور پڑھا کریں خوامخواہ گناہوں کی گٹھری نہ باندھیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۳/۹/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعا ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر. وقال الشامي: سنة مؤكدة، صححه في الهداية وغيرها، وهو المروي عن أبي حنيفة......وفي شرح منية المصلي: وحكى غير واحد الإجماع على سنيتها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲، ص:۴۹۳)

الجماعة فيها سنة على الكفاية في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم. قوله: والجماعة فيها سنة على الكفاية إلخ. أفاد أن أصل التراويح سنة عين، فلو تركها واحد كره، بخلاف صلاتها بالجماعة فإنها سنة كفاية فلو تركها الكل أساؤوا؛ أما لو تخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة، وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد، وهكذا في المكتوبات، كما في المنية، وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أو مسجد واحد منها أو من المحلة؟ ظاهر كلام الشارح الأول؛ واستظهر الثاني؛ ويظهر لي الثالث، لقول المنية: حتى لو ترك أهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة وأساؤوا. اهـ. (أيضاً: ص:۴۹۵)

فَصلٌ: وأما سننها فمنها الجماعة والمسجد؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قدرما صلى من التراويح صلى بجماعة في المسجد، فكذا الصحابة رضي الله عنهم. صلوها بجماعة في المسجد فكان أداؤها بالجماعة في المسجدسنة، ثم اختلف المشايخ في كيفية سنة الجماعة، والمسجد، أنها سنة عين أم سنة كفاية؟ قال بعضهم: إنها سنة على سبيل الكفاية إذا قام بها بعض أهل المسجد في المسجد بجماعة سقط عن الباقين. ولو ترك أهل المسجد كلهم إقامتها في المسجد بجماعة فقد أسائوا وأثموا، ومن صلاها في بيته وحده، أو بجماعة لايكون له ثواب سنة التراويح لتركه ثواب سنة الجماعة والمسجد. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: صلاة التراويح“: ج۱، ص:۶۴۵)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم صلى بالناس عشرين ركعة ليلتين، فلما كان في الليلة الثالثة اجتمع الناس فلم يخرج إليهم، ثم قال من الغد: خشيت أن تفرض عليكم فلا تطيقوها. (التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير، ”كتاب الصلاة: باب صلاة التطوع“: ج۲، ص:۲۱، رقم:۵۴۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

تراویح کی جماعت چھوٹ جائے تو کب تک تراویح پڑھ سکتا ہے؟

(۴)**سوال:** نماز عشاء اور تراویح کا وقت ایک ہی ہے یا الگ الگ اور تراویح جماعت سے چھوٹ جانے کے بعد تنہا تراویح کس وقت تک پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی شفیق الرحمٰن، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں کا وقت ایک ہی ہے، تراویح نماز عشاء کے بعد ہے، تراویح چھوٹ جانے کی صورت میں طلوع صبح صادق سے پہلے پہلے تک اس کو ادا کرسکتا ہے۔اس کے بعد اس کی قضاء لازم نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں مکمل قرآن سننے سنانے کا حکم

(۵)**سوال:** تراویح میں مکمل قرآن کریم سننے سنانے کا کیا حکم ہے؟ کیا ہر مسجد میں اس کا اہتمام ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں پورا قرآن کریم سننا اور سنانا سنت ہے۔اور

(۱)الأفضل إلى ثلث الليل أو إلى النصف اعتباراً بالعشاء، ولو أخرها إلى ماوراء النصف، اختلف فيه: قال بعضهم: يكره استدلالا بالعشاء؛ لأنه تبع لها، والصحيح أنه لايكره. (السرخسي، المبسوط، ''كتاب الصلاة: فصل وقت صلاة التراويح المستحب'': ج۲،ص:۲۰۱، دارالکتب العلمیۃ، بروت)
ووقتها ما بعد صلاة العشاء على الصحيح إلى طلوع الفجر ولتبعيتها للعشاء. (أحمد بن إسماعيل، طحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي شرح نور الإيضاح، ''كتاب الصلاة: فصل في التراويح'': ج۱، ص:۴۱۳، دارالکتاب، دیوبند)

یہ شعائر اسلام میں سے ہے۔ حتی الامکان مساجد میں قرآن پاک سننے سنانے کا اہتمام کرنا چاہئے خلاف ورزی درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۵/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح ووتر کی جماعت ثانیہ کرنا

(۶) **سوال:** ہماری مسجد میں تراویح اور وتر کی نماز جماعت سے ہوگئی تو پھر کچھ لوگ بعد میں آگئے تو وہ دوبارہ تراویح ووتر کی جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: علاؤالدین، بلندشہر

الجواب وباللہ التوفیق: دوبارہ جماعت خواہ وہ کسی بھی نماز کی ہو اس مسجد میں نہ کریں کیوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب تراویح پڑھنے والوں کو (جو الگ الگ مسجد میں تراویح پڑھتے تھے) ایک امام کے پیچھے جمع کیا تھا۔ اس لیے مذکورہ عمل سنت طریقہ کے خلاف ہے۔ ہاں مسجد سے ہٹ کر اگر جماعت کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قوله: التراويح سنة بإجماع الصحابة ومن بعدهم من الأمة منكرها مبتدع ضال مردود الشهادة كما في المضمرات. (أحمد بن إسماعيل، طحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ”كتاب الصلاة: فصل في التراويح“: ج۱، ص:۴۱۱)

(ذكر لفظ الاستحباب والأصح أنها سنة) يعني في حق الرجال والنساء، وفيه نظر؛ لأنه قال: يستحب أن يجتمع الناس، وهذا يدل على أن اجتماع الناس مستحب، وليس فيه دلالة على أن التراويح مستحبة، وإلى هذا ذهب بعضهم فقال: التراويح سنة والاجتماع مستحب، وقوله:...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سفر میں تراویح پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۷)**سوال**: تراویح سفر میں پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، کانپور

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے، سفر میں اگر موقع ہو تو پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر موقع نہ ہو تو چھوڑ دینا بھی جائز ہے، اور سفر کی وجہ سے اگر نماز چھوٹ گئی تو پھر سنتوں کی قضا کی ضرورت نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

(لأنه واظب عليها الخلفاء الراشدون) إنما يدل على سنيتها لقوله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي. (بدر الدين العيني، العناية شرح الهداية،''كتاب الصلاة: باب النوافل، فصل في قيام شهر رمضان''؛ ج۲، ص:۵۵۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۲) لو صلى التراويح مرتين في مسجد واحد يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل''؛ ج۱، ص:۱۷۶)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد''؛ ج۲، ص:۲۸۸)

(۱) وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن والمختار أنه لا يأتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والأمن، هكذا في الوجيز الكردي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر''؛ ج۱، ص:۱۹۹)

وقال الهندواني: الفعل حال النزول والترك وحال الميسر وفي التنجيس، والمختار أنه إن كان حال أمن وقرار يأتي بها، لأنها شرعت مكملات والمسافر إليه محتاج. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة''؛ ج۲، ص:۱۳۰، دار الکتاب، دیوبند)

امام تراویح کا غیر نمازی سے لقمہ لینا

(۸) **سوال**: کوئی حافظ تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں اور دوسرا کوئی شخص بغل میں بیٹھ کر قرآن مجید سن رہا ہے اگر حافظ کو وہ لقمہ دے جب کہ وہ نماز کے اندر نہیں ہے، اس کا لقمہ لینا کیسا ہے؟ اگر امام نے لقمہ لے لیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم، دربھنگہ

الجواب وباللہ التوفیق: خارج از نماز کا لقمہ امام کو نہ لینا چاہئے اور جب کہ امام کو معلوم بھی ہو، تو اگر ایسے شخص کا لقمہ لے لیا تو امام اور مقتدیوں سبھی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۵/۱۱ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

چھوٹی مسجد میں تین چار حافظوں کا الگ الگ مصلے پر شبینہ پڑھنا

(۹) **سوال**: شبینہ پڑھنا درست ہے یا نہیں ایک چھوٹی مسجد میں تین چار حافظوں کا بیک وقت الگ الگ مصلوں پر قرآن پڑھنا کسی کا قرآن سمجھ میں نہ آرہا ہو، تو کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احمد خان قاسمی، راجستھان

---

(۱) وإن فتح غير المصلي على المصلي فأخذ بفتحه تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها“: ج۱، ص: ۱۵۷)

ولو سمعه المؤتم ممن ليس في الصلاة ففتح به على إمامه يجب أن تبطل صلاة الكل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها“: ج ۲، ص: ۳۸۲)

الجواب وباللہ التوفیق: مروجہ شبینہ میں بالعموم ایک رات میں کلام پاک پورا ہوتا ہے جو کہ خلاف سنت ہے، کم ازم تین دن میں کلام پاک کو ختم کیا جا سکتا ہے، اس سے کم میں خلاف سنت ہوگا الا یہ کہ لوگ رغبت سے سنیں اور کسی کو شکایت نہ ہو اور یہ طریقہ تو بالکل درست نہیں کہ چھوٹی مسجد میں بیک وقت تین یا چار جگہ شبینہ پڑھا جائے اور آوازوں کا ٹکراؤ نماز میں خلل انداز ہوتا رہے۔(۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۶/۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پانچ یا چھ دن میں تراویح میں قرآن کریم پورا کرنا

(۱۰) **سوال:** پانچ یا چھ دن میں تراویح میں قرآن کریم پورا کرنا کیسا ہے؟ اس میں کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: خیر الزماں، کشن نگر

الجواب وباللہ التوفیق: چھ دن یا اس سے کم یا اس سے زیادہ ایام میں تراویح میں قرآن پورا کرنے میں کوئی قباحت و کراہت نہیں ہے اور اس میں شرکت کرنا بھی درست ہے بس یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ مقتدیوں کو پریشانی نہ ہو اور اس کے بعد بھی تراویح کا پورا اہتمام کیا جائے بعد میں

---

(۱) والأفضل في زماننا: أن يقرأ بما لايؤدي إلى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح“: ج۱،ص:۱۷۷)

والأفضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲،ص:۴۹۷)

تراویح کا نہ پڑھنا غلط اور سنت کا ترک ہے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۹/۷/۱۴۳۱ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں سورہ فیل سے پڑھنا

(۱۱)**سوال:** اگر بغیر معاوضہ تراویح میں پورے قرآن کا سنانا ناممکن ہو، تو سورہ تراویح کا پڑھنا بہتر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، سندر گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: سورہ تراویح ہی بہتر ہے، معاوضہ دے کر قرآن نہ سنا جائے اور نہ سنوایا جائے[2] ہاں اگر معاوضہ طے نہ ہو اور نہ دینے پر کوئی شکایت بھی نہ ہو، بلکہ ختم کے بعد اپنے طور پر کوئی ہدیہ وتحفہ سننے یا سنانے والے کو دیدے تو اس میں مضائقہ نہیں اس لیے کہ وہ معاوضہ نہیں ہے۔[3]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۳/۷/۱۴۱۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)الختم مرّةً سنةٌ ومرّتين فضيلة وثلاثا أفضل، ولايترك الختم لكسل القوم؛ لكن في الاختيار: الأفضل في زماننا قدر مالايثقل عليهم. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲، ص:۴۹۷)

السنة في التراويح: إنما هو الختم مرة فلا يترك لكسل القوم...... والختم مرتين فضيلة والختم ثلاث مرات أفضل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل'': ج۱، ص:۱۷۷)

(۲)فالحاصل أن ماشاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لايجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقرائة لأجل المال. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح باجماعت گھر میں اداء کرنا

(۱۲)**سوال**: تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: خالد عبدالغفور، ناندیڑ، مہاراشٹر

الجواب وبالله التوفيق: تراویح کی نماز مسجد میں ادا کرنی چاہئے یہی سنت ہے۔

"وظاهر كلامهم هنا أن المسنون كفاية إقامتها بالجماعة في المسجد حتى لو أقاموها جماعة في بيوتهم ولم تقع في المسجد أثم الكل"(۱)

لیکن اگر صورت یہ ہو کہ مسجد میں بھی جماعت نماز تراویح ہو رہی ہو اور چند لوگ گھر میں بھی جماعت کرلیں مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو درست ہے مگر ان لوگوں کو بھی مسجد کی فضیلت کے ثواب سے محرومی رہے گی۔

"وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۷/۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة": ج۹، ص:۷۷)

(۳) کفایت المفتی میں ہے: اسی طرح اگر بلا تعیین کچھ دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکایت بھی نہ ہو اور نہ وہاں بطور اجرت لینے دینے کا عرف ورواج ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور جواز میں داخل ہوسکتی ہے۔ (کفایت المفتی: ج ۳، ص: ۳۹۵، ۴۱۰، دار الکتاب، دیوبند)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح": ج ۲، ص:۴۹۵.

(۲) أيضا:.

فإذا صلى في البيت بجماعة فقد حاز فضيلة أدائها بالجماعة وترك الفضيلة الأخرىٰ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوازل، فصل في التراويح": ج۱، ص:۱۷۵)

تراویح اور وتر پڑھانے والے الگ الگ ہوں تو؟

(۱۳)**سوال:** تراویح اور وتر پڑھانے والا ایک ہی آدمی ہونا ضروری ہے یا تراویح ایک نے پڑھائی اور وتر دوسرا پڑھاوے تو درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح و وتر پڑھانے والا ایک ہی شخص ہو یہ ضروری نہیں اگر ایک آدمی نے تراویح پڑھائی اور وتر دوسرے نے پڑھا دیئے تو درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۷/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد سے خارج مکان میں عورتوں کا امام مسجد کی اقتداء کرنا

(۱۴)**سوال:** مسجد سے خارج مکان میں اگر مائک لگا دیا جائے، تو اس مکان کی عورتیں امام مسجد کی اقتدا میں نمازِ تراویح ادا کرسکتی ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضیاء الدین، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو (خواہ تراویح ہی ہو) تو مکان میں کھڑے ہوکر اس کی اقتدا شرعاً درست نہیں۔ ہاں اگر مسجد سے مکان تک صفیں متصل ہوں

---

(۱)ولو لم يصلها أي التراويح بالإمام أو صلاها مع غيره له أن يصلي الوتر معه وفي الشامية أيضا أما لو صلاها جماعة مع غيره ثم صلى الوتر معه لاكراهة. (الحصكفي، رد المختار مع الدر المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۵۰۰-۴۹۹)

جاز أن يصلي الفريضة أحدهما ويصلي التراويح الآخر،وقد كان عمر رضي الله عنه يؤمهم في الفريضة والوتر وكان أبي يؤمهم في التراويح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل'': ج۱،ص:۱۷۶)

اور درمیان میں دوصفوں کی جگہ خالی نہ ہو، تو اقتداء شرعاً درست ہے۔

’’عن عمر رضي اللّٰه تعالیٰ عنه مرفوعاً وموقوفاً علیه من کان بینه وبین الإمام نهر أو طریق أو صف من النساء فلا صلاة له‘‘(۱)

’’وفي الدر المختار ویمنع من الاقتداء صف من النساء الخ أو طریق تجری فیه عجلة الخ أو النهر الخ یسع صفین فأکثر الخ‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۷/۱۴۱۶ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی یا نہیں اس کا ثبوت کہاں سے ہے؟

(۱۵) **سوال**: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تراویح ہوتی تھی یا نہیں؟ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تراویح پڑھائی یا نہیں؟ اس کا ثبوت کہاں سے ہے مفصل ومدلل تحریر کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اخلاق احمد مسعودی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح پڑھی اور بیس رکعت پڑھیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جماعت کے ساتھ دورات تراویح پڑھی اس کے بعد جماعت کے ساتھ تراویح نہ پڑھی اور فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہیں تمہارے اوپر تراویح فرض نہ قرار دیدی جائے اور تم آزمائش میں پڑ جاؤ۔

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الکافي للحاکم جمع کلام محمد في کتبه التي هي ظاهر الروایة‘‘: ج۲، ص:۳۳۱.

(۲) ’’أیضاً:‘‘.

”ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما واظب علیها بل أقامها في بعض اللیالي روي أنه صلاها للیلتین بجماعة ثم ترك وقال: أخشی أن تكتب علیكم لكن الصحابة رضي اللّٰہ عنهم واظبوا علیها فكانت سنة الصحابة“(۱)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی منقول ہے اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قولِ مبارک بھی ہے۔

”والدلیل علیه ما روي أبوهریرة رضي اللّٰہ عنه، قال كان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یرغب في قیام رمضان من غیر أن یأمرهم فیه بعزیمة قال من قام رمضان إیمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه“(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھیں؛ لیکن اس پر مواظبت نہیں فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی اور بلا نکیر اس پر امت مسلمہ کا عمل چلا آرہا ہے، ہاں تراویح کی سنت کا تأکد بظاہر مواظبت صحابہ رضی اللہ عنہم سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے کہ جس طرح میری سنت کا اختیار کرنا لازم ہے اسی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کی پیروی بھی لازم ہے۔

”التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدین وقال ابن عابدین رحمه اللّٰہ أي أكثرهم لأن المواظبة علیها وقعت في أثناء خلافة عمر رضي اللّٰہ عنه ووافقه علی ذلك عامة الصحابة رضی ومن بعدهم إلی یومنا هذا بلا نكیر وكیف لا وقد ثبت عنه صلی اللّٰہ علیه وسلم علیكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ كما رواه أبوداؤد“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب	**الجواب صحیح:**
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۰/۱۴۱۷ھ)	خورشید عالم غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ”كتاب الصلاة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایک مسجد کی مختلف منزلوں میں تراویح کی متعدد جماعتیں کرنا

(۱۶) **سوال**: ہماری مسجد تین منزلہ ہے، رمضان میں عشاء کی فرض نماز تمام منزلوں میں جماعت کے ساتھ ہوتی ہے ایک امام ہی کے پیچھے، نماز فرض اداء کرنے کے بعد تراویح پہلی دو منزلوں میں ایک حافظ صاحب پڑھاتے ہیں اور تیسری منزل میں ایک دوسرے حافظ صاحب تراویح پڑھاتے ہیں اور تین پارے یومیہ پڑھتے ہیں آیا اس طرح تراویح کی نماز ایک وقت میں ایک مسجد میں دوجگہ اداء ہوجائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: ایک مسجد میں بیک وقت دو تراویح کی نماز ادا کرنا مثلا ایک جماعت اوپر کی منزل میں اور دوسری نیچے کی منزل میں مکروہ ہے۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں کرنا بھی مکروہ ہے۔ حضرات فقہاء نے ایک مسجد میں تراویح کے تکرار کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس میں دوسرے مفاسد بھی ہیں بسا اوقات اوپر کی منزل میں تین پارے یومیہ پڑھے جاتے ہیں اس لیے زیادہ تر حضرات اوپر تراویح پڑھ کر دس دن میں فارغ ہوجاتے ہیں اور تراویح کی اصل جماعت جو تحتانی منزل پہ ہوتی ہے وہ بے رونق ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب ایک مسجد میں دو جماعت ہوتی ہیں تو لوگ دونوں امام کی قرأت کا موازنہ کرنے لگتے ہیں اس سے کبھی کبھی انتشار اور خلفشار بھی پیدا ہوتا ہے؛ اس لیے بہتر ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے اور دوسری جماعت مسجد سے علاحدہ کسی مقام پر کرلی جائے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... صلاة التراويح'': ج۱، ص: ۶۴۴.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب قيام شهر رمضان'': ج ۳، ص: ۳۳۵، رقم: ۱۲۹۶.

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج ۲، ص: ۴۹۳.

”ولو صلى التراويح مرتين في مسجد واحد يكره“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۲/۱۲ھ)

چھوٹی ہوئی تراویح وتر سے قبل پڑھے یا بعد میں؟

(۱۷) **سوال:** چھوٹی ہوئی تراویح وتر سے قبل پڑھے یا وتر کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد ملک، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وتر کی جماعت سے پہلے چھوٹی ہوئی تراویح کے ادا کرنے کا موقع نہ ملے تو وتر کے بعد چھوٹی ہوئی رکعات تراویح کو پورا کرے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۱۳ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح“: ج۱، ص:۱۷۶.
ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲، ص:۲۸۸)

(۲) قوله: يصح تقديم الوتر على التراويح الخ وقيل وقتها بعد العشاء قبل الوتر وبه قال عامة مشايخ بخاري وأثر الخلاف يظهر فيما لو فاتته ترويحة لو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالترويحة على قول مشايخ بخاري وبالوتر على قول غيرهم. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: فصل في صلاة التراويح“: ص:۴۱۳)

التراويح سنة للرجال والنساء ووقتها بعد صلاة العشاء قبل الوتر وبعده في الأصح، فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲، ص:۴۹۳-۴۹۴)

فوت شدہ تراویح وقت گزرنے کے بعد پڑھنے سے سنت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۱۸)**سوال**: رمضان میں کوئی تراویح چھوٹ جائے بعد میں یہ شخص بیس رکعت تراویح ادا کر لیتا ہے تو کیا اس کو تراویح کا ثواب ملے گا اور یہ شخص بعد میں تراویح کا چھوٹا ہوا قرآن خود پڑھ لے یا دوسرے سے سن لے تو وہ شخص قرآن پاک کے پورا سننے کی سنت پر عمل کرنے والا کہلائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد کامران، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح کی قضا نہیں ہے اور اگر وقت گزرنے کے بعد تراویح کی قضاء کی تو نفل کا ثواب ملے گا۔ تراویح کی سنت ادا نہ ہوگی ایسے میں جو پارہ چھوٹ گیا اس کو پڑھ لے یا سن لے پورے قرآن کا ثواب تو مل جائے گا مگر سنت تراویح میں قرآن کے پورا سننے کا ثواب نہ ملے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۴/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عشاء کے فرض سے قبل تراویح پڑھ لی؟

(۱۹)**سوال**: زید نے تراویح کی نماز تو امام کے ساتھ پڑھی مگر عشاء کی فرض نماز تراویح کے بعد

---

(۱)ولا تقضي إذا فاتت أصلاً ولا وحده في الأصح (فإن قضاها كانت نفلا مستحبا وليس بتراويح) كسنة مغرب وعشاء، قوله: كسنة مغرب وعشاء أي حكم التراويح في أنها لا تقضى إذا فاتت إلخ كحكم بقية رواتب الليل لأنها منها لأن القضاء من خواص الفرض وسنة الفجر بشرطها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل: مبحث التراويح“: ج۲،ص:۴۹۵)

ولا تقضى التراويح أصلا بفواتها عن وقتها منفردا ولا بجماعة على الأصح. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، فصل في صلاة التراويح“: ص:۴۱۶)

پڑھی تو کیا نماز عشاء وتراویح درست ہوگئی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افضال، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے شروع ہوتا ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں نماز عشاء، تو درست ہوگئی، لیکن وقت سے پہلے پڑھی جانے کی وجہ سے تراویح درست نہیں ہوئی، درمختار میں ہے۔

’’ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده‘‘(۱)

اس کی شرح میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’قدر لفظ صلاة إشارة إلى أن المراد بالعشاء الصلاة لا وقتها وإلى ما في النهر من أن المراد مابعد الخروج منها حتى لو بني التراويح عليها لا يصح وهو الأصح‘‘(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۴/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا ہر حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا ضروری ہے؟

(۲۰)**سوال**: کیا ہر حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا ضروری ہے، جب کہ بوجہ عمر اور بھول

---

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح: ج۱، ص:۴۹۳.

(۲)ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح‘‘: ج۲، ص۴۹۴-۴۹۳.

ووقتها ما بعد صلاة العشاء على الصحيح إلى طلوع الفجر و لتبعيتها للعشاء يصح تقديم الوتر على التراويح وتأخيره عنها وهو أفضل حتى لو تبين فساد العشاء دون التراويح والوتر. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ’’كتاب الصلاة: فصل في صلاة التراويح‘‘: ص:۴۱۳)

کے اگر صرف وہ سامع بنے تو کیا یہ گناہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: گنہگاری کا شبہ بے محل ہے، وہ گنہگار نہیں ہوں گے؛ بلکہ ثواب ہی کے مستحق ہوں گے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۰/۳: ۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تراویح پڑھی یا نہیں؟

(۲۱) **سوال:** آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اضافی نماز رمضان شریف میں پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی یا تہجد کی نماز تھی؟ (بینوا توجروا)

فقط: والسلام
المستفتی: نصیر احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ جو نماز پڑھائی وہ نماز تراویح تھی نماز تہجد نہیں تھی، کیوں کہ آپ نے بیس رکعت دو رات تک جماعت کے ساتھ پڑھائی، بیس رکعت تراویح ہی ہوتی ہیں تہجد نہیں۔ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۳/۱۳: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (سورة البقرة:۲۸٦)

(۲) وإن كانت لم تكن في عهد أبي بكر فقد صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم وإنما أشفاقاً من أن تفرض علىٰ أمته وكان عمر ممن تنبه عليها وسنها على الدوام فله أجر...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

رمضان کی رؤیت کی خبر دیر سے آنے پر تراویح کی قضاء ہوگی یا نہیں؟

(۲۲)**سوال**: ۲۹؍شعبان میں چاند کی خبر دیر سے آئی، تو تراویح چھوٹ گئی، تو کیا اس کی قضاء ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد یامین، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح کا وقت مقرر ہے، یعنی عشاء کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک، اگر صبح صادق سے پہلے خبر آ جائے، تو حسب استطاعت تراویح پڑھ سکتے ہیں، البتہ وقت نکلنے کے بعد تراویح کی قضاء نہیں ہے، لیکن اگر وقت کے بعد بھی کوئی شخص تراویح پڑھے گا، تو وہ نفل نماز ہو جائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۹: ۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وأجر من عمل بها إلى يوم القيمة.

عن عائشة أن رسول الله عليه وسلم في المسجد ذات ليلة فصلى بصلاته ناس ثم صلى من القابلة فكثر الناس اجتمعوا من الليلة الثالثة أو الرابعة فلم يخرج إليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما أصبح قال قد رأيت الذي صنعتم فلم يمعنى من الخروج إليكم إلا أني خشيت أن يفرض عليكم قال وذلك في رمضان. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح'': ج۱،ص:۲۵۹،رقم:۷۶۱، دالاشاعت، یوبند)

أخرجه أبو داؤد، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب تفريع أبواب شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان'': ج ۱،ص:۱۹۴-۱۹۵، رقم:۱۳۷۳؛ وأخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب التهجد: باب تحريض النبي صلاة الليل والنوافل من غير إيجاب'': ج۱،ص:۱۱۲۹، دارالکتاب، دیوبند)

(۱) حكم التراويح فى أنها لا تقضى إذا فاتت لحكم بقية رواتب الليل لأنها منها، لأن القضاء من خواص الفرض. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۵)

إذا فاتت التراويح لا تقضي بجماعة ولا بغيرها وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۲،ص:۱۷۶)

عشاء کی سنت تراویح کے بعد پڑھنا

(۲۳) **سوال:** ایک شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر تراویح شروع ہو جانے کی وجہ سے دو سنتیں نہ پڑھ سکا، اب وہ شخص نماز تراویح میں شریک ہو سکتا ہے اور بعد تراویح سنن پڑھے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں سنت چھوڑ کر نماز تراویح میں شامل ہو جائے اور سنن بعد میں پڑھے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۱۰/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کے آخر میں اجتماعی دعاء کرنا

(۲۴) **سوال:** تراویح کے آخر میں امام ومقتدی مل کر دعا کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ختم قرآن پر اور روزانہ تراویح کے ختم پر دعاء مسنون ومستحب ہے، کیوں کہ تراویح بھی مستقل نماز ہے، حدیث میں ہے یہ وقت اجابت کا ہے۔ (۲)

(۱) وركعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء شرعت البعد فيه لجير النقصان. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل": ج۲،ص:۴۵۲)
لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها ومكملاتها فلم تكن أجنبية عنها فما يفعل بعدها يطلق عليه أنه عقيب الفريضة الخ. (أيضاً:)

(۲) عن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيده قال يا معاذ والله إني لأحبك فقال أوصيك يا معاذ لا تدعن في دبر كل صلاة تقول اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك. (أخرجه أبي داؤد، في سننه، "كتاب الصلاة: باب في الاستغفار": ج۱،ص:۲۱۲،رقم:۱۵۲۲)

”عن ثابت أن أنس بن مالك كان إذا ختم القرآن جمع أهله وولده فدعا لهم“[1]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۳۰/۸/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم صحیح نہ پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنا

(۲۵) **سوال:** زید قرآن کریم صحیح نہیں پڑھتا اس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے اور جو نمازیں اب تک پڑھی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مستقیم، دہلوی

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال زید کی امامت تراویح میں مکروہ ہے باشرع اور صحیح قرآن پڑھنے والے کو امام بنایا جائے جو نمازیں پڑھی گئیں وہ ادا ہو گئیں۔[2]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۵/۵/۱۴۲۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الطبراني، في المعجم الكبير: ج۱ص:۲۹۱، دارالكتب العلمية، بروت.
عن مغيرة بن شعبة رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول دبر كل صلاة مكتوبة لا إله إلا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد الخ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلاة“: ج۱ص:۱۱۷، رقم:۸۴۴، دارالكتاب، ديوبند)

(۲) كره إمامة الفاسق ...... فتجب إهانته شرعاً فلايعظم بتقديمه للإمامة، تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، فصل في في بيان الأحق بالإمامة“: ص:۳۰۳)

صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الإنفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب، البدعة خمسة أقسام“: ج۲ص:۳۰۱، سعيد)

ولا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج۱ص:۱۴۴)

تراویح کی نیت

(۲۶)**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک امام صاحب نے تراویح کی نماز نفل کی نیت سے پڑھادی، تو نماز تراویح درست ہوئی یا نہیں؟ رہنمائی فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: قاری عثمان، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے؛ اس لیے نیت سنت مؤکدہ کی یا نماز تراویح کی کرنی چاہیے اگر کسی نے نفل کی نیت سے تراویح کی نماز پڑھادی تو بھی نماز درست ہوجائے گی۔(۱)

''منها نية التراويح أونية قيام رمضان أو نية سنة الوقت ولو نوى الصلاة مطلقا أو نوى التطوع، قال بعض المشائخ: لا يجوز لأنها سنة و السنة لا تتأدى بنية مطلق الصلاة أو نية التطوع، و استدلوا بما روي الحسن عن أبي حنيفة أن ركعتي الفجر لا تتأدى إلا بنية السنة، وقال عامة مشائخنا: إن التراويح و سائر السنن تتأدى بمطلق النية و لأنها و إن كا نت سنة لا تخرج عن كونها نافلة و النوافل تتأدى بمطلق النية إلا أن الاحتياط أن ينوي التراويح أو سنة الوقت أو قيام رمضان احترازا عن موضع الخلاف''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۱۱/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله بفضل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع والتعيين أحوط (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع'': ج۲،ص:۹۵)
(۲)الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: باب صلاة التراويح'': ج۱،ص:۶۴۵.

تراویح کی رکعات

(۲۷) **سوال:** تراویح کی کتنی رکعات حدیث سے ثابت ہے، بعض لوگ آٹھ رکعت کے قائل ہیں اور تراویح کا کیا حکم ہے کیا پورے رمضان تراویح پڑھنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایاز احمد، جونپور

الجواب وبالله التوفيق: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رمضان کے روزے کو فرض کیا اور میں نے اس کی راتوں کے جاگنے یعنی تراویح کو مسنون کیا ہے۔(۱)

یحی بن سعید قطانؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔(۲)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے عہد خلافت میں صحابہ وتابعین رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔(۳)

ائمہ اربعہ میں امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہے، امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔(۴)

---

(۱) أخرجه احمد، في مسنده، حديث عبدالرحمن بن عوف الزهری، ''كتاب الصلاة'': ج۳، ص:۱۹۸، رقم:۱۶۶۱.

(۲) أخرجه ابن أبي شيبه، في مصنفه، ''كتاب الصلاة: باب كم يصلي في رمضان من ركعة'': ج۵، ص:۲۲۳، رقم:۷۷۶۴.

(۳) أخرجه البيهقي، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب ما روي في عدد ركعات القيام'': ج۲، ص:۴۹۶، رقم:۴۳۹۰.

(۴) والمختار عند أبي عبد الله رحمه الله فيها عشرون ركعةً، وبهذا قال الثوري وأبو حنيفة، والشافعي، وقال مالك: ستة وثلاثون. (ابن قدامه، المغني، ''كتاب الصلاة: باب الساعات التي نهي عن الصلاة فيها فصل'': ج۲، ص:۳۶۶، دارالكتب العلمية، بروت)

وأما قدرها فعشرون ركعة في عشر تسليمات في خمس ترويحات كل تسليمتين ترويحة وهذا قول عامة العلماء وقال مالك في قول ستة وعشرون ركعة والصحيح قول العامة لما روي أن عمر رضى الله عنه جمع أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر رمضان على أبي بن كعب فصلى بهم في كل ليلة ركعة ولم ينكر عليه أحد فيكون إجماعاً منهم على ذلك. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: باب صلاة التراويح'': ج۱، ص:۶۴۴)

آج تک حرمین شریفین میں اسی سنت پر عمل ہورہا ہے، خلفاء راشدین کے زمانہ سے آج تک کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں تراویح بیس رکعت سے کم پڑھی گئی ہو۔ معلوم ہوا کہ تراویح بیس رکعت ہی سنت ہے اس لیے تراویح بیس رکعت ہی پڑھنا چاہیئے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے جس کا چھوڑنا جائز نہیں تراویح میں دو چیزیں علیحدہ علیحدہ سنت ہیں، پورے رمضان تراویح پڑھنا، یہ ایک الگ سنت ہے اور تراویح میں قرآن ختم کرنا یہ علیحدہ سنت ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

خواتین کی تراویح کا حکم

(۲۸) **سوال**: عورتوں کے لیے تراویح کا کیا حکم ہے، اگر گھر میں پڑھے تو کیا تنہا پڑھے یا گھر میں اگر جماعت ہو تو اس میں شرکت ہوسکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: امن احمد، اورنگ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن وحدیث میں جہاں کہیں کسی عمل پر ثواب یا عذاب کا تذکرہ ہے وہ مرد وعورت دونوں کو شامل ہے، عام طور پر ﴿یاایھا الذین آمنوا﴾ کے ذریعہ جو خطاب کیا گیا ہے اس میں عورتیں بھی شامل ہیں، ہاں اگر عورت کو اس سے مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہوئی تو عورت کو الگ سے بیان کردیا گیا۔ نماز جس طرح مردوں پر فرض ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے اسی طرح دیگر عبادات جس طرح مردوں پر فرض ہیں عورتوں پر بھی فرض ہیں حکم میں مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اسی طرح رمضان میں جو مخصوص اعمال ہیں ان کا حکم بھی مرد وعورت دونوں کو شامل ہے، آپ

صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں راتوں کو بیدار رہ کر عبادت کیا کرتے تھے تو آپ ازواج مطہرات کو بھی بیدار کیا کرتے تھے، رمضان میں مخصوص عبادت میں ایک تراویح کی نماز ہے جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’**من قام رمضان إیمانا و إحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه**‘‘[(۱)] جس نے ایمان وثواب کی امید پر رمضان میں تراویح کی نماز پڑھی اس کے اگلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔ تراویح کا یہ حکم جس طرح مردوں سے متعلق ہے اسی طرح عورتوں سے بھی متعلق ہے اسی لیے حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ تراویح کی نماز مرد وعورت دونوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔

’’**التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء إجماعا**‘‘[(۲)]

لیکن عام طور پر تراویح کا جس قدر اہتمام مرد حضرات کرتے ہیں عورتوں میں اس قدر اہتمام نہیں دیکھا جاتا ہے اور جو عورتیں تنہا گھروں میں فرض نمازوں کا اہتمام کرتی ہیں وہ بھی تراویح کا اس قدر اہتمام نہیں کرتی ہیں جب کہ خیر القرون میں حضرات خواتین بھی تراویح کا اہتمام کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ اپنے غلام ذکوان کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھتی تھیں۔

خواتین جس طرح دیگر نمازیں اپنے گھروں میں پڑھتی ہیں اسی طرح تراویح کی نماز بھی ان کے لیے گھروں میں پڑھنا افضل ہے، مرد حضرات مسجد میں تراویح کی نماز پڑھیں گے تو عورتیں تراویح اپنے گھروں میں تنہا تنہا پڑھ لیں گی، لیکن اگر مرد حضرات گھر میں کسی وجہ سے جماعت کرتے ہیں تو اس جماعت میں عورتیں شریک ہوسکتی ہیں، اور اس میں صفوں کی ترتیب وہی ہوگی جو عام نماز میں ہوتی ہے کہ امام کے بعد مرد حضرات کی صفیں ہوں گی پھر بچوں کی صفیں ہوں گی اور اس کے بعد عورتوں کی صف ہوگی۔

بعض مرتبہ صرف میاں بیوی تراویح پڑھتے ہیں تو اس صورت میں امام آگے کھڑا ہوگا اور بیوی پیچھے کی صف میں کھڑی ہوگی، اگر میاں بیوی کے ساتھ بچے بھی ہوں تو اگر کوئی لڑکے یا محرم مرد ہوں تو

(۱) أخرجه أبو داؤد، في سننه، ’’کتاب الصلاة: باب تفریع أبواب شهر رمضان، باب في قیام شهر رمضان‘‘: ج۱، ص:۱۹۴، رقم:۱۳۱۷.

(۲) ابن عابدین، ردالمحتار، ’’کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح‘‘: ج۲، ص:۴۹۳.

وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور عورتیں اس کے پیچھے کھڑی ہوں گی، اگر ایک لڑکا ہے یا ایک مرد ہے تو وہ امام سے تھوڑا پیچھے کھڑا ہوگا اور عورتیں پیچھے کی صف میں کھڑی ہوں ہوگی۔

اگر نماز پڑھانے والا غیر محرم ہے یا پڑھنے والوں میں محرم، غیر محرم سبھی قسم کے لوگ شامل ہیں تو اس صورت میں عورت پردے سے جماعت میں شریک ہوسکتی ہے۔ بعض مرتبہ گھروں میں گھر کا کوئی غیر محرم فرد تراویح پڑھاتا ہے جس سے عام حالات میں غفلت و جہالت کی بنا پر پردہ نہیں کیا جاتا ہے اگر ایسا شخص نماز پڑھائے جو کہ غیر محرم مثلاً گھر میں دیور نماز پڑھائے تو بھی عورت کو پردہ میں تراویح کی نماز پڑھنی چاہیے۔

اگر تراویح پڑھانے والا غیر محرم ہو تو صرف غیر محرم عورتوں کا اس نماز میں شریک ہونا مکروہ ہے ہاں اگر گھر کے محرم مرد بھی شامل ہوں یا پڑھانے والے کی کوئی محرم عورت ہو مثلاً پڑھانے والے امام کی ماں یا اس کی بہن بھی نماز پڑھ رہی ہے تو ایسی صورت میں غیر محرم عورتوں کا شریک ہونا درست ہے۔ فتاوی شامی میں ہے۔

’’تکره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره و لا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته أما اذا كا ن معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره‘‘(۱)

اگر صرف محرم حضرات نماز پڑھ رہے ہوں اور نماز میں کوئی غلطی ہو جائے اور عورت حافظہ ہو مثلاً بھائی بہن دونوں حافظ ہیں اور بھائی نماز پڑھائے تو غلطی پر بہن لقمہ دے یا غیر محرم عورت لقمہ دے دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی اس لیے کہ اصح قول کے مطابق عورت کی آواز کا پردہ نہیں ہے تاہم عورت کے لیے بہتر نہیں ہے کہ وہ لقمہ دے بلکہ امام کو چاہیے کہ مقدار فرض پڑھ چکا ہو تو لقمہ کا انتظار کیے بغیر رکوع میں چلا جائے۔

’’في شرح المنية الأشبه أن صوتها ليس بعورة و إنما يؤدي إلى الفتنة كما علل به صاحب الهداية و غيره في مسئلة التلبية و لعلهن إنما منعن من رفع الصوت بالتسبيح في الصلاة لهذا المعنى و لايلزم من حرمة رفع صوتها بحضرة

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، البدعة خمسة أقسام‘‘: ج ۲، ص: ۳۰۶.

الأجانب أن یکون عورۃ"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۶/۱۴۴۱ھ)

حافظ عورت کا تراویح میں امامت کرنا

(۲۹) **سوال:** اگر کوئی عورت حافظ قرآن ہو تو کیا وہ عورتوں کی تراویح میں امامت کرسکتی ہے؟ اس طرح عورتوں کو قرآن بھی یاد رہے گا اور ان کی تراویح کا اہتمام بھی ہوگا دیکھا یہ گیا ہے کہ عورتیں اس درجہ تراویح کا اہتمام نہیں کرتی ہیں؛ لیکن اگر گھر میں عورتیں تراویح پڑھائیں تو عورتیں بھی اہتمام سے تراویح کی نماز پڑھنے لگیں گی اس لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: امن احمد، اورنگ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: عورتوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ تنہا تراویح کی نماز پڑھ لیں، اگر گھر میں مردوں کی جماعت ہو رہی ہے تو جماعت میں بھی شریک ہوسکتی ہیں، لیکن عورتوں کا امامت کرنا درست نہیں ہے۔ عورتوں کی امامت کی کئی صورتیں ہیں، کوئی حافظہ خاتون ہے وہ اپنے گھر کے مرد وعورت کی امامت کرے یہ ناجائز ہے؛ اس لیے کہ عورتیں، مردوں کی امامت نہیں کرسکتی ہیں، خیر القرون میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے؛ حضرات صحابیات میں بعض بہت بلند مقام کی حامل تھیں، حضرت عائشہؓ کے علم وتقوی کا صحابہؓ کی نگاہ میں بلند مقام تھا۔ حضرات صحابہؓ مشکل مسائل میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے؛ لیکن کوئی ایک واقعہ بھی ایسا مذکور نہیں ہے کہ عورتوں نے مردوں کی امامت کی ہو۔ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أخروھن من حیث أخرھن اللہ"

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، "کتاب الصلاۃ: باب شروط الصلاۃ"، ج۱، ص:۴۷۱.

عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے، حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اور اگر عورت کو مردوں کا امام بنادیا جائے تو عورت کا مردوں کے آگے ہونا لازم ہوگا۔ اعلاء السنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے: ''**عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه تعالیٰ عنه أنه قال: لاتؤم المرأة، قلت: رجاله كلهم ثقات**''(۱)

اس لیے عورتوں کے لیے مردوں کی امامت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ گھر میں حافظہ عورت ہے اور مردوں میں کوئی امامت کرنے کا اہل نہیں ہے یا مرد کو زیادہ قرآن یاد نہیں ہے تو بھی عورت اپنے محرم مردوں کی امامت نہیں کرسکتی ہے۔

عورت کی امامت کی دوسری صورت یہ ہے کہ عورت صرف عورتوں کی امامت کرے، حضرات فقہاء نے اس کو مکروہ تحریمی لکھا ہے فتاوی شامی میں ہے۔

''**ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح إلى قوله فإن فعلن تقف الإمام و سطهن فلو تقدمت أثمت. أفاد أن الصلاة صحيحة و أنها إذا توسطت لاتزول الكراهة و إنما أرشدوا إلى التوسط لأنه أقل كراهية التقدم**''(۲)

ایک صورت یہ ہے کہ عورت حافظہ ہے اور وہ اپنا قرآن یاد رکھنے کے لیے، تراویح کی نماز پڑھانا چاہتی ہے، اس صورت میں بعض حضرات نے گنجائش لکھی ہے؛ لیکن یہاں چند چیزوں کا خیال کرنا ضروری ہوگا: پہلی چیز تو یہ کہ باہر کی عورتوں کو نہ بلایا جائے اور عورت کی آواز اس قدر پست ہو کہ مردوں تک اس کی آواز نہ پہنچے، اور عورت درمیان میں کھڑی ہو تو ان شرطوں کے ساتھ قرآن یاد

---

(۱) ظفر احمد تهانوی، إعلاء السنن، ''كتاب الصلاة: أبواب الإمامة، باب عدم جواز إمامة المرأة لغيره المرأة'': ج۴،ص:۲۲۱، دارالکتب الاشرفیہ، دیوبند.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الخنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟'': ج۲،ص:۳۰۶.

وكذلك يكره أن يؤم النساء في بيت وليس معهن رجل ولامحرم منه مثل زوجته وأمته وأخته فإن كانت واحدة منهن فلا يكره وكذلك إذا أمهنّ في المسجد لايكره. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱،ص:۶۱۶)

کرنے کے پیش نظر جماعت کرنے کی گنجائش ہوگی۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ لکھتے ہیں:

(الف) آج کل حافظہ عورتوں کے بارے میں اگر اتنی بڑی جماعت کی امامت ہو جس میں آواز معتاد آواز سے زائد ہو تمام قیود و شرائط کے باوجود مکروہ تحریمی اور ناجائز رہے گی۔

(ب) اگر ماہ رمضان میں حافظہ قرآن عورتوں کی چھوٹی جماعت جس میں آواز معتاد کے اندر اندر رہے اور تمام قیود و شرائط کے اندر رہے اور عورت صف سے صرف چار انگل آگے رہے تو الامور بمقاصدہا کے تحت یہ فعل جائز رہے گا۔

(ج) اگر ماہ رمضان مبارک میں صرف دو دو تین تین عورتوں کی جماعت جو محض بہ نیت حفظ قرآن پاک اور بطور دور ہو تو اور قیود و شرائط کے موافق اور مکان محفوظ کے اندر ہو جس میں آواز اپنی معتاد آواز سے زائد نہ رہے تو بلا شبہ جائز رہے گی بلکہ الامور بمقاصدہا کے تحت مستحسن بھی ہوسکتی ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۶/۱۴۴۱ھ)

ختم قرآن کے موقعہ پر مٹھائی تقسیم کرنا

(۳۰) **سوال:** تراویح میں قرآن پاک کے ختم پر بطور خوشی کے مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طیب، میوات

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں خوشی کے طور پر مٹھائی تقسیم کرنے میں

(۱) مفتی نظام الدین، نظام الفتاوی: ج۶، ص:۶۷، ایفا پبلیشرز، دہلی.

مضائقہ نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ چندہ میں کوئی زبردستی بالکل نہ ہو[۱] اور کوئی بھی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جس سے مسجد کا احترام ختم ہوجائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ختم قرآن کے موقعہ پر آخری رکعت میں دعاء والی آیات پڑھنا

(۳۱) **سوال**: ختم تراویح کی بیسویں رکعت میں امام صاحب سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا ابتدائی رکوع پڑھنے کے بعد دعاء پر مشتمل آیات پڑھتے ہیں، کیا ان آیات کا پڑھنا صحیح ہے اور سنت کے مطابق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، بسراسندرگڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: ختم قرآن کے بعد ﴿وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ تک پڑھنے کی فقہاء کرام نے اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے اس کے سواء دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں اس کا ترک کردینا مناسب ہے۔

”ویکره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً إلا إذا ختم فيقرأ من البقرة“[۲]

---

(۱) عن أبي حرّة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ألا لاتظلموا ألا لايحل مال إمرئ إلا بطيب نفس منه رواه البيهقي. (البغوي، مشكوٰة المصابيح، ”كتاب أسماء اللّٰه، باب الغضب والعارية“: ص: ۲۵۵، رقم: ۲۹۴۶، مکتبہ تھانوی، دیوبند)

وقوله: (وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول) ما أحدث على خلاف الحق الملتقي عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطاً مستقيماً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، البدعة خمسة أقسام“: ج۲، ص: ۲۹۹)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية“: ج۲، ص: ۲۶۹.

”قال في شرح المنية وفي الولوا لجية من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولىٰ يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشيء من سورة البقرة لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير الناس الحال المرتحل، أي الخاتم المفتتح“(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۷/۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی نماز میں پورا قرآن ختم کرنا ضروری نہیں ہے

(۳۲) **سوال:** کیا یہ ضروری ہے کہ ایک قرآن تراویح کی نماز میں پورا ختم کیا جائے؟ اگر ہاں تو پھر کیا یہ صحابہؓ کے دور سے ثابت ہے؟ ثابت ہے، تو اس بارے میں کوئی حدیث؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آج کل کے قاری لوگوں کی طرح فل اسپیڈ میں پڑھتے تھے، آج کل کے قاری قرآن ختم کرنے کے فراق میں اتنی رفتار سے پڑھتے ہیں کہ سال بھر جو لوگ نماز نہیں پڑھتے تراویح میں، تو آتے ہیں قرآن سننے کی نیت سے وہ بھی اتنی رفتار سے پڑھا جاتا ہے۔ اور خود قاری کی اتنی غلطیاں اور بھول ہو جاتی ہیں۔ مقتدیوں کو بھی، تو قرآن کے الفاظ سمجھ میں آنے چاہئے۔ تفصیل سے جواب دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، مرزا پور

الجواب وبالله التوفيق: قرآن پاک مکمل تراویح میں سننا سنت ہے، ضروری نہیں ہے۔(۲) اگر اس کے لیے اچھے قاری ملیں تو اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔ جن جگہوں پر حافظ نہ ملیں یا

---

(۱) أيضاً:

(۲) والسنة فيها الختم مرة فلايترك لكسل القوم. (إبراهيم محمد الحلبي، ملتقى الأبحر، ”كتاب الصلاة“: ج۱، ص:۸۴؛ وابن نجيم، البحرالرائق، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل“: ج۳، ص:۱۱۵؛ وعالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتارخانيه، ”الفصل الثالث عشر في التراويح“: ج۲، ص:۳۲۴، زکریا بکڈپو، دیوبند؛ الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲، ص:۴۹۵)

اچھے پڑھنے والے نہ ہوں وہاں اچھے پڑھنے والے امام سے الم ترکیف سے تراویح پڑھ لینی چاہیے۔ اتنا تیز پڑھنا، کہ الفاظ مکمل طور پر ادا نہ ہوتے ہوں یا پیچھے کھڑے حافظ و عالم کو بھی سمجھ میں نہ آتا ہو، درست نہیں ہے؛ (۱) بلکہ نماز کے فاسد ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ غلطیاں اور بھول ہو جایا کرتی ہیں؛ اس کے لیے ایک سامع بھی رکھنا چاہیے۔ اور اگر حافظ صاحب سے غلطیاں اور بھول بکثرت صادر ہوتی ہوں، لوگوں کو دشواری ہو اور تقلیل جماعت کا اندیشہ ہو، تو کسی دوسرے حافظ صاحب کا انتظام کر لیا جائے (۲) اور وہ بھی نہ ہو سکے، تو پھر الم ترکیف سے تراویح پڑھ لی جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۳۰/۱۰/۱۴۴۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا

(۳۳) **سوال:** حضرات علماء کرام و مفتیان عظام:

ہماری مسجد میں جو حافظ صاحب تراویح پڑھاتے ہیں تراویح کی پہلی رکعت میں ایک پاؤ اور دوسری رکعت میں آدھا پارہ قرآن شریف پڑھا، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں ایک رکوع اور اس سے زائد اور دوسری رکعت میں دو رکوع یا اس سے زائد کی تلاوت کرتے ہیں، ہم لوگوں نے حافظ صاحب کو بارہا سمجھایا کہ پہلی رکعت کے مقابلے میں دوسری رکعت کی قرأت چھوٹی ہونی چاہیے، لیکن حافظ صاحب اکثر اس طرح کی غلطی کر جاتے ہیں پوچھنا ہے کہ اس سے نماز تراویح میں کوئی کمی تو نہیں آتی؟ شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاداب شمیم، رامپور، یوپی

---

(۱) ورتل القرآن ترتيلا أي إقرأ على تمهل فإنه يكون عونا على فهم القرآن وتدبره. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة المزمل": ج۶، ص: ۳۲۹، زکریا بکڈپو، دیوبند)

(۲) ولايترك الختم لكسل القوم لكن في الاختيار الأفضل في زماننا قدر ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب و بالله التوفيق: فرض نماز میں پہلی رکعت کو چھوٹی اور دوسری رکعت کو بڑی کرنا مکروہ ہے، لیکن سنن ونوافل میں ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے اس لیے تراویح میں ایسا کرنا درست ہے۔

"وفي الدراية: و إطالة الركعة الثانية على الأولى بثلاث آيات فصاعداً في الفرائض مكروه، و في السنن و النوافل لايكره؛ لأن أمرها سهل"(۱)

"و استظهر في النوافل عدم الكراهة مطلقاً"

"(قوله: مطلق)...... أطلق في جامع المحبوبي عدم كراهة إطالة الأولى على الثانية في السنن و النوافل، لأن أمرها سهل، و اختاره أبو اليسر ومشى عليه في خزانة الفتاوى، فكان الظاهر عدم الكراهة الخ"(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۵/۱۴۴۳ھ)

روزہ نہ رکھنے والے کی تراویح کی نماز

(۳۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام:

ایک شخص نماز تراویح تو پڑھتا ہے مگر بلا عذر روزہ نہیں رکھتا تو اس کی تراویح کی نماز مقبول ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسبحان، دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مالايثقل عليهم وأقره المصنف وغيره وفي المجتبى عن الإمام لو قرأ ثلاثا قصارا أو آية طويلة في الفرض فقد أحسن ولم يسئ فما ظنك بالتراويح. (الحصكفي، الدر المختار مع رد الحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح": ج۲، ص:۴۹۷)

(۱) فخر الدين عثمان بن علي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة": ج۱، ص:۳۳۵.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: فصل في القراءة: مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية": ج۲، ص:۲۶۵.

الجواب وبالله التوفيق: قبولیت کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، فقہی اور قانونی اعتبار سے نماز تراویح کو جائز کہا جائے گا؛ کیوں کہ اس کے لیے روزہ شرائط میں سے نہیں ہے۔ مگر بلا عذر رمضان کا روزہ چھوڑنا ایسا بڑا گناہ ہے کہ اس کی بنا پر تراویح کا ثواب بھی سوخت ہو جائے تو تعجب نہیں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۳/۱۴۱۹ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں بلند آواز سے رکعات بتلانا

(۳۵) **سوال**: (۱) زید دس دن کے اندر تراویح میں قرآن شریف پورا کرتا ہے؛ لیکن اس کی عادت یہ ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد اعلان کرتا ہے کہ بھائیو! اب چار ہوگئی اب آٹھ ہوگئی اب بارہ ہوگئی اب سولہ ہوگئی اب بیس رکعت ہوگئی اس کا یہ طریقہ کیسا ہے؟

(۲) ایک امام مسجد بعد نماز جمعہ ہمیشہ دعاء سے پہلے چندے کی ترغیب دیتا ہے اور بعد میں دعاء کرتا ہے یہ کیسا ہے؟

(۳) ایک شخص عالم نہیں ہے اپنے آپ کو عالم کہلاتا ہے اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: روضدار خاں، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: (۱) حسب ضرورت رکعات کی تعداد بتلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن بغیر ضرورت بھی ہر ہر مرتبہ رکعتوں کی تعداد بتانا اور اس کی عادت ڈالنا درست

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أفطر يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله وإن صامه. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصيام: باب التغليظ في من أفطر عمداً''، ج۱، ص:۳۲۶، رقم:۲۳۹۸؛ و أخرجه الترمذي في سننه، ''كتاب الصوم: باب ماجاء في الإفطار متعمداً''، ج۱، ص:۱۵۳؛ و ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ''كتاب الصوم: باب تنزيه الصوم، الفصل الثاني''، ج۴، ص:۴۴، رقم:۲۰۱۳)

نہیں ہے۔امام اور مقتدی سبھی کو رکعات یاد رکھنی چاہئے اس لیے امام کا یہ عمل بلاضرورت ہونے کی وجہ سے عبث ہے اس کو اس سے رکنا چاہئے۔[۱]

(۲) نماز کے فوراً بعد دعا مسنون ہے اس لیے نماز کے بعد پہلے دعا کی جائے اس کے بعد چندہ کی ترغیب دی جائے، دعاء سے قبل چندہ کی ترغیب کی صورت میں نماز کے بعد دعاء کی فضیلت کا چھوڑنا لازم آتا ہے۔جس کی عادت بنالینا مناسب نہیں ہے۔[۲]

(۳) غیر عالم کا اپنے آپ کو عالم کہلوانا درست نہیں، ایسی چیز کو اپنے لیے ثابت کرنا جو اس میں نہ ہو اس سے بچنا ضروری ہے۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۴/۳ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد سے متصل دوسری جگہ پر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۶) **سوال:** اگر کسی جامع مسجد میں نماز تراویح ہورہی ہو اور بالکل برابر ایک دیوار کے بعد جو مسجد کے احاطہ کے بعد ہے ایسی جگہ میں نماز تراویح کا ادا کرنا بالکل ایک ہی وقت میں (یعنی سارے لوگوں کا نماز عشاء جامع مسجد میں ادا کر کے تراویح کے لیے برابر میں چلے جانا) پڑھنا کیسا ہے؟ بغیر کسی شرعی عذر کے محض حافظ کے معاملہ میں تھوڑے سے اختلاف کی وجہ سے؟

فقط والسلام
المستفتی: وسیم رضا اڑیسہ

---

(۱) من أحدث في أمرنا هذا مالیس منه فهو رد. (أخرجه البخاري في صحیحه،''کتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود'': ج۱،ص:۳۷۱،رقم:۲۶۹۷)

(۲) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أخذ بیده وقال: یامعاذ والله انی لاحبك، فقال: أوصیك یا معاذ لاتدعن فی دبر کل صلاة تقول: اللّٰهم أعني علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك. (أخرجه أبوداؤد،في سننه،''کتاب الصلاة:باب الاستغفار'': ج۱،ص:۲۱۲،رقم:۱۵۲۲)

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس من رجل ادعی لغیر أبیه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللہ التوفیق: حفاظ کی کثرت کی وجہ سے مسجد سے الگ بھی تراویح میں کوئی حرج نہیں، خواہ وہ مسجد کے قریب ہی ہو، لہٰذا مذکورہ تراویح درست ہے، لیکن بلاوجہ اختلاف سے بچنا چاہیئے، بالخصوص دینی امور میں اتفاق رائے سے کام لیناہی بہتر اور ثواب کا باعث ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۵/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عمران غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن یاد نہ ہونے پر امام کے علاوہ دوسرا حافظ مقرر کرنا

(۳۷) **سوال:** نمازوں کے لیے مقررہ امام نے رمضان میں قرآن پاک سنایا یادداشت صحیح نہ ہونے پر مقتدیوں کو اعتراض ہوا جس کی شکایت متولی سے کی گئی اگر متولی و کمیٹی دوسرا حافظ رمضان کے لئے مقرر کرلیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسرار احمد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: امام تراویح کو اگر قرآن کریم یاد نہ ہو تو تقلیل جماعت کا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وهو يعلمه إلا كفر ومن ادعى ماليس له فليس منا وليتبوأ مقعده من النار. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر": ج۱، ص:۵۷، رقم:۶۱، دارالاشاعت، دیوبند)

(۱) وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد، وهكذا في المكتوبات كما في المنية. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح": ج۲، ص:۴۹۵)

وإن تخلف واحد من الناس وصلاها في بيته فقد ترك الفضيلة ولا يكون مسيئاً ولا تاركاً للسنة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح": ج۱، ص:۱۷۵)

إن أمكنه أداؤها في بيته مع مراعاة لسنة القراءة وأشباهها فليصلها في بيته، لقوله عليه السلام فعليكم بالصلاة في بيوتكم فإن خير صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة. (فخر الدين عثمان بن علي، تبين الحقائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج۱، ص:۴۴۴)

سبب بنتا ہے اس لیے منتظمہ کمیٹی و مصلیانِ مسجد باہمی مشورے سے جو طے کرلیں وہ درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۶/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی اقتداء میں حنفی کی نماز کا حکم

(۳۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ عرب ممالک میں اکثر مساجد میں ائمہ حضرات تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھتے ہیں، کیا اس طرح حنبلی مسلک کے امام کے پیچھے حنفی مسلک والے مقتدیوں کی نماز اداء ہوجائے گی؟ جب کہ یہاں کے دیہاتوں میں اکثر ائمہ قرآن پاک دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ مدلل لکھیں۔

وضاحت:

(۱) اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کے مسالک کو مدلل لکھیں۔

(۲) ترجیح کس مسلک کو حاصل ہے بر بناء دلائل۔

(۳) تمام تر دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی صحیح وضاحت کیا ہے۔ نماز فاسد ہوجائے گی یا مکروہ؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظہورالدین صدیقی، دوحہ قطر

الجواب وباللہ التوفیق:

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کی وضاحت:

اس مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مسلک تو یہ ہے کہ امام ہو یا منفرد اگر قرآن پاک اٹھا کر یا سامنے رکھ کر اس کو دیکھ کر پڑھے گا، خواہ ایک آیت کی مقدار ہو تو نماز امام کی فاسد ہوجائے گی اور

(۱) إنا أمرنا بتكثير الجماعة. (محمد بن الحسن الشيباني، المبسوط، ''كتاب الصلاة: باب الأذان'': ج۱، ص: ۳۷۹)
وقد استدل قوم بهذا الحديث على أن الأفضل لكثير الجماعة على قليلها. (ابن بطال، شرح ابن بطال على صحيح البخاري، ''كتاب الصلاة: أبواب صلاة الجماعة و الإمامة، باب فضل صلاة الجماعة'': ج۲، ص: ۳۴۰)

جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر کوئی منفرد ایسا کر رہا ہے تو اس کی نماز بھی فاسد ہوجائے گی۔

اگر نمازی قرآن پاک دیکھ کر پڑھے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی امام اعظمؒ کے نزدیک اس کی دو وجوہ ہیں، ایک تو یہ کہ قرآن پاک کا اٹھانا، اوراق کا پلٹنا اور اس میں دیکھنا یہ مجموعہ نماز کی جنس سے خارج اور عمل کثیر ہے جس کی نماز میں کوئی گنجائش نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے نماز فاسد ہوجائے گی[1] دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نمازی قرآن پاک سے سیکھ رہا ہے؛ اس لئے کہ قرآن پاک سے پڑھنے والے کو متعلم کہا جاتا ہے تو یہ استاد سے سیکھنے کے مترادف ہوگیا اور اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس علت کی بنیاد پر دونوں صورتیں مفسد ہوں گی خواہ قرآن اٹھا کر اوراق پلٹتا رہے خواہ قرآن سامنے رکھ کر بغیر اوراق کے پلٹے ہوئے پڑھے۔[2]

صاحبین کا مسلک:

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ نماز تام ہوجائے گی؛ لیکن بنابر تشبہ کے مکروہ ہوگی اس لیے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے کہ وہ بھی نماز میں توریت اور انجیل دیکھ کر پڑھتے ہیں اور یہود کی مشابہت سے صحیح حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے۔

---

(۱)لو قرأ المصلی من المصحف فصلاته فاسدة عند أبي حنيفة......ولأبي حنيفة طريقتان إحداهما أن ما يوجد من حمل المصحف و تقليب الأوراق والنظر فيه أعمال كثيرة ليست من أعمال الصلاة ولا حاجة إلى تحملها في الصلاة فتفسد الصلاة......والطريقة الثانية أن هذا يلقن من المصحف فيكون تعلما منه ألاترى أن من يأخذ من المصحف يسمى متعلما فصار كما لو تعلم من معلم وإذا يفسد الصلاة وهذه الطريقة لا توجب الفصل بين ما إذا كان حاملا للمصحف مقلبا للأوراق وبين ما إذا كان موضوعا بين يديه ولا يقلب الأوراق. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''كتاب الصلاة:مفسدات الصلاة'':ج۱،ص:۵۴۳)

(۲)وذكروا لأبي حنيفة في علة الفساد وجهين إحداهما أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عمل كثير، والثاني أنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره وعلى الثاني لا فرق بين الموضوع والمحمول عنده وعلى الأول افترقا وصح الثاني في الكافي تبعاً لتصحيح السرخسي وعليه لو لم يكن قادراً على القراءة إلا من المصحف فصلى بلا قراءة ذكر الفضلي أنها تجزيه وصححها في الظهيرية عدمه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: مطلب في التشبه بأهل الكتاب'': ج۲،ص:۳۸۴)

باب التراويح

امام ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز تام ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی؛ اس لیے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے۔ (۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بکراہت نماز درست ہوجائے گی، المغنی کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

نماز سے غافل کرنے والی کسی چیز کی طرف دیکھنا یا کتاب میں دیکھنا مکروہ ہے۔ (۲)

ایک دوسری جگہ پر ہے کہ:

ترجمہ: یہ فعل مکروہ ہے کہ ایک نماز پڑھنے والا دوسری (الگ) نماز پڑھنے والے کو یا خارج از صلوٰۃ شخص نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے۔ (۳)

امام شافعی رحمہ اللہ بغیر کسی کراہت کے صحت نماز کے قائل ہیں، امام شافعی اور ایک جماعت کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قراءت ایک عبادت ہے اور مصحف پر نظر ڈالنا بھی عبادت ہے نماز میں دونوں کو ملا لیا تو فساد کی کوئی وجہ نہیں نیز امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ نماز میں اوراق کا پلٹنا مفسد صلوٰۃ نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کی مستدل یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان ماہ رمضان میں ام المؤمنین کی امامت کرتے تھے اور مصحف سے پڑھا کرتے تھے لیکن اس حدیث کی صحت متفق علیہ نہیں بلکہ محتمل ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے ۲/دلیلیں بیان کی گئی ہیں جو کہ فساد نماز کے قائل ہیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اصل میں اور ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے محلی میں کہا کہ یہی قول سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

---

(۱) وعند أبي يوسف ومحمد (رحمهما الله) تامة ويكره ...... وقال: إلا أنه يكره عندهما لأنه تشبه بأهل الكتاب. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''كتاب الصلاة: مفسدات الصلاة'': ج۱،ص:۵۴۳)

(۲) ويكره أن ينظر إلى ما يلهيه أو ينظر في كتاب. (ابن قدامه، المغني، ''كتاب الصلاة: فصل يكره أن يترك شيئاً من سنن الصلاة'': ج۲،ص:۱۹۰)

(۳) يكره أن يفتح من هو في الصلاة على من هو في صلاة أخرى أو على من ليس في الصلاة. (ابن قدامه، المغني، ''كتاب الصلاة: فصل يكره أن يفتح من هو في الصلاة على من هو في صلاة أخرىٰ، حكم من فتح على إمامة في الصلاة'': ج۲،ص:۲۵۴)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی وجہ اول یہ تھی کہ مصحف کو اٹھائے رہنا، اس میں نظر ڈالنا اور اوراق الٹنا یہ مجموعہ عمل کثیر ہے اور یہ عمل بلاضرورت ہے لیکن ''کافی'' میں ہے کہ اس تعلیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن پاک خود اٹھائے ہوئے نہ ہو بلکہ اونچی جگہ رکھا ہوا ہو اس کو دیکھ کر پڑھتا جاوے یا محراب پر رکھا ہو اس کو دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ بلا کراہت صحتِ نماز کے قائل ہیں جن کی دلیل بدائع صنائع میں بایں الفاظ ذکر کی ہے کہ:

امام شافعیؒ عدم کراہت کے قائل ہیں اور ان کی دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے غلام ذکوان رمضان میں لوگوں کی امامت فرماتے اور قرآن میں دیکھ کر پڑھتے تھے دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک کو دیکھنا اور پڑھنا دونوں عبادت ہیں اور دو عبادتوں کے اجتماع سے کوئی فساد لازم نہیں آتا۔ (۱)

امام ابو یوسف وامام محمد جو کراہت کے قائل ہیں بنا بر تشبہ بالیہود۔ امام شافعی رحمہ اللہ ان کا جواب دیتے ہیں کہ: ہر قسم کی مشابہت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا بدائع میں ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی مشابہت ممنوع نہیں ہے اسی لئے جو وہ کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں۔ (۲)

امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف سے جو حدیث ذکوان استدلال میں پیش کی گئی ہے اولاً تو اس حدیث کی تصحیح ہی ثابت نہیں جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہؓ جو اہل فتویٰ میں سے تھے ان سے ایسا کرنا ثابت نہیں بلکہ ان کو اس کا علم ہی نہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ فعل مکروہ ہی تھا اور اس کی کراہت میں اختلاف نہیں تھا اور یہ کیسے ہوسکتا

---

(۱)وقال الشافعي لا يكره واحتجوا بما روي أن مولى لعائشة رضي الله عنها يقال له ذكوان كان يؤم الناس في رمضان وكان يقرأ من المصحف ولأن النظر في المصحف عبادة والقراءة عبادة وانضمام العبادة إلى العبادة لا يوجب الفساد. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع''كتاب الصلاة:مفسدات الصلاة'': ج۱،ص:۵۴۳)

(۲)والشافعي يقول مانهينا عن التشبه بهم في كل شيء فإنا ناكل ما يأكلون. (أيضاً)

تھا کہ پورے مہینے ایک مکروہ فعل کیا جاتا اور صحابہؓ باوجود علم کے اس پر نکیر نہ فرماتے۔ بدائع میں ہے۔

حدیث ذکوان میں احتمال ہے کہ عائشہؓ اور دیگر صحابہؓ جو کہ اہل فتویٰ سے تھے ان کو اس کا علم نہ ہو؛ اس لئے کہ یہ باتفاق مکروہ ہے اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو وہ پورے رمضان ذکوان کو عمل مکروہ نہ کرنے دیتے۔ (۱)

اس حدیث پر ایک یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ راوی کا منشا دو حالتوں کا ذکر کرنا ہو کہ رمضان میں ذکوان امامت کرتے تھے اور غیر صلوٰۃ میں مصحف دیکھ کر پڑھتے تھے۔ بدائع میں ہے کہ:

راوی کا جو قول ہے کہ ذکوان رمضان میں امامت فرماتے اور مصحف سے پڑھتے تھے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دو مختلف حالتوں کے متعلق خبر دے رہے ہوں کہ وہ رمضان میں امامت فرماتے تھے اور نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں مصحف سے پڑھتے تھے۔ (۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فسادِ نماز کے قائل ہیں اور امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کراہت کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ عدم کراہت کے قائل ہیں جن کا مستدل حدیث ذکوان ہے اس پر بھی کئی اشکالات ہیں جن کی تفصیل ہم نے بدائع الصنائع کے حوالے سے ذکر کی ہے تمام تر تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے اس عمل کے مکروہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور پورے مہینے ایک فعل مکروہ کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے جو کہ تکرار کی وجہ سے مکروہ تحریمی کے درجہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ ''المغنی'' میں ہے ''وهذا لو اجتمع كان كثيراً'' کہ تھوڑا تھوڑا جمع ہوکر کثیر اور زیادہ ہوجاتا ہے۔ بنا بریں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ اس سے نماز فاسد ہوجائے گی یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور اسی پر احناف کے یہاں فتوی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وأما حديث ذكوان يحتمل أن عائشة ومن كان من أهل الفتوىٰ من الصحابة لم يعلموا بذلك وهذا هو الظاهر بدليل أن هذا الصنيع مكروه بلا خلاف ولو علموا به لما مكنوه من عمل المكروه في جميع شهر رمضان. (أيضاً)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح میں ہر سورت کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنا

(۳۹)**سوال:** تراویح میں ''بسم اللّٰہ'' ہر سورۃ پر پڑھنی چاہئے یا کسی جگہ نیز قل ہو اللہ پر پڑھنا کیسا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالخالق، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورۂ نمل کے علاوہ ''بسم اللّٰہ'' قرآن کریم کا جزو ہے کسی سورت کا جزو نہیں؛ لہٰذا پورے قرآن میں کسی ایک سورت پر ''بسم اللّٰہ'' پڑھ لینا (جہراً) کافی ہے اور ''قل ہو اللّٰہ'' کے شروع میں پڑھے یا کسی بھی سورت کے شروع میں؛ البتہ ''قل ہو اللّٰہ'' کے ساتھ پڑھنے کو لازم سمجھنا اور اس کا عقیدہ رکھنا بدعت ہے، اس کو ترک کردیں ہاں اتفاقاً ایسا کرنے میں یا بلا عقیدہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۹/۱۴۱۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کو بوقت تہجد جماعت سے پڑھنا

(۴۰)**سوال:** ہمارے یہاں ایک حافظ نے تراویح میں سولہ رکعت پڑھیں اور چار رکعت

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ویحتمل أن یکون قول الراوی کان یؤم الناس في رمضان وکان یقرأ من المصحف اخباراً عن حالتین مختلفتین أي کان یؤم الناس في رمضان وکان یقرأ من المصحف في غیر حالة الصلاة الخ. (أیضاً)

(۱) التسمیة من القرآن أنزلت للفصل بین السور والبدایة منها تبرکا ولیست بآیة من کل واحدة منها ویبنی علی هذا أن فرض القراءة تتأدی بها عند أبي حنیفة إذا قرأها علی قصد القراءة دون الثناء لأنها آیة من القرآن. (بدر الدین العینی، البنایة شرح الهدایة، ''کتاب الصلاة: باب في صفة الصلاة''، ج۲، ص:۱۹۲)

وهي من القرآن آیة أنزلت للفصل بین السور، کذا في الظهیریة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة: الثالث: في سنن الصلاة، وآدابها، وکیفیتها''، ج۱، ص:۱۳۱)

تراویح دوسرے نے پڑھادی اگر یہ حافظ باقی چار رکعت تراویح بوقت تہجد جماعت سے پڑھادے تو جائز ہے یا نہیں، نیز تہجد کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناظم، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: اگر چار رکعت تراویح کی چھوڑیں اور آخر شب میں اس کی جماعت کریں تو یہ درست ہے جب کہ مقتدی بھی تراویح پڑھنے والے ہوں، سوائے تراویح کے دیگر نوافل کی جماعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اسی طرح تہجد کی جماعت بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

”واعلم أن النفل بالجماعة علیٰ سبيل التداعي مكروه“(۱)

”ولا يصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد“(۲)

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد احسان غفرلہ (۱۶/۱۰/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عید کے چاند کی اطلاع میں تاخیر پر تراویح وقت پر پڑھی جائے یا تاخیر سے؟

(۴۱) **سوال**: اگر عید کے چاند کی خبر نہ آئے تو کیا تراویح میں دیر کی جائے یا وقت پر فوراً پڑھ لی جائے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، کشمیری

(۱) إبراهيم الحلبي، حلبي كبيری، ”كتاب الصلاة: تتمات من النوافل“: ص: ۴۳۲.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج ۲، ص: ۵۰۰.

الجواب وبالله التوفيق: چاند کی اطلاع ملنے کے لیے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے وقت مقررہ پر نماز پڑھی جائے۔ تراویح اور وتر جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز معمولی انتظار میں بھی حرج نہیں ہے، لیکن زیادہ تاخیر نہ کی جائے کہ چاند بھی ہوا ہو اور اکثر لوگ بھی غائب ہو جائیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱۱/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹیپ ریکارڈ سے تراویح پڑھنا

(۴۲) **سوال:** ٹیپ ریکارڈ سے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد، کشمیری

الجواب وبالله التوفيق: ٹیپ ریکارڈ سے تراویح پڑھنے سے ادا نہ ہوگی، اس لیے کہ ٹیپ ریکارڈر کی آواز صدائے بازگشت ہے جب کہ امامت کے لیے امام کا عاقل ہونا ضروری ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۸/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولايصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدى أربعة بواحد كما في الدرر ولاخلاف في صحة الاقتداء إذ لا مانع نهر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح": ج۲،ص:۵۰۰)

ويوتر بجماعة في رمضان فقط عليه إجماع المسلمين، كذا في التبيين الوتر في رمضان بالجماعة أفضل من أداءها في منزله وهو الصحيح. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایک شخص دو جگہ تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے؟

(۴۳)**سوال:** مفتی صاحب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ لاک ڈاون کی وجہ سے مسجد میں صرف پانچ لوگوں کو ہی نماز پڑھنے کی اجازت ہے اس لیے ہر گھر میں تراویح کی نماز ہو رہی ہے جس کی وجہ سے حافظ حضرات نہیں مل رہے ہیں کیا ایسی مجبوری میں ایک حافظ دو جگہ یا تین جگہ تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے؟ جہاں پر ایسا ہو رہا ہے کیا ان حضرات کی نماز ہو رہی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد شیخ، ممبئی

الجواب وبالله التوفيق: تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے، اور پورے رمضان تراویح کی نماز پڑھنا سنت ہے، جماعت سے نماز پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ بعض لوگ اگر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لیں اور باقی لوگ تنہا تراویح کی نماز پڑھ لیں تو بھی درست ہے۔

یہ سوال کہ کیا ایک حافظ دو جگہ تراویح کی امامت کر سکتا ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ایک حافظ چند دنوں میں ایک جگہ قرآن ختم کر کے دوسری جگہ قرآن پڑھائے تو یہ صورت درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اسی طرح ایک حافظ ایک جگہ دس رکعت پڑھائے اور پھر دوسری جگہ دس رکعت پڑھائے اور باقی دس رکعت ان کو کوئی دوسرا شخص پڑھا دے تو یہ صورت بھی درست ہے۔ لیکن ایک شخص مکمل بیس رکعت ایک جگہ پڑھائے پھر اسی رات میں دوسری جگہ جا کر بیس رکعت تراویح پڑھائے تو یہ صورت درست نہیں ہے اور جن لوگوں نے اس کے پیچھے دوسری مرتبہ میں اقتداء

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... حاشية الطحطاوي على المراقي،''كتاب الصلاة: باب الوتر وأحكامه''، ص: ۳۸۶)

(۲) وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراء ة والسلامة من الأعذار. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة''، ص: ۲۸۷)

وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقرائة والسلامة من الأعذار. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرىٰ''، ج۲، ص: ۲۸۴)

کی ہے ان کی نماز نہیں ہوئی ان کو پھر سے تراویح کی نماز پڑھنی ہوگی؛ اس لیے کہ تراویح رات میں ایک ہی مرتبہ پڑھنا مسنون ہے، جب حافظ صاحب نے ایک جگہ تراویح کی نماز پڑھادی تو اس کی سنت ادا ہوگئی، اب جب وہ دوسری جگہ پڑھائے گا تو اس کی نماز نفل ہوگی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز سنت ہوگی گو سنت پر بھی نفل کا اطلاق کیا جاتا ہے؛ لیکن دونوں میں فرق ہے اس لیے یہاں پر اقتداء القوی بالضعیف لازم آئے گا جو درست نہیں ہے۔

''إمام يصلي في مسجدين على وجه الكمال لا يجوز لأنه لا يتكرر ولو اقتدى بالإمام في التراويح وهو قد صلى مرة لابأس به و يكون هذا اقتداء التطوع بمن يصلي السنة ولو صلوا التراويح ثم أراد أن يصلوا ثانيا يصلوا فرادى''[1]

''ولا يصلي إمام واحد في مسجدين في كل مسجد على الكمال و لاله فعل ولا يحتسب التالي من التراويح و على القوم أن يعيدوا لأن صلاة إمامهم نافلة و صلاتهم سنة والسنة أقوى فلم يصح الاقتداء لأن السنة لاتتكرر في وقت واحد''[2]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۱/۴/۱۴۴۱ھ)

مسجد میں مستورات کی تراویح کا نظم کرنا

(۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری مسجد میں کمیٹی والے مستورات کی تراویح کی نماز پڑھنے کے لیے انتظام کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے کیا شرائط ہیں۔ موجودہ حالات میں کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اکابرین کا

---

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۱۲۰.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل في سنة صلاة التراويح'': ج۱، ص:۲۸۹.

موقف کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عمر فاروق، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: فرض نمازوں کے لیے عورتوں کا مسجد میں آنا ناپسندیدہ ہے تو تراویح جو نفل نماز ہے اس کے لیے مسجد میں آنے کی حوصلہ افزائی کس طرح ہوسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں مسجد میں نماز کے لیے آتی تھیں اس لیے کہ وہ زمانہ خیر القرون کا زمانہ تھا اور تعلیم کے لیے اس وقت دیگر ذرائع نہیں تھے، اس لیے آپ نے عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دی تھی، لیکن پھر بھی گھروں میں پڑھنے کو افضل کہا تھا۔ ایک حدیث ہے حضرت امّ حمید رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا شوق (اور دینی جذبہ) بہت اچھا ہے، مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھری میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے اور کمرے کی نماز گھر کے احاطے کی نماز سے بہتر ہے، اور گھر کے احاطے کی نماز محلے کی مسجد سے بہتر ہے، اور محلے کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجد نبوی) کی نماز سے بہتر ہے؛ چناں چہ حضرت امّ حمید ساعدی رضی اللہ عنہا نے فرمائش کرکے اپنے کمرے (کوٹھری) کے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا اور اپنے خدا کے حضور حاضر ہوئیں۔ [1] پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آج جو صورت حال ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ صورت حال ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے؛ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہؓ کی موجودگی میں عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کردیا گیا۔

---

(۱) عن أم حميد امرأة أبي حميد الساعدي رضي الله عنها، أنها جاء ت إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله إني أحب الصلاة معك قال: قد علمت أنك تجين الصلاة معي وصلاتك في بيتك خير من صلاتك في حجرتك الخ. (عبد العظيم بن عبد القوى، الترغيب و الترهيب، ''كتاب الصلاة: ترغيب النساء في الصلاة في بيوتهن'': ج۱، ص: ۱۴۰)

باب التراويح

پھر تراویح کی نماز رات میں ہوتی ہے اور بہت سی جگہوں پر اندھیرا ہوتا ہے جس میں عورتوں کا رات میں آنا اور اتنی لمبی نماز پڑھ کر اندھیرے میں جانا فتنہ کا باعث ہوسکتا ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں تراویح کا نظام نہ بنایا جائے عورتیں گھروں میں ہی تروایح پڑھ لیا کریں اگر گھر میں کوئی محرم تراویح پڑھانے والا ہو تو ان کے ساتھ جماعت سے بھی پڑھ سکتی ہیں ورنہ انفرادی طور پر تراویح پڑھ لیا کریں۔

’’عن أمّ سلمة رضي اللّٰه عنها عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: خير مساجد النساء قعر بيوتهن‘‘(۱)

’’عن عبد الله بن مسعود رضي اللّٰه عنها عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضلُ من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مِخدعها أفضل من صلاتها في بيتها‘‘(۲)

’’لو أدرك رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل‘‘(۳)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۶/۲۷ھ)

بیس رکعات تراویح کے دلائل اور ابن تیمیہ کی توجیہ

(۴۵)**سوال:** تراویح کی رکعات کے سلسلے میں محقق قول کیا ہے؟ بعض حضرات آٹھ رکعات کو بہت مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت تراویح کی نماز اصل ہے،

(۱)أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ’’حديث أم سلمة‘‘: ج۴۴،ص:۱۶۴، رقم:۲۶۵۴۲.
(۲)أخرجه أبو داؤد، في سننه’’كتاب الصلاة: باب التشديد في ذالك‘‘: ج۱،ص:۸۴، رقم:۵۷۰.
(۳)أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الأذان: باب خروج النساء إلى المساجد‘‘: ج۱،ص:۱۱۹، رقم:۸۶۹.

بعض حضرات اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک بھی تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے اس سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا موقف کیا ہے اور اگر بیس رکعات تراویح اصل ہے تو اس کے دلائل کیا ہیں امید کہ مدلل انداز میں روشنی ڈالیں گے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابرار خان، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حضرات ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے، صرف امام مالک کی ایک روایت یہ ہے کہ تراویح چھتیس رکعت سنت ہے، بیس سے کم کسی کا قول نہیں ہے۔ ابن قدامہ نے المغنی میں بیس رکعت تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے[1] اس لیے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیس رکعت تراویح پر جمع کیا تو کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا؛ جب کہ صحابہؓ دین میں مداہنت کے قائل نہیں تھے، اور نہ ہی سست یا بزدل تھے کہ کسی امر کو خلاف شریعت محسوس کریں اور اس پر انکار نہ کریں، اس عہد میں ایک عورت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیا کرتی تھی اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالکل یہ امر بعید ہے؛ بلکہ قرین قیاس یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح پڑھائی تھی؛ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا، اس کی دلیل یہ ہے کہ سنن بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں بیس رکعت کا تذکرہ ہے۔

”عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم، يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعة والوتر“[2]

اس حدیث میں ایک راوی عثمان ابوشیبہ ہیں جو ضعیف ہیں اس بنیاد پر یہ روایت ضعیف ہے؛ لیکن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل اور اجماع اور تواتر عملی سے اس کا ضعف ختم ہو جاتا

---

(۱) ابن قدامه، المغني، ”كتاب الصلاة: باب الساعات التي نهى عن الصلاة فيها، صلاة التراويح، فصل والمختار عند أبي عبد الله رحمه الله فيها عشرون ركعة“: ج ۲، ص: ۳۶۶)

(۲) أخرجه البيهقي في سننه، ”كتاب الصلاة: باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان“: ج ۲، ص: ۴۹۶، رقم: ۴۷۹۹، دارالکتب العلمیة، بروت.)

ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں:

”أکثر أھل العلم علی ما روي علی وعمر وغیرھما من أصحاب النبي عشرین رکعة“(۱)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

”اعلم أن صلاۃ التراویح سنة باتفاق العلماء و ھي عشرون رکعة یسلم من کل رکعتین“(۲)

امام شافعی کا قول ہے: **”أدرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة“** ایک جگہ لکھتے ہیں: **”أحب إلي عشرون و کذلك یقومون بمکة“**

حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر میں حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن بیس رکعت تراویح کی نماز پڑھائی پھر تیسرے دن آپ فرضیت کے اندیشے سے تشریف نہیں لائے(۳) اس طرح دلائل بہت زیادہ ہیں جس میں تراویح کی نماز بیس رکعت ہونے کا اجماع نقل کیا گیا ہے۔

بعض حضرات کو تراویح کے آٹھ رکعت ہونے پر اصرار ہے اور جب کہ بعض حضرات اختیار کے قائل ہیں کہ جتنا چاہیں پڑھ لیں اس میں گنجائش ہے۔اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اگر چاہے تو بیس رکعت تراویح پڑھے،جیسا کہ امام شافعی اور احمد کی رائے ہے اور چاہے تو چھتیس رکعت تراویح پڑھے جیسا کہ امام مالک کی رائے ہے اور چاہے تو گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت پڑھے یہ سب درست ہے اور یہ رکعت کی کمی اور زیادتی قیام کی کمی زیادتی کی بناء پر ہے یعنی اگر قیام لمبا کرے تو گیارہ بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر قیام مختصر کرے تو بیس رکعت یا چھتیس رکعت پڑھے،ابن تیمیہ کی رائے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت لمبی نماز پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ آپ اس کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھو، پھر جب

---

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ”کتاب الصوم: باب ما جاء في قیام شھر رمضان“:ج۱،ص:۱۶۶.

(۲)النووی، کتاب الأذکار، ”باب أذکار صلاۃ التراویح“:ص:۹۹۲.

(۳)ابن حجر، التلخیص الحبیر،”باب صلاۃ التطوع“:ج۱،ص:۲۱،رقم:۵۴۰.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو تراویح کی جماعت پر مجتمع کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں اس درجہ قیام کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں تھی؛ اس لیے طول قیام کی تلافی کے لیے رکعت کا اضافہ کردیا گیا اور دس کی جگہ بیس رکعت تراویح ہوگئی انہوں نے دونوں روایتوں میں تطبیق پیدا کرنے کے لیے یہ توجیہ کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں حقیقت کا احتمال ہوسکتا ہے یقین نہیں ہے پھر بھی جو لوگ ابن تیمیہ کے فلسفہ کو تسلیم کرتے ہیں ان کو بھی بیس رکعت کا ہی اہتمام کرنا چاہیے: اس لیے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طول قیام کو برداشت کرنے کی سکت نہیں تھی تو آج کون لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تراویح کی نماز پڑھیں گے؟ اس لیے ابن تیمیہ کی توجیہ کے مطابق بھی بیس رکعت تراویح کا اہتمام کرنا چاہیے۔

علامہ ابن تیمیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”ثبت أن أبي بن كعب كان يقوم بالناس عشرين ركعة في قيام رمضان، ويوتر بثلاث فرأى كثير من العلماء إن ذلك هو السنة لأنه أقامه بين المهاجرين و الأنصار و لم ينكره منكر و استحب آخرون تسعة و ثلاثين ركعة بناء على أنه عمل المدينة القديم وأبي بن كعب لما قام بهم وهم جماعة واحدة لم يمكن أن يطيل بهم القيام فكثر الركعات ليكون عوضا عن طول القيام وجعلوا ذلك ضعف عدد ركعاته فإنه يقوم بالليل إحدى عشرة أو ثلاث عشرة ثم بعد ذلك كان الناس بالمدينة ضعفوا عن طول القيام فكثروا الركعات حتى بلغت تسعا و ثلاثين“[۱]

ذرا ایک نظر اس روایت پر بھی ڈال لیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے تم اس کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھو کہ وہ کتنی اچھی اور لمبی ہوتی تھی۔[۲] اس روایت سے تراویح کے آٹھ رکعت

(۱) ابن تيميه، مجموع الفتاویٰ، ”باب تنازع العلماء في مقدار القيام في رمضان“: ج ۲۳، ص: ۱۱۲، دار الكتب العلمية، بروت.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب التهجد: باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم في رمضان وغيره“: ج ۱، ص: ۱۵۴، رقم: ۱۱۴۷.

پر استدلال کیا گیا ہے۔لیکن اس استدلال میں بڑی خامی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح کی نماز کو خلط ملط کر دیا گیا ہے اس روایت میں تہجد کا تذکرہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان دونوں میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس کا صاف مطلب ہے کہ تہجد کی نماز ہے؛ کیوں کہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہے۔اور اس روایت میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے کہ اس گیارہ رکعت کے علاوہ آپ رمضان میں مزید نمازیں نہیں پڑھتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے تہجد کا معمول اور اس کی عمدگی کو بیان کیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے خلفاء کی پیروی کرنا، یہ صحیح سند سے ثابت ہے بیس رکعت حضرت عمر کے زمانے میں طے ہوگئی تھی جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اتفاق کیا تھا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۲/۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

نابالغ کی تراویح کا حکم

(۴۶)**سوال**: لاک ڈاؤن کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے ہیں، رمضان المبارک قریب ہے اور امکان یہ ہے کہ رمضان المبارک کی تراویح بھی لاک ڈاؤن کی وجہ سے معمول کے مطابق نہیں ہو پائے گی؛ بلکہ جس طرح جمعہ و جماعت کا نظام گھروں میں ہے؛ اسی طرح تراویح کا نظام بھی گھر میں قائم کرنا ہوگا اور جس طرح لوگ اپنے گھروں میں جمعہ و جماعت کا اہتمام کر رہے ہیں اسی طرح تراویح کا بھی اہتمام کریں گے۔اس ضمن میں بہت سے مسائل بھی ابھر کر سامنے آرہے ہیں اس لیے کہ عام طور پر حفاظ کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور جگہیں کم ہوتی تھیں اس وقت کوئی مسئلہ نہیں تھا؛ بلکہ حافظ کے لیے مسئلہ ہوتا تھا کہ ان کو کوئی جگہ نہیں ملتی تھی، اس وقت صورت حال بدل گئی ہے، حافظ کم ہو گئے ہیں اور جگہیں زیادہ ہیں؛ کیوں کہ ہر گھر میں تراویح ہوگی، اس لیے ایک مسئلہ بہت سے احباب کی طرف سے معلوم کیا جارہا ہے کہ کیا تراویح میں نابالغ کو بھی امام بنایا

جا سکتا ہے اس طرح بہت سی جگہوں پر تراویح کا نظم ہو سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، ممبئی

الجواب وبالله التوفيق: نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ یہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ ہے، امام شافعیؒ فرض اور نفل ہر نماز میں اقتداء کو درست کہتے ہیں، امام مالکؒ اور امام احمدؒ فرض نماز میں اقتداء کو درست نہیں کہتے ہیں اور نفل نماز میں اقتداء کو درست کہتے ہیں اور احناف کے یہاں مفتی بہ روایت یہ ہے کہ فرض اور نفل دونوں میں نابالغ کی اقتداء درست نہیں ہے۔ امام شافعیؒ نے عمرو بن سلمہؓ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ ان کی قوم نے ان کو امام بنایا تھا جب کہ ان کی عمر صرف سات سال یا آٹھ سال کی تھی، لیکن امام احمدؒ اور امام مالکؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ عمرو بن سلمہؓ کے واقعہ کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں تھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن سلمہؓ کو امام بنانے کا حکم دیا تھا؛ بلکہ یہ لوگوں کا اپنا اجتہاد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امامت کرے لوگوں نے دیکھا کہ سب سے زیادہ قرآن جاننے والے عمرو بن سلمہؓ ہیں اس لیے ان کو امام بنا دیا، نیز یہ اسلام کے بالکل ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں یہی جواب نقل کیا ہے۔

”قال أحمد بن حنبل: ليس فيه اطلاع النبي صلى الله عليه وسلم و أجيب بأن إمامته بهم كانت حال نزول الوحي و لايقع حاله التقدير لأحد من الصحابة على الخطاء“(۱)

نیز یہ مسئلہ ائمہ مذاہب کے ساتھ خود احناف کے یہاں بھی مختلف فیہ ہے، احناف کے یہاں مشائخ بلخ نے نفل نماز کو جائز قرار دیا ہے؛ اس لیے کہ نفل نماز میں بہت سی رعایت ہوتی ہے جس کی فرض میں گنجائش نہیں ہوتی ہے، پھر نابالغ کی نماز اور تراویح کی نماز دونوں نفل ہونے میں برابر ہیں؛

---

(۱) شوکاني، نیل الأوطار، ”کتاب الصلاة: أبواب الإمامة وصفة الأئمة، باب ما جاء في إمامة الصبي“: ج۳، ص: ۱۸۶، دارالکتب العلمیة، بیروت.

لیکن احناف کے یہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں بھی امام نہیں بنا سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بالغ کی نفل اور نابالغ کی نماز میں فرق ہوتا ہے، اگر چہ نابالغ کی نماز نفل ہوتی ہے اور تراویح پر بھی نفل کا اطلاق ہوتا ہے لیکن نابالغ کی نماز، بالغ کی نماز کی طرح نہیں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر بالغ مرد نفل نماز شروع کر کے اس کو فاسد کر دے تو اس پر قضاء لازم ہوتی ہے اور نابالغ اگر نفل نماز شروع کر کے فاسد کر دے تو اس پر قضاء لازم نہیں ہوتی ہے معلوم ہوا کہ نابالغ کی نماز اگر چہ نفل ہے؛ لیکن بالغ مردوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ بالغ کی نفل نماز قوی ہے اور نابالغ کی نفل نماز ضعیف ہے اور قوی نماز پڑھنے والا ضعیف کی اقتداء نہیں کر سکتا ہے۔ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**الامام ضامن**''(۱) کہ امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہوتا ہے، جب کہ نابالغ خود اپنی نماز کا ضامن نہیں ہوتا ہے تو وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن کس طرح ہوگا؟ علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بالغ مردوں کی نماز حقیقی نماز ہے اور نابالغ کی نماز حقیقی نماز نہیں ہے اس لیے نابالغ کو امام بنا کر اس کی اقتداء کرنا درست نہیں ہے۔(۲)

جن حضرات نے جائز قرار دیا ہے ان کے سامنے بھی دلائل ہیں اور جنہوں نے ناجائز قرار دیا ہے ان کے پاس بھی دلائل ہیں، احناف کے دلائل مضبوط ہیں؛ اس لیے کہ حدیث کے مطابق امام مقتدی کی نماز کی صحت وفساد کا ضامن ہوتا ہے جب کہ نابالغ کسی کی نماز کی صحت وفساد کا ضامن نہیں ہوسکتا ہے؛ اس لیے کہ وہ مکلّف ہی نہیں ہے۔ اس لیے نابالغ کو تراویح میں امام بنانا درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۵/۵ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أبواب الأذان، باب ما جاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن'': ج۱، ص:۵۱، رقم:۲۰۷.

(۲) محمود بن أحمد، المحيط البرهاني، ''كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسده'': ج۱، ص:۴۰۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت.

عیدگاہ میں تراویح پڑھنا

(۴۷)**سوال**: عیدگاہ کے قریب کچھ آبادی ایسی ہے کہ مسجد وہاں سے کافی فاصلہ پر واقع ہے اور کچھ مسلمانوں کی دکانیں وہاں سے قریب ہیں تو کیا سب مل کر جماعت کر سکتے ہیں اور تراویح میں قرآن شریف سن سکتے ہیں، ایسی صورت میں اگر عیدگاہ میں نماز تراویح اور قرآن شریف سننے کا انتظام کیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منظور احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی طور پر مسجد دور ہے اور عیدگاہ قریب ہے جس کی وجہ سے عیدگاہ میں پنجوقتہ نماز اور تراویح کی نماز باجماعت لوگ پڑھتے ہیں تو نماز (خواہ جماعت کے ساتھ ہو یا بغیر جماعت کے) ادا ہو جاتی ہے اور جماعت کی صورت میں ثواب بھی جماعت کا ملتا ہے البتہ چوں کہ عیدگاہ ہے اور عیدگاہ کا حکم عید کے وقت مسجد کا ہوتا ہے نا کہ دوسری نمازوں کے لیے، اس کا ثواب مسجد کی نماز کا نہ رہے گا مگر نماز اور جماعت کا ثواب برابر رہے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۱/۵/ ۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)أما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد''،:ج۲،ص:۴۳۰)

وفيه إلى المصلى والخروج إليه، ولا يصلي في المسجد إلا عن ضرورة، وروي ابن زياد عن مالك قال: السنة الخروج إلى الجبانة. (بدر الدين عيني، عمدة القاري، ''كتاب العيدين:باب الخروج إلى المصلى''،:ج ۵،ص:۱۷۱، مکتبہ زکریا دیوبند)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال:كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج يوم الفطر،و الأضحىٰ إلى المصلى. (أخرجه البخاري،في صحيحه،''كتاب العيدين:باب الخروج إلى المصلى بغير منبر''،:ج۱،ص:۱۳۱، رقم:۹۴۶)

عشاء مسجد میں اور تراویح گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴۸)**سوال**: نماز عشاء مسجد میں اور تراویح حافظ کے ساتھ باجماعت گھر میں ادا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی ڈاکٹر جمشید، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: نماز عشاء مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور پھر تراویح اپنے گھر جا کر ادا کرنا درست ہے، کیوں کہ تراویح کی نماز کے لیے مسجد شرط نہیں ہے، لیکن گھر میں جماعت سے نہ پڑھے تو جماعت کے ثواب سے اور جماعت سے پڑھے تو مسجد کے ثواب سے محرومی رہے گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۹/۱۴۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم، وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه أفضل قاله الحلبي. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ۲،ص:۴۹۵)

وإن أقيمت التراويح في المسجد بالجماعة وتخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة لا السنة...... وإن صلى واحد في بيته بالجماعة حصل لهم ثوابها وأدركوا فضلها ولكن لم ينالوا فضل الجماعة التي تكون في المسجد لزيادة فضيلة المسجد وتكثير جماعته وإظهار شعار الإسلام. (إبراهيم الحلبي، غنية المستملي، ''كتاب الصلاة: فصل في النوافل'': ص:۳۸۴)

(والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم، وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه أفضل قاله الحلبي.

(قوله الأفضل في زماننا إلخ) لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة حلية عن المحيط. وفيه إشعار بأن هذا مبني على اختلاف الزمان، فقد تتغير الأحكام لاختلاف الزمان في كثير من المسائل على حسب المصالح، ولهذا قال في البحر:فالحاصل أن المصحح في المذهب أن الختم سنة لكن لايلزم منه عدم تركه إذا لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصا في زماننا فالظاهر اختيار الأخف على القوم. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج ۲،ص:۴۹۷،۴۹۸)

تراویح کے درمیان مقتدیوں کے کم ہونے سے اسی مسجد میں تراویح کا حکم

(۴۹) **سوال:** ہمارے محلّہ میں غیر مقلد رہتے ہیں، مسجد سب کی مشترک ہے، یہ لوگ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں اور تراویح میں بہت ہی کم لوگ رہ جاتے ہیں، ایسی صورت میں باقی نمازیوں کو دوسرے محلّہ میں جا کر بقیہ بارہ رکعت ادا کرنی چاہئیں یا اسی مسجد میں ادا کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرزاق، مظفرنگر

الجواب وبالله التوفيق: رمضان المبارک کی ہر رات میں ہر شرعی مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوتو اہل محلّہ مذکورہ سنت ترک کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوں گے؛ اس لیے اسی مسجد میں بقیہ بارہ رکعات بھی ادا کرنی چاہئیں۔

’’إن أقامتها بالجماعة سنة على الكفاية حتى لو ترك أهل المسجد كلهم الجماعة فقد أساؤوا وأثموا‘‘(۱)

پس اگر آٹھ رکعت پڑھا کر امام چلا جائے تو اپنا دوسرا امام مقرر کر کے باقی بارہ رکعت پوری کرلیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل‘‘: ج۲، ص:۱۲۰.

(والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم، وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه أفضل قاله الحلبي. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح‘‘: ۲، ص:۴۹۵)

و إن أقيمت التراويح في المسجد بالجماعة وتخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة لا السنة......وإن صلى واحد في بيته بالجماعة حصل لهم ثوابها ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مروجہ شبینہ میں ختم قرآن کا حکم

(۵۰) **سوال:** شبینہ کا اس زمانہ میں بہت رواج ہے وہ مختلف خرافات ومفاسد کی وجہ سے ناجائز وممنوع ہے، مثلاً ادھر قرآن پاک پڑھا جاتا ہے ادھر کچھ لوگ باتیں کرتے ہیں، کچھ سحری کھانے کھلانے کا انتظام کرتے ہیں کچھ لوگ یوں ہی پھرتے رہتے ہیں یہ سب احترام قرآن کے خلاف ہے اس صورت میں کیا شبینہ تراویح جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اختر حسین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: شبینہ میں ایک رات میں قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے اکابرواسلاف کا معمول بھی رہا ہے؛ اس لیے نفس شبینہ کو تو ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا؛ لیکن اس میں جو غیر شرعی امور رائج ہو گئے ہیں جن کا سوال میں آپ نے ذکر کیا ہے ان سے احتراز لازم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵/۱۲/۲۸ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وأدركوا فضلها ولكن لم ينالو فضل الجماعة التي تكون في المسجد لزيادة فضيلة المسجد وتكثير جماعته وإظهار شعار الإسلام. (إبراهيم الحلبي، غنية المستملي، ”كتاب الصلاة: فصل في النوافل“،ص:۳۸۴)

(والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم، وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه أفضل قاله الحلبي. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲،ص:۴۹۷،۴۹۸)

(۱) ﴿يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾(سورة المزمل:۱،۴)

قام النبي صلى الله عليه وسلم حتى تورمت قدماه فقيل له غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال: أفلا أكون عبدا شكوراً. (أخرجه البخاري،في صحيحه،”كتاب التفسير:سورة الفتح، باب قوله: ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر“: ج۲،ص:۷۱۶،رقم:۴۸۳۶)

حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالك، عن زيد بن أسلم، عن عطاء بن يسار، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح میں ختم قرآن کی حیثیت کیا ہے؟

(۵۱)**سوال**: تراویح اوراس کی جماعت کا کیا حکم ہے، تراویح میں مقتدیوں کے لیے پورا قرآن سننا صرف سنت ہے یا سنت مؤکدہ؟ نیز ایک ہی جگہ سننا سنت ہے یا متفرق جگہ سننے سے سنت پر عمل ہوجاتا ہے یعنی اگر کسی شخص کی کسی دن مثلاً دو رکعت رہ گئیں اور وہ اس دن بعد میں دوسرے امام کے پیچھے تراویح میں قرآن کریم کا وہی حصہ سن لے تو یہ کافی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح سنت مؤکدہ ہے [۱] بعض فقہاء نے کہا کہ صرف سنت ہے جماعت بھی سنت کفایہ ہے۔ علامہ قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مستحب ہے لیکن قول اول صحیح ہے ختم قرآن تراویح میں سنت ہے [۲] لیکن سنت مؤکدہ نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ پورے رمضان تراویح کا مکمل اہتمام کرے تاکہ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم مکمل ہو، تاہم عذر کی وجہ سے مذکورہ صورت میں بھی قرآن مکمل ہوجائے گا۔ نیز فقہاء متاخرین نے الم ترکیف سے پڑھنے کو بھی کافی کہا ہے۔ جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پورا قرآن سننا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۱/۱۰/۴ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن عبد اللہ بن عباس، قال: انخسفت الشمس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقام قیاما طویلا نحوا من قراءة سورة البقرة، ثم رکع رکوعا طویلا، ثم رفع فقام قیاما طویلا: وهو دون القیام الأول، ثم رکع رکوعا طویلا وهو دون الرکوع الأول، ثم سجد ثم قام قیاما طویلا وهو دون القیام الأول، ثم رکع رکوعا طویلا وهو دون الرکوع الأول، ثم رفع فقام قیاما طویلا وهو دون القیام الأول، ثم رکع رکوعا طویلا وهو دون الرکوع الأول، ثم سجد ثم انصرف وقد تجلت الشمس الخ. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ”کتاب الکسوف: باب صلاة الکسوف جماعةً“: ج۱ص:۱۴۳، رقم:۱۰۵۲)

(۱) التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء إجماعاً. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

موسم گرما میں عشاء وتراویح مسجد کی چھت پر ادا کرنا

(۵۲) **سوال:** ہمارے گاؤں میں موسم گرما میں نماز عشاء اور تراویح مسجد کی چھت پر جا کر پڑھی جاتی ہے، جماعت خانہ میں نہیں پڑھی جاتی تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: حافظ شہزاد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر عشاء اور تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس میں جماعت خانہ اور صحن مسجد کا خالی رہنا لازم آتا ہے جو کراہت سے خالی نہیں ہے۔ البتہ اگر جگہ نہ رہے اور پھر کچھ حضرات اوپر چھت پر جا کر جماعت میں شریک ہوجائیں تو بلا کراہت درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۰/۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ختم قرآن پر مسجد میں قمقمے وغیرہ لگانا

(۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں:

ہمارے محلّہ میں ایک مسجد ہے جس میں تراویح میں قرآن پاک سنایا جارہا ہے کچھ دن بعد ختم ہورہا ہے، میری دلی خواہش ہے کہ ختم قرآن کے روز مسجد میں بجلی کے بلبوں وغیرہ سے مسجد کو سجادیں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح‘‘: ج۱، ص:۴۹۳)

(۲) والسنة في التراويح إنما هو الختم مرة فلا يترك لكسل القوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح‘‘: ج۱، ص:۱۷۷)

(۱) الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة، كذا في الغرائب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الكراهية: الباب الخامس في آداب السجد والقبلة‘‘: ج۵، ص:۳۷۲)

یہ سب میں اپنی طرف سے اور اپنے خرچہ سے کرنا چاہتا ہوں کچھ اہل محلّہ اعتراض کر رہے ہیں کہ سجاوٹ ناجائز ہے؟ لہٰذا مؤدبانہ التماس ہے کہ اس سلسلہ میں شرعی حکم سے مستفیض فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید حامد حسین، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں ضرورت سے زائد روشنی کرنا مناسب نہیں ہے، خواہ کسی ایک شخص کی طرف سے ہو یا بہت سے لوگوں کی طرف سے ہو، مسلمان کی کمائی ایسی چیزوں میں صرف ہونی چاہئے جو کہ کار خیر اور قرب الی اللہ کے قبیل سے ہو۔ فضول خرچی سے حتی الامکان مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝٢٦ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝٢٧﴾[1]

"عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد"[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۹/۱۴/ ۱۴۱۱ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا حکم

(۵۴) **سوال**: اگر کوئی صاحب ایمان تراویح نہیں پڑھتا ہے؛ لیکن روزہ کا وہ پابند ہے تو بغیر تراویح پڑھے اس کا روزہ قبول ہوگا یا نہیں؟ تراویح کی نماز سنت ہے یا نفل؟ اگر کوئی نہیں پڑھے تو کیا وہ گناہ گار بھی ہوگا؟ عورت یا مرد دونوں پر تراویح کی جماعت ضروری ہے اگر کوئی جماعت کے

(۱) سورة الاسراء: ۲۶، ۲۷.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود": ج ۱، ص: ۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷.

بغیر تراویح کی نماز پڑھے تو ادا ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرم علی، سدھارتھ نگر

الجواب وبالله التوفيق: اگر کوئی شخص تراویح کی نماز نہ پڑھے اور روزہ رکھنے کا اہتمام کرے تو روزہ کا فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؛ لیکن تراویح کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔ تراویح کی نماز مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے، بلا عذر اس کو چھوڑنے والا نافرمان اور گناہ گار ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

”(التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) إجماعا“

”(قوله سنة مؤكدة) صححه في الهداية وغيرها، وهو المروي عن أبي حنيفة. وذكر في الاختيار أن أبا يوسف سأل أبا حنيفة عنها وما فعله عمر، فقال: التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعا؛ ولم يأمر به إلا عن أصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم“[1]

نیز مردوں کے لیے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا سنتِ کفایہ ہے، اگر کوئی انفرادی تراویح پڑھے گا تو اس کی تراویح کی سنت تو ادا ہو جائے گی، لیکن جماعت کے ثواب سے محروم رہے گا اور عورتوں کے لیے جماعت سنتِ مؤکدہ کفایہ نہیں ہے، بلکہ عورتوں کے لیے گھر میں تنہا پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔

”قوله: والجماعة فيها سنة على الكفاية إلخ) أفاد أن أصل التراويح سنة عين، فلو تركها واحد كره، بخلاف صلاتها بالجماعة فإنها سنة كفاية، فلو تركها الكل أسائوا؛ أما لو تخلف عنها رجل من أفراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة، وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد،

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، محبث صلاة التراويح“: ج ۲، ص: ۴۹۳.

وهكذا في المكتوبات، كما في المنية، وهل المراد أنها سنة كفاية لأهل كل مسجد من البلدة أو مسجد واحد منها أو من المحلة؟ظاهر كلام الشارح الأول. واستظهر ط الثاني. ويظهر لي الثالث،لقول المنية:حتى لو ترك أهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة وأسائوا''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۱۱/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرض نماز چھوڑنے اور داڑھی کاٹنے والے کے پیچھے تراویح کی نماز

(۵۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

فرض نماز چھوڑنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنا اور داڑھی کٹے کے پیچھے نماز اور تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر کوئی غیر شرعی بال رکھتا ہے یا غیر شرعی لباس پہنتا ہو تو اس کے پیچھے نماز اور تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری ان شاء اللہ، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: فرض نماز جان بوجھ کر ترک کرنے والا شخص فاسق ہے، اسی طرح داڑھی کاٹنے والا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے جس طرح عام نمازیں مکروہ ہیں، اسی طرح تراویح کی نماز بھی مکروہ ہے۔ غیر شرعی بال اور غیر شرعی لباس کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت

---

(۱)أيضاً:ص:۴۹۵.

ونفس التراويح سنة على الأعيان عندنا كما روي الحسن عن أبي حنيفة، ...... والجماعة فيها سنة على الكفاية......وإن تخلف واحد من الناس وصلاها في بيته فقد ترك الفضيلة. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح''،ج۱،ص:۱۷۵)

کریں، لباس اگر ساتر ہو جسم کے اعضا نظر نہ آتے ہوں تو وہ لباس درست ہے غیر شرعی لباس سے مراد اگر پینٹ شرٹ پہننا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

''وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا''[1]

''ويكره تقديم العبد؛ لأنه لا يتفرغ للتعلم، والأعرابي؛ لأن الغالب فيهم الجهل والفاسق؛ لأنه لا يهتم لامر دينه''[2]

''إن الأخذ من اللحية وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه أحد وأخذ كلها فعل اليهود والهنود ومجوس الأعاجم اهـ. فحيث أدمن على فعل هذا المحرم يفسق وإن لم يكن ممن يستخفونه ولا يعدونه قادحا للعدالة والمروئة''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۴/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قمری اعتبار سے پندرہ سالہ لڑکے کی تراویح

(۵۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

محمد عمر جس کی عمر قمری اعتبار سے آنے والے شعبان کی ۳۰/تاریخ تک ۱۵/سال ۴/دن ہو جائے گی اور شمسی اعتبار سے ۱۴/سال۔ ۷/مہینے ۱۷/دن ہو جائے گی۔ کیا اس کا نماز تراتح کے لیے امام بننا درست ہے؟ جب کہ صحت وتندرستی کے اعتبار سے وجود بھی بہت کم ہے۔ قرآن وحدیث کی

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام'': ج۲، ص:۲۹۹.

(۲) بدر الدين العيني، البناية، شرح الهداية، ''كتاب الصلاة: إمامة العبد والفاسق'': ج۲، ص:۳۳۳.

(۳) ابن عابدين، العقود الدرية، في تنقيح الفتاوى الحامدية: ج۱، ص:۳۲۹، دار الكتب العلمية، بيروت.

روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرما کر ممنون مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد کامل، سردھنہ

الجواب وبالله التوفيق: شریعت میں قمری تاریخ کا اعتبار ہوتا ہے اور بالغ لڑکے کی امامت درست ہے۔لڑکا پندرہ سال سے پہلے علامات بلوغ کے پائے جانے سے بالغ ہوسکتا ہے اوراگرکوئی علامت نہ ہوتو پندرہ سال میں بالغ ہوجاتا ہے، لہٰذا مذکورہ شخص کا تراویح میں امام بننا بلا کراہت درست ہے۔

’’عن ابن عمر، قال: عرضني رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد في القتال، وأنا ابن أربع عشرة سنة، فلم يجزني، وعرضني يوم الخندق، وأنا ابن خمس عشرة سنة، فأجازني، قال نافع: فقدمت على عمر بن عبد العزيز وهو يومئذ خليفة، فحدثته هذا الحديث، فقال: إن هذا الحد بين الصغير والكبير، فكتب إلى عماله أن يفرضوا لمن كان ابن خمس عشرة سنة، ومن كان دون ذلك فاجعلوه في العيال‘‘(۱)

’’و السن الذي يحكم ببلوغ الغلام و الجارية إذا انتهيا إليه خمس عشرة سنة عند أبي يوسف و محمد، وهو رواية عن أبي حنيفه و عليه الفتوى‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۳/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحيح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الإمارة: باب سن البلوغ‘‘: ج۲،ص:۱۳۱، رقم:۱۸۶۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الحجر: الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ‘‘: ج۵، ص:۶۱.

باب التراويح

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا حکم

(۵۷) **سوال**: کورونا میں مساجد بند ہیں جس کی وجہ سے نماز کے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، مسجد میں تمام لوگوں کے نہ جانے کی وجہ سے بعض علماء نے گھر میں نماز پڑھنے اور قرآن یاد نہ ہونے کی صورت میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا مشورہ دیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عادل شیخ، حیدرآباد

الجواب وبالله التوفيق: احناف کے نزدیک دیکھ کر قرآن پڑھنا مفسد نماز ہے جن لوگوں نے اس کا مشورہ دیا ہے وہ غلط مشورہ دیا ممکن ہے کہ کسی دوسرے امام کی پیروی میں انہوں نے ایسا مشورہ دیا ہو؛ لیکن احناف کے یہاں یہ عمل درست نہیں ہے اور اس کی احناف کے یہاں دو علتیں ہیں؛ ایک علت یہ ہے کہ قرآن میں دیکھنا، اوراق کو پلٹنا اور رکوع سجدہ میں جاتے وقت قرآن کو رکھنا یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

دوسری علت یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا یہ درحقیقت تعلیم حاصل کرنا ہے، جس طرح نماز میں کسی زندہ آدمی سے اگر کوئی تعلیم حاصل کرے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ اسی طرح مصحف کے ذریعہ بھی اگر کوئی تعلیم حاصل کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ علامہ ابن ہمام نے اس کی صراحت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

”و تحقيقه أنه قياس قراءة ما تعلمه في الصلاة من غير معلم حى عليها من معلم حي بجامع أنه تلقن من خارج وهو المناط في الأصل فقط“(۱)

”ولأبي حنيفة رحمه الله وجهان: حمل المصحف وتقليب الأوراق، والنظر فيه عمل كثير والصلاة منه بد فتفسد الصلاة، فعلى هذا الوجه نقول: إن كان

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها“: ج۱، ص:۴۱۲.

المصحف بين يديه على رجل وهو لا يحمل، ولا يقلب الأوراق تصح صلاته، وكذلك لو قراء آية مكتوبة على المحراب تصح صلاته عند أبي حنيفة رحمه الله على قياس هذا التعليل والوجه الثاني: أن هذا تعلم من المصحف في الصلاة، والتعلم في الصلاة، مفسد للصلاة كما لو تعلّم من معلم؛ وهذا لأن التعلم نوعان: تعلم من الكتاب، وهما علم الصحيفتين، وتعلم من معلم، ثم التعلم من المعلم يفسد الصلاة، فكذا من الكتاب، فعلى هذا الوجه نقول: وإن كان المصحف بين يديه، وهو لا يحمله ولا يقلب الأوراق تفسد صلاته عن أبي حنيفة"(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۳/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کیا آن لائن تراویح کی نماز درست ہے؟

(۵۸) **سوال**: لاک ڈاؤن کی وجہ سے مساجد میں عام حالات کی طرح نماز نہیں ہو رہی ہے اور ہر جگہ پڑھانے والے حافظ میسر نہیں ہیں، بعض جگہوں پر آن لائن تراویح کا نظم کیا جاتا ہے کیا ہم اسکائپ کے ذریعہ نماز پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح ایک بلڈنگ میں نماز ہو رہی ہو اور بازو کی بلڈنگ میں ہم ان کی اقتدا کر سکتے ہیں، یا امام حرم کی ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والی تراویح کی اقتدا کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: خالد جمال، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: آن لائن تراویح کی نماز درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ علامہ شامی نے اقتداء کی دس شرطیں ذکر کی ہیں۔ (۱) مقتدی اقتداء کی نیت کرے کہ میں اس امام

(۱) محمود بن أحمد، المحيط البرهاني، "كتاب الصلاة: الفصل الخامس في كيفيتها، باب في القراءة بالفارسية": ج۱ص:۳۱۲.

کے پیچھے یہ نماز پڑھ رہا ہوں۔(۲) دونوں کی نماز ایک ہو، اگر دونوں کی نماز الگ الگ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی عصر کی نیت کرے یا امام نفل کی نیت کرے اور مقتدی فرض کی نیت کرے تو نماز نہیں ہوگی۔(۳) مکان متحد ہو۔(۴) امام کی نماز صحیح ہو۔(۵) عورت، مرد کے محاذات میں نہ ہو۔(۶) مقتدی امام سے آگے نہ ہو اگر مقتدی امام سے آگے ہوگیا تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔(۷) مقتدی کو امام کے حرکات وانتقالات کا علم ہو۔(۸) مقتدی کو امام کے مسافر یا مقیم ہونے کا علم ہو۔(۹) مقتدی امام کے ارکان میں شریک ہو، اگر امام کسی رکن میں ہو اور مقتدی دوسرے رکن میں ہو تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۱۰) مقتدی امام کے برابر ہو یا اس سے کمتر ہو مثلاً اگر تندرست آدمی نے معذور کی اقتداء کی تو نماز درست نہیں ہوگی یا رکوع سجدہ کرنے والا شخص اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔[1]

آن لائن تراویح میں یہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”إذا كان بينه و بين الإمام طريق أو نهر أو حائط فليس معه“[2]

”فقد تحرر بما تقرر ان اختلاف المكان مانع من صحة الاقتداء و لو بلا اشتباه و لا يصح الاقتداء و ان اتحد المكان ثم رأيت الرحمتى قد قرر ذلك فاغتنم ذلك“[3]

اگر امام مسجد میں تراویح پڑھائے اور آواز گھروں میں آرہی ہو تو اگر گھر مسجد سے متصل ہے اور

---

(۱) صلاة المؤتم بالإمام بشروط عشرة: نية المؤتم و الاقتداء، واتحاد مكانهما وصلاتهما، وصحة صلاة إمامة، وعدم محاذاة امرأة وعدم تقدمه عليه بعقبه، وعلمه فانتقالاته وبحاله من إقامة وسفر، ومشاركة في الأركان، وكونه مثله أو دونونه فيها. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى“: ج۲،ص:۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶)

(۲) ابن بطال، شرح صحيح البخاري، ”كتاب الصلاة: أبواب صلاة الجماعة الإمامة، باب إذا كان بين الإمام وبين القوم حائط أو سترة“: ج۲،ص:۴۱۹، دارالکتب العلمیة، بیروت.

(۳) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه التي هي ظاهر الرواية“: ج۲،ص:۳۳۵.

درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے تو اقتداء درست ہے؛ لیکن اگر درمیان میں کوئی فاصلہ ہو تو پھر اقتداء درست نہیں ہے، اسی طرح، ایک گھر میں تراویح ہو اور مائک کے ذریعہ دوسرے گھروں میں اقتداء کی جائے تو یہ بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ مکان مختلف ہے۔

اسکائپ کے ذریعہ اقتداء کرنے میں مذکورہ خرابی کے علاوہ دوسری بہت سی خرابیاں ہیں، مثلا نیٹ میں بعض مرتبہ کنکشن کٹ سکتا ہے اور امام کے انتقال کا علم نہیں ہو پائے گا، اسی طرح اسکائپ میں یا انٹرنیٹ کے ذریعہ جو آواز آئے گی وہ عکس ہوگی، تصویر کے سامنے نماز پڑھنا لازم آئے گا، عام طور پر لائیو میں بھی پہلے تصویر محفوظ ہوتی ہے پھر ٹیلی کاسٹ ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی پروگرام دوٹی وی چینل پر لائیو چلتا ہے لیکن دونوں کے درمیان فرق ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لائیو پروگرام پہلے محفوظ ہوتا ہے پھر نشر ہوتا ہے اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ امام رکوع سے واپس آجائے اور لوگ ابھی قیام میں ہی ہوں، پھر اگر موجودہ ضرورت کی وجہ سے اس کی اجازت دے دی جائے گی تو کل جب یہ ضرورت ختم ہوگی تو بھی لوگ مسجد میں آنے کے بجائے آن لائن نماز ہی پڑھنا چاہیں گے جو کہ جماعت کے مقصد کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ جماعت کا مقصد اجتماعیت اور مسجدوں کو آباد کرنا ہے آن لائن سسٹم اس اجتماعیت کو ختم کردے گا؛ اس لیے اسکائپ بلکہ آن لائن کی تمام صورتیں ناجائز ہیں اس سے نماز صحیح نہیں ہوگی۔

موجودہ حالات میں بھی یہی ضروری ہے کہ امام اور مقتدی ایک ساتھ نماز تراویح پڑھیں اگر حافظ امام مل جائے تو بہت اچھی بات ہے ورنہ سورہ تراویح کے ذریعہ تراویح کا اہتمام کریں، ایسا نہ ہو کہ حافظ امام نہ ملنے کی صورت میں تراویح ترک کردی جائے، بلکہ اگر جماعت کے ساتھ تراویح کا نظم نہ ہو سکے تو لوگ انفرادی طور پر سورہ تراویح کا نظم کرلیں لیکن ہمیشہ کی طرح تراویح کا اہتمام ضرور کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۳/۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

باب التراویح

امام کا یہ شرط لگانا کہ میرا بھتیجہ قرآن سنائے گا

(۵۹)**سوال**: ہماری مسجد میں تقریباً چھ سال سے ایک صاحب امامت کررہے ہیں ان کی شرط یہ ہے کہ میرا بھتیجا ہی رمضان میں قرآن سنائے گا کیا یہ شرط جائز ہے؛ جب کہ کمیٹی مسجد دوسرے حافظ کو چاہتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابوالکلام، شاہدرہ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: امام موصوف کا اپنی امامت میں یہ شرط لگانا کہ جب تک میں امام رہوں گا، میرا بھتیجہ قرآن پاک سنائے گا خلاف شریعت اور ناجائز ہے، ایسی صورت میں مسجد کی منتظمہ کمیٹی کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے قرآن پاک سنانے کے لیے مقرر کریں؛ کیوں کہ ان کی یہ شرط فرائض امامت کے خلاف ہے تاہم کمیٹی والوں کو چاہیے کہ امام صاحب کے بھتیجے لائق وفائق ہیں، تو دوسروں کے مقابلہ میں ان ترجیح دی جائے کہ اس میں امام صاحب کے ساتھ حسن معاملہ بھی ہے، اور رفع نزاع بھی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ(۱۰/۱۰: ۱۴۱۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

۞۞۞

(۱) ومن حكمها نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم قال الشامي نظام الألفة بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلوات بين الجيران. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرىٰ“: ج۲،ص:۲۸۷)

ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره ذلك تحريماً. (أيضاً: ”مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۷)

وأما الراتب فهو أحق من غيره وإن كان غيره أفقه منه. (عبد الرحمن بن الشيخ محمد، مجمع الانهر: ج۲، ص:۱۶۲؛ والحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب الإمامة،مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۱،ص:۲۹۴)

ولو أم قوما وهم له كارهون،إن الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره) له ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة،الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج۱،ص:۱۴۴)

فصل ثانی

تراویح میں قرأت کی کیفیت کا بیان

ختم قرآن کے بعد الم سے ﴿المفلحون﴾ تک پڑھنا

(۶۰) **سوال:** تمام حفاظ قرآن تراویح میں ختم کے دن الم سے مفلحون تک سورہ بقرہ کی آیت پڑھتے ہیں یہ کہاں سے ثابت ہے اس کا رواج کیوں ہوا ہے جب کہ سورہ ناس پر قرآن مجید ختم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالستار، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں قرآن مجید ختم کر کے آخری دو رکعت میں پہلی رکعت سورۃ الفلق وسورۃ الناس اور دوسری رکعت میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات ﴿المفلحون﴾ تک پڑھنا مستحب ہے، یہ حدیث سے مستنبط ہے اور سلف صالحین کا اس پر عمل ہے، حدیث مبارک میں آتا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ کے نزدیک محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رک کر روانہ ہو جانا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن شریف پڑھنے والا شروع سے لے کر آخر تک پڑھتا رہے اور جب بھی وہ رکے تو پھر سے شروع کر دے۔

اس حدیث کی بنا پر سلف صالحین سے یہ طریقہ منقول ہے کہ تراویح میں قرآن مجید ختم کے فوراً بعد دوسرا قرآن شروع کر دیتے ہیں، البتہ یہ عمل مستحب ہے اس کو اسی درجہ میں رکھنا چاہئے، مستحب عمل کو فرض یا واجب کا درجہ نہ دیا جائے۔

’’ولو ختم القرآن في الأولیٰ یقرأ من البقرة في الثانية لقوله عليه السلام

خیر الناس الحال المرتحل یعني الخاتم المفتح "(۱)

"عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال: قال رجل یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أي العمل أحب إلی اللّٰه ......؟ قال الحال المرتحل ...... قال وما الحال المرتحل ......قال الذي یضرب من أول القرآن إلی آخره کلما حل ارتحل"(۲)

"ویکره الفصل بسورة قصیرة وأن یقرأ منکوسا إلا إذا ختم فیقرأ من البقرة، قوله إلا إذا ختم قال في شرح المنیة وفي الولو الجیة: من یختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتین في الرکعة الأولیٰ یرکع ثم یقرأ في الثانیة بالفاتحة وشيء من سورة البقرة لأن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: خیر الناس الحال المرتحل، أي الخاتم المفتح "(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۰/۵/۱۴۱۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں ہر سورت میں جہراً "بسم اللّٰه" پڑھنا

(۶۱) **سوال**: ایک شخص تراویح کی ہر سورت کے شروع میں "بسم اللّٰه" جہراً پڑھتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اختر، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں قرآن کریم کی تکمیل کے لیے پورے قرآن میں ایک بار "بسم اللّٰه" زور سے پڑھنا ضروری ہے؛ کیوں کہ بسم اللہ قرآن پاک کا جز ہے، ہر

(۱) أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، "کتاب الصلاة: فصل المکروهات"، ص: ۳۵۲.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب القراءة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، باب ما جاء أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف"، ج ۲، ص: ۱۲۳، رقم: ۲۹۴۸.

(۳) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة"، ج ۲، ص: ۲۶۹.

سورت کے شروع میں ''**بسم اللّٰہ**'' پڑھنا چاہے، تو آہستہ پڑھے یہ ہی سنت ہے اور اگر زور سے پڑھ لی تب بھی نماز ہوگئی۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد عارف قاسمی (۱۹/۱/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا

(۶۲) **سوال**: بعض لوگ تراویح میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مشکور علی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: کوئی ایک ہی سورت نہیں پڑھنی چاہئے، قرآن کریم مزید یاد کریں تاہم کچھ اور یاد نہ ہونے تک ایک ہی سورت پڑھ سکتے ہیں، شامی نے لکھا ہے کہ ''**واختار بعضهم سورة الإخلاص من كل ركعة**''[2] اس سے معلوم ہوا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۸/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والخلاف في الاستنان أما عدم الكراهة فمتفق عليه ولهذا صرح في الذخيرة والمجتبى بأنه إن سمى بين الفاتحة والسورة كان حسنا عند أبي حنيفة سواء كانت تلك السورة مقروءة سرا أو جهرا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل هو في اللغة فرق مابين الشيئين'': ج۱، ص: ۵۴۵)

وذكر في المصفى أن الفتوى على قول أبي يوسف أنه يسمي في أول كل ركعة ويخفيها، وذكر في المحيط: المختار قول محمد، وهو أن يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب لفظ الفتویٰ آكد وأبلغ من لفظ المختار'': ج۲، ص: ۱۹۲)

وهي آية واحدة من القرآن والبسملة آية ورحمة وأمن وليست من الفاتحة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح میں قرآن کریم کا ترتیب سے سننا

(۶۳)**سوال:** زید مسلسل تراویح میں قرآن پاک سنتا ہے، خالد زید کو جماعت تبلیغ میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کہ وہاں جانے سے اس کی ترتیب قرآن ترکِ ہوجائے گی، تو یہ کیا کرے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہنواز، سیتاپوری

الجواب وباللہ التوفیق: پورا قرآن کریم تراویح میں سننا سنت ہے؛ اس لیے ترتیب کو مقدم رکھا جائے بغیر کسی شرعی وجہ کے ترتیب نہ چھوڑے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۱۱/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں سورۃ الزلزال سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۶۴)**سوال:** اگر کوئی شخص الم ترکیف کے بجائے تراویح میں ﴿إذا زلزلت الأرض﴾

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولامن كل سورة. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان سننها''، ص: ۲۶۰)

(۲) وفي التنجيس: واختار بعضهم سورة الإخلاص في كل ركعة، وبعضهم سورة الفيل: أي البدائة منها ثم يعيدها، وهذا أحسن لئلا يشتغل قلبه بعدد الركعات. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح''، ج۲، ص: ۴۹۸)

ثم بعضهم اختار ﴿قل هو الله أحد﴾ (سورة الإخلاص: ۱) في كل ركعة وبعضهم اختار قراءة سورة الفيل إلى آخر القرآن وهذا أحسن القولين؛ لأنه لا يشتبه عليه عدد الركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح''، ج۱، ص: ۱۷۷)

(۱) والختم مرة سنة أي قراءة الختم في صلاة التراويح سنة وصححه في الخانية وغيرها. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح''، ج۲، ص: ۴۹۷)

السنة في التراويح إنما هو الختم مرةً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح''، ج۱، ص: ۱۷۵)

پڑھے یا کسی دوسری جگہ سے پڑھے، تو اس سے سنت تراویح اداء ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رضوان احمد، مدھوبنی

الجواب وبالله التوفيق: جو حضرات حافظ نہیں ہوتے ان کے لیے سہولت کے پیش نظر الم ترکیف سے تراویح پڑھانا مشہور ہے، ورنہ تو اگر کوئی شخص حافظ ہے یا اس کو قرآن پاک یاد ہے تو وہ تراویح میں جہاں سے جی چاہے پڑھ سکتا ہے؛ بلا شبہ جائز اور درست ہے، البتہ تراویح میں بالترتیب پورا قرآن سنانا یا سننا سنت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۹/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی آخری رکعت میں دعائیہ آیات کا پڑھنا

(۶۵) **سوال:** رمضان المبارک میں ختم کلام پاک کے موقعہ پر تراویح کی آخری رکعت میں مختلف مقامات سے وہ آیات جن میں دعائیہ مضمون ہے ہاتھ اٹھا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا بغیر ہاتھ

---

(۱) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً أفضل، ولا يترك، الختم (لكسل القوم)، لكن في الاختيار، الأفضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم، وأقره المصنف وغيره، وفي المجتبى عن الإمام: لو قرأ ثلاثاً قصاراً أو آية طويلة في الفرض فقد أحسن ولم يسئ، فما ظنك بالتراويح؟ وفي فضائل رمضان للزاهدي أفتى أبو الفضل الكرماني والوبري أنه إذا قرأ في التراويح الفاتحة وآية، أو آيتين لا يكره، ومن لم يكن عالماً بأهل زمانه فهو جاهل. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲، ص: ۴۹۷، ۴۹۸)

السنة في التراويح: إنما هو الختم مرة فلا يترك لكسل القوم...... والختم مرتين فضيلة، والختم ثلاث مرات أفضل...... والأفضل أن يقرأ بما لا يؤدي إلى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم؛ لأن تكثير الجماعة أفضل من تطويل القراءة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح“: ج۱، ص: ۱۷۷)

اٹھائے پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشد، مہاراشٹر

الجواب وبالله التوفیق: نماز میں قرآن کریم کی آیتوں کو بلا ترتیب یا کہیں کہیں سے کاٹ کر پڑھنے سے معنی میں تغیر وتبدل کا خوف ہوتا ہے، نیز مضمون ومفہوم میں یکسانیت باقی نہیں رہتی اوراس طرح مذکورہ صورت کا کوئی ثبوت بھی نہیں ملتا؛ اس لیے ہاتھ اٹھا کر یا بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں طرح اس میں کراہت ہے، ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کی صورت میں کراہت شدید ہوگی اس لیے کہ اس کا ثبوت ہمارے مسلک میں نہیں ہے۔ تراویح کی آخری رکعت میں سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع پڑھنا مستحب ہے۔

''ویکره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوسا إلا إذا ختم فيقرأ من البقرة، قال في شرح المنية وفي الولوالجية: من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولىٰ يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشيء من سورة البقرة لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير الناس الحال المرتحل أي الخاتم المفتتح''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱۰/۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سہواً چھوٹی ہوئی آیات کو اگلے دن پڑھنا؟

(٦٦) **سوال:** تراویح میں حافظ صاحب سے بعض آیات سہواً چھوٹ جاتی ہیں، وہ

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: فصل في القراءة، باب صفة الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية'': ج۳، ص:۲۶۹.

عن ابن عباس، قال، قال رجل: يا رسول الله أي العمل أحب إلى الله: قال (الحال المرتحل) قال: وما الحال، المرتحل؟ قال: الذي يضرب من أول القرآن إلى أخره كلما حل ارتحل. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب القراءة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن القرآن أنزل على سبعة أحرف'': ج۲، ص:۱۲۳، رقم: ۲۹۴۸)

دوسرے یا تیسرے دن متفرق آیات کو پڑھتا ہے تو اس طرح پورے ختم قرآن کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خبیب قاسمی، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: صرف قرآن کے پورا کرنے کے لیے چھوٹی ہوئی آیات کا اعادہ کرلیا جائے تو کافی ہے، اس طرح پورے قرآن کے ختم کا ثواب ہوگا اور اگر بھولا ہی رہے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

”وإذا غلط في القراء ة في التراويح فترك سورة أو آية وقرأ ما بعدها فالمستحب له أن يقرأ المتروكة ثم المقروء ة ليكون على الترتيب، كذا في فتاوىٰ قاضي خان“(۱)

”وإن ترك آية من سورةوقد قرأمقدارماتجوزبه الصلاة جازت صلوته“(۲)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۱/۲۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ کو سامع بنانا درست ہے کہ نہیں؟

(۶۷) **سوال**: ہماری مسجد میں امام صاحب قرآن سنا رہے ہیں؛ لیکن کوئی بالغ سامع نہیں ہے صرف ایک سامع ہے جو نابالغ بچہ ہے تو کیا اس کو سامع بنایا جاسکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ذوالفقار، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اس بچہ (نابالغ) کو سامع بنایا جاسکتا

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة:فصل في التراويح، الباب التاسع في النوافل“: ج۱ص:۱۷۷.

(۲)ابن العلاء، فتاوىٰ قاضي خان، ”كتاب الصلاة: فصل في التراويح“:ج۱ص:۹۸.

ہے بشرطیکہ بچہ سمجھدار ہو، پاکی اور وضو وغیرہ کا خیال رکھتا ہو؛ اس لیے کہ اگر بچہ ناسمجھ ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ بغیر وضو ہو اور لقمہ دے تو اس صورت میں نماز ہی فاسد ہو جائے گی اور عندالاحناف اعادہ لازم ہوگا؛ اس لیے ناسمجھ زیادہ چھوٹے بچہ کو سامع نہ بنایا جائے؛ البتہ اگر سمجھدار ہے تو درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بغیر سامع کے تراویح سنانا

(۶۸) **سوال:** ہماری مسجد میں رمضان میں تراویح کے لیے ایک حافظ صاحب پڑھاتے ہیں کوئی سامع نہیں ہے کیا یہ عمل درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عالم، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سامع ہو تو بہتر ہے، اس سے بڑی سہولت ہوتی ہے؛

---

(۱)فتحه على إمامه لايفسد مطلقا لفاتح، وآخذ بكل حال، إلا إذا سمعه المؤتم من غير مصل ففتح به تفسد صلاة الكل.

قال الشامي: قلت: والذي ينبغي أن يقال: إن حصل التذكر بسبب الفتح تفسد مطلقا، أي سواء شرع في التلاوة قبل تمام الفتح أو بعده لوجود التعلم. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لايجب فيها رد السلام“: ج۲،ص:۳۸۲)

ولو فتح على المصلي إنسان فهذا على وجهين: إما إن كان الفاتح هو المقتدي به أو غيره، فإن كان غيره فسدت صلاة المصلي، سواء كان الفاتح خارج الصلاة أو في صلاة أخرى غير صلاة المصلي. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة:مفسدات الصلاة“: ج۱،ص:۵۴۲؛و فخر الدين العثماني، تبيين الحقائق، ”مايفسد الصلاة ومايكره فيها“: ج۱،ص:۳۹۳؛وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”مايفسد الصلاة ومايكره فيها“: ج۱،ص:۹۹)

لاتجب الصلاة على الصبي؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب على عقله حتى يفيق، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم. (وزارة الأوقاف، الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۱۵،ص:۲۶، ۲۷)

لیکن اگر سامع میسر نہ آئے تو پھر بغیر سامع کے بھی قرآن سنانا درست ہے، قرآن سنانے والے کو پورا احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ پورا قرآن پاک صحیح پڑھا جائے۔ اور اگر قرآن ٹھیک یاد نہ ہو تو سورہ تراویح پڑھی جائے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۸/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مقتدی حضرات کے کہنے پر قرآن جلدی پڑھنا کیسا ہے؟

(۶۹) **سوال**: امام صاحب تراویح میں قرآن پاک سکون سے پڑھتے ہیں مگر مقتدی جلدی پڑھنے کو کہتے ہیں جلدی پڑھنے میں حروف کٹتے ہیں تو یہ مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد جان عالم، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم تراویح میں حدراً پڑھنا چاہئے لیکن اتنی جلدی کرنا بالکل درست نہیں ہے کہ حروف کٹنے لگیں اور ادائیگی پورے طور پر نہ ہو، اتنے سکون سے پڑھیں کہ ادائیگی درست اور صحیح ہو جائے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لأن اللحن حرام بلا خلاف. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية،''كتاب الكراهية: الباب الرابع'': ج۵، ص:۳۱۷)

(۲) روي الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه يقرأ في كل ركعة عشر آيات ونحوها وهو الصحيح، كذا في التبيين ويكره الإسراع في القراءة وفي أداء الأركان، كذا في السراجية وكلما رتل فهو حسن، كذا في فتاوى قاضي خان والأفضل في زماننا أن يقرأ بما لا يؤدي إلى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم؛ لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة، كذا في محيط السرخسي۔ ....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.......

تراویح میں حروف صحیح ادا نہ ہوتے ہوں

(۷۰)**سوال**: کیا یہ ضروری ہے کہ ایک قرآن تراویح کی نماز میں پورا ختم کیا جائے؟ اگر ہاں تو پھر کیا یہ صحابہ کے دور سے ثابت ہے؟ ثابت ہے، تو اس بارے میں کوئی حدیث؟ کیا صحابہ بھی آج کل کے قاری لوگوں کی طرح فل اسپیڈ میں پڑھتے تھے، آج کل کے قاری قرآن ختم کرنے کے فراق میں اتنی رفتار سے پڑھتے ہیں کہ سال بھر جو لوگ نماز نہیں پڑھتے تراویح میں، تو آتے ہیں قرآن سننے کی نیت سے وہ بھی اتنی رفتار سے پڑھا جاتا ہے۔ اور خود قاری کی اتنی غلطیاں اور بھول ہو جاتی ہیں۔ مقتدیوں کو بھی، تو قرآن کے الفاظ سمجھ میں آنے چاہئے۔ تفصیل سے جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن پاک مکمل تراویح میں سننا سنت ہے، ضروری نہیں ہے۔ اگر اس کے لیے اچھے قاری ملیں تو اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔ جن جگہوں پر حافظ نہ ملیں یا اچھے پڑھنے والے نہ ہوں وہاں اچھے پڑھنے والے امام سے الم ترکیف سے تراویح پڑھ لینی چاہئے۔ اتنا تیز پڑھنا، کہ الفاظ مکمل طور پر ادا نہ ہوتے ہوں یا پیچھے کھڑے حافظ و عالم کو بھی سمجھ میں نہ آتا ہو درست نہیں ہے؛ بلکہ نماز کے فاسد ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ غلطیاں اور بھول ہو جایا کرتی ہیں؛ اس کے لیے ایک سامع بھی رکھنا چاہئے۔ اور اگر حافظ صاحب سے غلطیاں اور بھول بکثرت صادر ہوتی ہوں، لوگوں کو دشواری ہو اور تقلیل جماعت کا اندیشہ ہو، تو کسی دوسرے حافظ صاحب کا انتظام کرلیا جائے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷۷)

ويجتنب المنكرات هذرمة القراءة، وترك تعوذ وتسمية، وطمأنينة، وتسبيح، واستراحة. (قوله هذرمة بفتح الهاء وسكون الذال المعجمة وفتح الراء: سرعة الكلام والقراءة قاموس، وهو منصوب على البدلية من المنكرات، ويجوز القطع ح. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۹)

اور وہ بھی نہ ہو سکے، تو پھر الم ترکیف سے تراویح پڑھ لی جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۰/۱۰/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

۞۞۞

(۱) والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثا أفضل (ولا يترك) الختم (لكسل القوم) لكن في الاختيار: الأفضل في زماننا قدر ما لا يثقل عليهم ،وأقره المصنف وغيره. وفي المجتبى عن الإمام :لو قرأ ثلاثا قصارا أو آية طويلة في الفرض فقد أحسن ولم يسيئ، فما ظنك بالتراويح ؟وفي فضائل رمضان للزاهدى:أفتى أبو الفضل الكرماني والوبري أنه إذا قرأ في التراويح الفاتحة وآية أو آيتين لا يكره، ومن لم يكن عالما بأهل زمانه فهو جاهل.

(قوله الأفضل في زماننا إلخ) لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراء ة حلية عن المحيط. وفيه إشعار بأن هذا مبني على اختلاف الزمان، فقد تتغير الأحكام لاختلاف الزمان في كثير من المسائل على حسب المصالح، ولهذا قال في البحر: فالحاصل أن المصحح في المذهب أن الختم سنة لكن لا يلزم منه عدم تركه إذا لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصا في زماننا فالظاهر اختيار الأخف على القوم.

(قوله وفي المجتبى إلخ) عبارته على ما في البحر: والمتأخرون كانوا يفتون في زماننا بثلاث آيات قصار أو آية طويلة حتى لا يمل القوم ولا يلزم تعطيلها، فإن الحسن روي عن الإمام أنه إن قرأ في المكتوبة بعد الفاتحة ثلاث آيات فقد أحسن ولم يسيئ، هذا في المكتوبة فما ظنك في غيرها؟ اهـ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'' :ج۲،ص:۴۹۶،۴۹۷)

فصل ثالث

تراویح کی اجرت کا بیان

مستقل امام کا ختم قرآن پر ہدیہ لینا

(۱۷)**سوال:** ایک صاحب ہمارے گاؤں کی مسجد کے مستقل امام ہیں اور تراویح بھی پڑھاتے ہیں تو اس صورت میں ختم قرآن کے موقع پر ایک مہینہ کی تنخواہ کے علاوہ لوگ علیحدہ طور پر اپنی خوشی سے جو رقم حافظ صاحب کو دیتے ہیں تو یہ رقم دینا اور قبول کرنا شرعاً کیسا ہے؟ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی جمیل صاحب تھانوی کی کتابوں میں ہے کہ تراویح میں قرآن سنا کر اجرت لینا اور دینا حرام ہے؛ اگرچہ رقم پہلے مقرر نہ کی گئی ہو، لہٰذا دور حاضر میں تراویح کا پیسہ لینا اور دینا شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عابد، چرتھاول

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں امام صاحب مستقل امامت کرتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن کریم بھی سناتے ہیں تو انہیں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ مستقل امامت و خدمت پر ہے اُسے تلاوت قرآن کی اُجرت کے دائرہ میں لانا درست نہیں ہے؛ لہٰذا انہیں دینا اور ان کا اسے قبول کرنا درست ہے اور وہ مسئلہ بھی بالکل درست ہے کہ تراویح میں قرآن سنانے پر اُجرت کا لین دین جائز نہیں لیکن وہ صرف تراویح کی صورت میں ہے امامت کی صورت اس سے الگ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الأصل أن كل طاعة يختص بها الإسلام لا يجوز الاستئجار عليها عندنا...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حافظ کو ختم قرآن کے موقع پر ہدیہ دینا

(۷۲)**سوال:** قرآن پاک سنانے والے کو مسجد والے بغیر طے کئے ہوئے کچھ دیتے ہیں جو بطور ہدیہ وتحفہ کے ہوتا ہے، پہلے سے نہ تو طے ہوتا ہے اور نہ ہی دینا ضروری سمجھتے ہیں؛ بلکہ کبھی دیدیتے ہیں کبھی نہیں دیتے؟؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی عطاء الرحمٰن، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی تلاوت اطاعت ہے اور اجرت علی الطاعات شرعاً باطل ہے، اگر قرآن کریم سنانے پر کوئی اجرت طے کر لی جائے تو حرام ہے اور اگر لین دین کا رواج اس قدر ہو کہ اگر کچھ نہ دیا جائے تو معاشرہ میں لعن طعن کیا جائے گا، تو یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے کہ طے کر کے دیا جائے المعروف کالمشروط بس قرآن کریم سنانے کی اجرت طے کر کے دینا شرعاً حرام ہے؛ ہاں طے نہ کیا جائے اور نہ ہی عرف ایسا لازم ہو اور نہ دینے کی صورت میں کوئی ناگواری نہ ہو تو تحفہ وہدیہ کے طور پر اگر کچھ دیا جائے اور وہ وقتاً یہ یہ ہو اس میں اجرت کا شائبہ بھی نہ ہو تو شرعاً جائز ہے جیسا کہ بظاہر سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۷/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام "اقرؤا القرآن ولا تأكلون به، وفي آخر ما عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إني عمرو بن العاص: وإن اتخذت مؤذناً فلا تأخذ على الأذان أجراً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على الطاعات": ج۹،ص:۷۶)

ولا تصح الإجارة لأجل الطاعات مثل الأذان والحج، والإمامة، وتعليم القرآن، والفقه، ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن، والفقه، والإمامة، والأذان. (أيضاً:)

(۱) قوله ولا لأجل الطاعات، الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا لقوله عليه الصلاة والسلام ﴿اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به﴾ وفي آخر ما عهد ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام مسجد کو تراویح کی وجہ سے مقررہ تنخواہ سے زائد دینا

(۷۳)**سوال:** ایک حافظ قرآن کئی سال سے مسجد میں امامت کر رہا ہے اس کی تنخواہ تین سو روپیہ مقرر ہے اور رمضان میں مقررہ تنخواہ سے زائد روپیے اس کو دئے جاتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: وحیدالزماں، ہلدوانی

الجواب وباللہ التوفیق: شرعاً جائز ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۱۱/۷ ۱۴۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن العاص وإن اتخذت مؤذنا فلا تأخذ على الأذان أجرا ولأن القربة متى حصلت وقعت على العامل ولهذا تتعين أهليته، فلا يجوز له أخذ الأجرة من غيره كما فى الصوم والصلاة هداية. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل ونحوه مما لا ضرورة إليه. (ج۹،ص:۷۶)

(قوله ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن إلخ)قال في الهداية:وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية،ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى. وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن أيضا في متن الكنز ومتن مواهب الرحمن وكثير من الكتب، وزاد فى مختصر الوقاية ومتن الإصلاح تعليم الفقه، وزاد في متن المجمع الإمامة، ومثله في متن الملتقى ودرر البحار. (أيضاً)

(۱)قال في الشامي نعم قد يقال:إن كان قصده وجه الله تعالى لكنه بمراعاته للأوقات والاشتغال به يقل اكتسابه عما يكفيه لنفسه وعياله، فيأخذ الأجرة لئلا يمنعه الاكتساب عن إقامة هذه الوظيفة الشريفة، ولولا ذلك لم يأخذ أجرا فله الثواب المذكور، بل يكون جمع بين عبادتين: وهما الأذان، والسعى على العيال، وإنما الأعمال بالنيات. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان محتسباً في أذانه":ج۲،ص:۶۰)

قوله ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن إلخ قال في الهداية: وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

رقم متعین کرکے تراویح میں قرآن سنانا

(۷۴)**سوال:** ایک حافظ قرآن ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن سناتا ہے اور روپیہ متعین کرکے لیتا ہے۔ یعنی مسجد والوں سے یہ کہہ کر لیتا ہے کہ اتنے روپئے دوگے تو قرآن پاک تراویح میں سناؤں گا اگر اس کو اس سے منع کرتے ہیں تو جواب میں دلیل میں ''ان أحق ما أخذتم علیه أجرا کتاب الله، الحدیث'' (رواہ البخاري في کتاب الأجرة والطب) عوام الناس کا سوال ہے کہ ان کے پیچھے تراویح پڑھیں یا نہیں؟ حدیث شریف کا جواب کیا ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد نسیم الدین، بہار

الجواب وبالله التوفیق: تراویح میں قرآن پاک سنا کر متعین کرکے اجرت لینا باتفاق متقدمین ومتاخرین ناجائز وحرام ہے اور یہ ہی مفتی بہ قول ہے اس لیے تراویح میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے اور تلاوت قرآنی پر اجرت لینے کی حرمت متفق علیہ ہے۔[1] سوال میں مذکور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ففي الامتناع تضییع حفظ القرآن وعلیه الفتوی اهـ. وقد اقتصر علی استثناء تعلیم القرآن أیضا في متن الکنز ومتن مواهب الرحمن وکثیر من الکتب، وزاد في مختصر الوقایة ومتن الإصلاح تعلیم الفقه، وزاد في متن المجمع الإمامة، ومثله في متن الملتقی ودرر البحار. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحریر مهم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوة الخ'': ج۹، ص:۷۶)

(۱) وإن القراءة لشيء من الدنیا لاتجوز وإن الآخذ والمعطي آثمان لأن ذلك یشبه الاستئجار علی القراءة ونفس الاستئجار علیها لا یجوز فکذا ما أشبهه کما صرح بذلك في عدة کتب من مشاهیر کتب المذهب، وإنما أفتی المتاخرون بجواز الاستئجار علی تعلیم القرآن لا علی التلاوة وعللوه بالضرورة وهي خوف ضیاع القرآن ولا ضرورة في جواز الاستئجار علی التلاوة کما أوضحت ذلك في شفاء العلیل. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصیة بالختمات والتهالیل'': ج۲، ص:۵۳۴)

أي أن الإجارة باطلة وعلی فرض الانعقاد فاسدة فللتحریم وجهان متعاقبان وذلك لما نصوا قاطبة أن المعهود عرفاً کالمشروط لفظاً. (ابن نجیم، الأشباه والنظائر، ''الفن الأول، القاعدة السادسة'': ج۱، ص:۱۳۱، دارالاشاعت، دیوبند)

حدیث کا جز تو سوال میں تحریر ہے پوری حدیث مذکور نہیں ہے پوری حدیث بخاری شریف میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ ایک جگہ سے گذرے وہاں کسی آدمی کے سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا تھا تو ایک شخص کے کہنے پر ایک صحابیؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونک دی اوراس پر کچھ لے لیا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس پر اعتراض ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسئلہ پہونچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا، اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کے ذریعہ علاج کر کے اجرت لینے کی گنجائش ہے،اس سے تلاوت پر اجرت کا جواز ثابت نہیں ہوتا نہ ہی کسی مفسر یا محدث نے یہ ثابت کیا ہے نہ اس کے جواز پر کسی فقیہ، ومفتی نے فتویٰ دیا ہے لہٰذا ایسا شخص اگراسی پر مصر ہو کہ ''أجرت علی التلاوة في التراويح'' اس حدیث سے ثابت ہے تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں اوراگر توبہ کرے اورآئندہ اس عمل واستدلال سے باز رہے تو درست ہے حدیث کی وضاحت حاشیہ بخاری میں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱/۵/۷ ۱۴۱ھ)

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام تراویح وسامع کا ہدیہ لینا

(۷۵) **سوال:** مسجد میں رمضان شریف کے ماہ میں قرآن ختم ہونے کے بعد قرآن سنانے والے کو اور قرآن سننے والے کو پیسے دینے کے لیے عوامی طور پر چندہ جمع کیا جاتا ہے، تو کیا یہ شریعت کے مطابق ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: سید اصغر علی صاحب، پوڑی گڑھوال

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں قرآن پاک سنانے والے کو قرآن پاک سنانے کے بدلہ میں کچھ دینا یا اس کا لینا جائز نہیں، اس لیے اس نام سے چندہ کرنا بھی درست نہیں اور سامع جو کہ سننے کے لیے پیچھے کھڑا کیا جاتا ہے، اس کو دینا اوراس کا لینا بھی درست نہیں ہے، تراویح کے امام کے

تعاون کے لیے یہ صورت جائز ہوسکتی ہے کہ اس کو شروع ماہ سے دو تین نمازیں پڑھانے کے لئے (مثلاً فجر مغرب عشاء، یا اور دوسری نمازیں) عارضی امام مقرر کرلیا جائے اور ہزار پانچ سو جو بھی رقم سہولت سے مہیا کرسکیں وہ تنخواہ طے کرلیں۔ اور چندہ کر کے وہ رقم امام کو ادا کردیں، لیکن چندہ میں جبر کرنا درست نہیں، دینے والے کی مرضی پر موقوف ہے، اس کارخیر کے لیے جو بھی وہ دے سکے لے لینا چاہئے، اور عوامی چندہ کو اہل محلّہ یا اہل مسجد غیرت کے خلاف یا باعث تضحیک خیال کریں تو نہیں کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۲۹: ۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

چندہ کی رقم سے حفاظ کو ہدیہ دینا

(۷۶) **سوال**: ائمہ مساجد کے لیے رمضان شریف میں چندہ کیا جاتا ہے، امام صاحب از خود وہ رقم حفاظ مسجد کو دیدیتے ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عادل احمد، میرٹھ

---

(۱) قال تاج الشريعة في شرح الهداية إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى. وقال العينى في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز؛ لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا إنا لله وإنا إليه راجعون. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة'': ج۶ص:۵۶)

(۲) بلاتعیین کچھ دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکایت بھی نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہوسکتی ہے۔ (کفایت المفتی، ''کتاب الصلاۃ: ج۳ص:۳۹۶، مکتبہ دار الاشاعت، دیوبند)

اس میں گنجائش ہے، اس کی صورت یہ کی جائے کہ پنجگانہ نماز کے لیے امام کو مقرر کرلیا جائے اور رقم مقررہ طے کرلی جائے پھر وہ تراویح بھی پڑھادے۔ (فتاوی محمودیہ، ''كتاب الاجارة: باب الاستيجار على الطاعات'': ج۱۷، ۷۲)

(۳) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال إمرء إلا بطيب نفس منه. (البغوي، مشكاة المصابيح، ''باب الغصب والعارية، الفصل الثاني'': ص: ۲۵۵، رقم: ۲۹۴۶)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر چندہ دینے والوں نے مذکورہ مقصد کے لیے چندہ دیا ہے، تو اس سے مقصد پورا ہو جاتا ہے، یعنی امام کو دینا اور پھر امام اپنی مرضی سے سنانے والے کو جو چاہے دیدے جائز ہے اور درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۳/۱۰/۱۰ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام صاحب کا چندہ کرنا اور سامع کا تقرر کرنا

(۷۷) **سوال**: امام صاحب ختم قرآن کا چندہ اور سامع کا تقرر اپنے طور پر کراتے ہیں تاکہ رقم اپنے پاس رہے امام صاحب کا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابوالکلام، شاہدرہ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کمیٹی امام صاحب کو مستقل یا عارضی طور پر اختیارات دیدے، تو امام صاحب کا چندہ کرنا اور سامع کا تقرر کرنا درست ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۳/۱۰/۱۰ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال في الشامي: نعم قد يقال: إن كان قصده وجه اللّٰہ تعالیٰ لكنه بمراعاته للأوقات والاشتغال به يقل اكتسابه عما يكفيه لنفسه وعياله فيأخذ الأجرة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه‘‘: ج۲،ص:۶۰)

قوله: ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن الخ قال في الهداية: وبعض مشايخنا رحمهم اللّٰہ تعالیٰ استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية. ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتویٰ. اهـ. وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن أيضاً في متن الكنز ومتن مواهب الرحمان وكثير من الكتاب وزاد في مختصر الوقاية ومتن الإصلاح تعليم الفقه وزاد في متن المجمع الإمامة ومثله في متن الملتقى ودرر البحار. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ختم تراویح پر ہدیہ لینا یا دو نماز پڑھا کر ہدیہ کا حکم

(۷۸)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) تراویح میں ختم قرآن کے بعد حفاظ کرام کو ہدیہ وغیرہ سے نوازنا شرعی کیا حکم ہے، بعض علماء کرام سے ناجائز اور حرام سنا ہے، جب کہ احقر کے بعض اساتذہ عظام نے جائز قرار دیا ہے، آپ تمام مفتیان کرام سے مؤدبانہ درخواست ہے، اس مسئلہ کی کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں:

(۲) احقر نے بعض علماء سے سنا ہے کہ تراویح کا پیسہ لینا تو جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی دو تین وقت نماز کی ذمہ داری لے لیتا ہے، تو پھر درست ہے؟

(۳) مروجہ قرآن خوانی کا شرعی حکم کیا ہے اور قرآن خوانی کے بعد ہدیہ وغیرہ قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صادق، گورکھپوری

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں قرآن ختم پر اجرت لینا اور دینا ناجائز ہے، البتہ حافظ کا اکرام کرنا یا ہدیہ دینا ممنوع نہیں ہے؛ لیکن ہدیہ ہی ہو اجرت کو ہدیہ کا نام نہ دیا گیا ہو اور نہ ہی المعروف کالمشروط کے تحت اس پر اجرت کا اطلاق ہوتا ہو۔

(۲) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حیلہ کے جواب میں لکھا ہے کہ ''یہ جواز اس وقت

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل'': ج۹،ص:۷۶)

ولا لأجل الطاعات مثل (الأذان والحج والإمامة وتعليم القرآن والفقه) ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة، والأذان. (أيضاً:)

(۲) على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة، وصرح الأصوليون بأن العرف يصلح مخصصا. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الوقف: مطلب مراعاة غرض الواقفين'': ج۶،ص:۶۶۵)

(قوله: كنصب الإمام) يعنى إذا لم يكن البانى موجوداً، أما إذا كان فنصب الإمام إليه وهو مختار الإسكاف رحمه الله، قال أبو الليث رحمه الله: وبه نأخذ إلا أن ينصب شخصاً والقوم يريدون من هو أصلح منه. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الديات: باب ما يحدث الرجل في الطريق'': ج۱۰،ص:۳۴۵)

ہے جب کہ امامت ہی مقصود ہو حالاں کہ یہاں مقصود ختم تراویح ہے یہ محض ایک حیلہ ہے، دیانات میں جو کہ معاملہ فیما بین العبد و بین اللہ ہے حیلہ مفید جواز واقعی نہیں ہوتے، لہٰذا اب یہ ناجائز ہوگا، اگرچہ بعض مفتیان کرام نے اس حیلہ کو جائز لگاہے اس لئے گنجائش ہے، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ اس طرح حیلہ نہ کیا جائے۔ (۱)

(۳) قرآن خوانی کا مروجہ طریقہ جس میں دن طے ہوجاتا ہے اور باضابطہ لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور قرآن کریم پڑھنے کے بعد اس پر ہدیہ لینا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر التزام مالا یلزم نہ ہو اور واقعی ہدیہ ہی دیا جائے تو درست ہے۔ (۲)

”الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا لقوله عليه السلام اقرؤا القرآن و لاتاكلوبه“(۳)

”وفيه أن القراءة لشيء من الدنيا لاتجوزو أن الآخذو المعطي آثمان“(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۱/۶: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) مولانا اشرف علی تھانوي، امداد الفتاوی: ج۱ص: ۳۲۲.

(۲) قوله ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن الخ قال في الهداية: وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففى الإمتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ. اهـ. وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن ايضاً في متن الكنز ومتن مواهب الرحمن وكثر من الكتب وزاد فى مختصر الوقاية ومتن الإصلاح تعليم الفقه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الإجارة: با ب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجاء على التلاوة“: ج۹ص: ۷۶)

قال رحمه الله (والفتوى اليوم على جواز الإستئجار لتعليم القرآن وهذا مذهب المتاخرين من مشايخ بلخ استحسنوا ذلك وقالوا بنى أصحابنا المتقدمون الجواب على ماشاهدو من قلة الحفاظ ورغبة الناس فيهم ولأن الحفاظ والمعلمين كان لهم عطايا في بيت المال وافتقادات من المتعلمين في مجازات التعليم من غير شرط، ......والأحكام تختلف باختلاف الزمان. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة“: ج۸ص: ۳۴) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح پر اجرت لینا

(۷۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام کیا رمضان المبارک میں تراویح پڑھا کر پیسے لینا جائز ہے یا نہیں بغیر طے کیے جس دن قرآن مکمل ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اریب، سیکروں

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح ختم پر اجرت لینا ناجائز ہے، باضابطہ پہلے سے طے کیا جائے یا طے نہ کیا جائے، البتہ اگر ہدیہ کے طور پر لوگ مصافحہ میں کچھ دے دیں تو اس کی گنجائش ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۲۷: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۳) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب فى الإستئجار على الطاعات“: ج۹، ص:۷۶.

(۴) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل“: ج۲، ص:۵۳۴.

(۱) قوله ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن الخ قال في الهداية: وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففى الإمتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ. اهـ. وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن ايضاً في متن الكنز ومتن مواهب الرحمن وكثر من الكتب وزاد فى مختصر الوقاية ومتن الإصلاح تعليم الفقه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الإجارة: با ب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجاء على التلاوة“: ج۹، ص:۷۶)

قال رحمه الله (والفتوى اليوم على جواز الإستئجار لتعليم القرآن وهذا مذهب المتاخرين من مشايخ بلخ استحسنوا ذلك وقالوا بنى أصحابنا المتقدمون الجواب على ماشاهدو من قلة الحفاظ ورغبة الناس فيهم ولأن الحفاظ والمعلمين كان لهم عطايا في بيت المال وافتقادات من المتعلمين في مجازات التعليم من غير شرط،......والأحكام تختلف باختلاف الزمان. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة“: ج۸، ص:۳۴)

امام تراویح کا پنجوقتہ نمازوں کی امامت کے نام پر اجرت لینا

(۸۰)**سوال:** زید نے رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سنایا پھر جب قرآن شریف مکمل ہوا، تو لوگوں نے زید کو رقم جمع کر کے ہدیہ کے طور پر دی، زید نے وہ رقم بطور ہدیہ لے لی، تو زید کا یہ رقم لینا صحیح ہوگا یا نہیں، دوسری مشکل یہ ہے کہ زید نے وہاں پر پانچ وقت کی نماز بھی پڑھائی ہے تو کیا زید کا اتنی بھاری رقم لینا امامت کی تنخواہ کے نام پر درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جنید، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم سنانے پر اُجرت لینا و دینا ناجائز و حرام ہے [1] البتہ اگر صرف ہدیہ کے طور پر رقم دی گئی تو لینی درست ہے، [2] پنج وقتہ نمازوں کی امامت کی صورت میں اگر اُجرت طے کی تھی تو درست ہے ورنہ نہیں، ہدیہ کے لیے چندہ دینے پر لوگوں کو مجبور نہ کیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۳۶/۹/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح پر اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

(۸۱)**سوال:** آج کل حفاظ شریعت کے پابند نہیں ہوتے اور روپیہ لے کر تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں تو کیا تراویح پڑھنے کی گنجائش ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

---

(۱) وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ (سورۃ البقرۃ:۴۱)
قال أبو العالية: لا تأخذوا عليه أجرا. (ابن کثیر: ج۱، ص:۲۲۲، زکریا دیوبند)

(۲) ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الإستئجار علی الطاعات": ج۹، ص:۷۶)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی شخص اجرت طے کر کے قرآن سنائے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کے پیچھے تراویح پڑھے جو اجرت نہ لے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے(۱) لیکن یہ خیال غلط ہے کہ سب ہی اجرت لیتے ہیں نیز اگر پہلے سے اجرت طے نہ کی جائے اور نہ ہی عرفاً شرط ہو اور پھر بھی کوئی ہدیہ وتحفہ کے طور پر کچھ دیدے تو اس کو اجرت نہ سمجھا جائے وہ درست ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ(۱۴۱۹/۹/۶ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چندہ کر کے مٹھائی تقسیم کرنا

(۸۲) **سوال:** تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر مقتدی آپسی چندہ سے مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی نثار احمد، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: چندہ دینے والے بخوشی رضامندی کے ساتھ دیں تو درست ہے، لیکن لوگوں کو مجبور کر کے چندہ لینا اور اس سے مٹھائی تقسیم کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ(۱۴۲۴/۷/۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن بريدة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ القرآن يتأكل به الناس جاء يوم القيامة ووجهه عظم ليس عليه لحم. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الفضائل القرآن: باب اختلاف القراء ات وجمع القرآن، الفصل الثالث'': ج۵،ص:۹۸،رقم:۲۲۱۷)

الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستئجار عليها عندنا لقوله عليه الصلاة والسلام ﴿اقرؤوا القرآن ولا تأكلوا به﴾. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الإجارة:باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة'': ج۹،ص:۷۶) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

❁❁❁

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

(۲)عن علی بن زید عن أبي حرة الرقاشي رضی اللّٰہ عنه عن عمه: أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ألا! لایحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منه. (أخرجه البیهقي في شعب الإیمان، ''باب في قبض الید عن الأموال المحرمة'': ج۴،ص:۳۸۷،رقم:۵۴۹۲)

أطلق أصحاب الاتجاه الأول البدعة علی کل حادث لم یوجد في الکتاب والسنة، سواءا کان في العبادات أم العادات،وسواءا کان مذموما أم غیره مذموم. (وزارة الأوقاف، الموسوعة الفقهیة الکویتیة،''بدعة'': ج ۸،ص:۲۱،**وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة، الکویت)**

باب التراویح

فصل رابع

نمازِ تراویح کی قرأت میں غلطی کا بیان

تراویح پڑھانے والا غلط قرآن پڑھے کہ حروف کٹتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

(۸۳)**سوال**: ہماری مسجد میں ایک صاحب تراویح میں قرآن سناتے ہیں اور قرآن کریم بہت غلط پڑھتے ہیں غلط اتنا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور حروف بہت کٹتے ہیں تو اس سے تراویح پڑھوائی جائے یا الم ترکیف سے نماز پڑھ لی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں قرآن سنانے والے کو سمجھایا جائے اگر وہ صحیح قرآن پڑھنے لگے تو اس سے تراویح پڑھوائی جائے ورنہ کسی دوسرے حافظ سے جو صحیح قرآن پڑھے تراویح پڑھوائی جائے اور اگر کوئی حافظ صحیح قرآن پڑھنے والا نہ ملے تو الم ترکیف سے تراویح پڑھ لی جائے، صحیح قرآن پڑھنے والا سورہ تراویح پڑھائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن كان الحذف على سبيل الإيجاز والترخيم: فإن وجد شرائطه نحو أن قرأ ﴿ونادوا يٰملك﴾، لاتفسد صلاته وإن لم يكن على وجه الإيجاز والترخيم، فإن كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه،''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ومنها حذف دف'': ج۱، ص: ۱۳۷)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام پر تراویح میں قرآن کریم سنانا لازم ہے یا نہیں؟

(۸۴)**سوال**: پانچ وقت نماز پڑھانے والے امام پر تراویح میں قرآن پاک ختم کرنا لازم ہے یا الم ترکیف سے پڑھانے سے اس کی امامت کی ذمہ داری پوری ہوجاتی ہے؟

کیا مقتدی تراویح میں قرآن پاک سنانے کے لیے الگ سے حافظ کا انتظام کریں؟ یہ کس کے ذمہ پر ہے امام پر یا مقتدیوں پر اور جب کہ دوسرا آدمی اجرت مانگتا ہے، تو کیا کیا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نور عالم، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں پورا قرآن پاک سنانے کی ذمہ داری شرعاً امام کی نہیں ہے، اگر وہ ایسا کردے، تو اس کی طرف سے تبرع ہے، البتہ اگر مقتدیوں کو شوق ہے اور جذبہ ہے، تو حافظ کا انتظام الگ سے کریں، اگر بلا اجرت حافظ نہ ملتا ہو، تو حافظ کو بلا کر اس کو نائب امام بنادیں اور ایک دو وقت کی امامت اس کے ذمہ کردیں اور اجرت بھی متعین کردیں اور نائب امام بن کر وہ تراویح میں قرآن پاک بھی سنادیں اس طرح اجرت بھی جائز ہوجائے گی اور مسجد میں رمضان کے مہینہ میں پورا قرآن کا سنانا اور سننا جو کہ سنت ہے، وہ بھی ادا ہوجائے گی، اگر ایسا بھی نہ ہوسکے تو امام ہی الم ترکیف سے تراویح پڑھادے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۷/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(قوله:أي نقص حرفا) كما إذا قال فجاء هم بدل فجاء تهم لم تفسد إلا ان يكون الحرف من أصل الكلمة كقوله في عربيا ديبا أو عريا فتفسد أي إذا غير المعنى إلا أن يكون آخرا يصح حذفه ترخيماً نحو يامال في يامالك. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على الدر المختار، ''كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'':ج۱،ص:۲۶۷)

(۱) ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الإجارة:باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قعدہ اولیٰ کے بغیر تراویح کی چار رکعت پڑھنا

(۸۵)**سوال:** زید نے بھول کر تراویح میں چار رکعت پڑھا دی گویا قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر دی تو یہ چار ادا ہوئیں یا دو ہی ادا ہوں گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، سردھنہ

الجواب وباللہ التوفیق: پہلی دو رکعت فاسد ہوگئی، آخری دو رکعت درست ہو گئیں، پہلی دو رکعت میں پڑھا ہوا قرآن کریم اس دن یا اگلے دن کی تراویح میں لوٹا لیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۰/۵: ۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں غلطی کی وجہ سے ایک آیت کو چھوڑ دیا

(۸۶)**سوال:** ہمارے امام صاحب نے تراویح میں ایک ہی آیت کو دو مرتبہ لوٹایا مگر صحیح نہ پڑھ سکے پھر چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھ دیا، پھر دوسری رکعت میں بھی دوسری ہی جگہ سے پڑھنے لگے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في عدم جواز الاستئجار على التلاوة‘‘: ج۹، ص:۷۶)

والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً أفضل. (أيضاً، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، محبث صلاة التراويح‘‘: ج۲، ص:۴۹۷)

(۱)سها عن القعود الأول من الفرض، ولو عملياً، أما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة (ثم تذكره عاد إليه) وتشهد، ولا سهو عليه في الأصح (مالم يستقم قائماً) في ظاهر المذهب، وهو الأصح فتح (وإلا) أي وإن استقام قائماً (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد إلى القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما ليس بفرض، وصححه الزيلعي (وقيل: لا) تفسد، لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتأخير الواجب (وهو الأشبه)، كما حققه الكمال، وهو الحق، بحر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة:باب سجود السهو‘‘: ج۲، ص:۵۴۹)

وإن سها عن العقود الأول وهو إليه أقرب عاد وإلا لا ويسجد للسهو وإن سها عن الأخير عاد مالم يسجد وسجد للسهو. (ابن نجيم، البحرا الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲، ص:۱۷۸)

تو اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں جب کہ انھوں نے سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تھا۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد، روڑکی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز درست ہوگئی شبہ نہ کیا جائے اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ تراویح میں قرآن کریم کی تکمیل کے لیے اسی دن یا اگلے دن اس آیت کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں تین رکعت پر قعدہ کے بغیر سلام پھیرا

(۸۷) **سوال:** نماز تراویح میں امام قعدہ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہوگیا تیسری پوری کر کے قعدہ کیا اور سلام پھیرا نماز ہوئی یا نہیں، تراویح دو رکعت شمار ہوں گی کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رفیق احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں تراویح کی دو رکعت شمار نہیں ہوں گی اس کو اسی دن دو رکعتیں دوبارہ پڑھنا ضروری ہے، دوسرے دن قضا لازم نہیں البتہ تکمیل قرآن کے لئے

---

(۱) وكذا الكلام في الخطأ يذكر كلمة أو آية مكان آية إلا أنه إذا وقف وقفاً تاماً وكان الآية أو الكلمة في القرآن لا تفسد ولو كان مما يكفر معتقده على تقديره الوصل لزوال ذلك بالفصل وهذا ملخص قاعدة المتقدمين وهو الذي صححه المحققون من أهل الفتوىٰ. (إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري، "كتاب الصلاة: فصل في بيان أحكام زلة القاري"، ص:۴۲۵)

لو ذكر آية مكان آية إن وقف وقفاً تاما ثم ابتدأ بآية أخرىٰ أو ببعض آية لا تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري"، ج۱، ص:۱۳۸)

ان رکعات میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ ضروری ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد عارف قاسمی (۱۴۲۲/۱۰/۱۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی رکعات میں غلطی کرنا

(۸۸) **سوال**: ایک امام صاحب تراویح میں قرآن سنا رہے تھے وہ ایک رکعت میں بیٹھ گئے اور سلام پھیر دیا اب بعد میں غلطی معلوم ہوئی تو سوال یہ ہے کہ جو پارہ اس رکعت میں پڑھا تھا وہ بھی لوٹانا ہوگا یا محض دو رکعت لوٹا دے اب امام صاحب یہ بھول گئے کہ اس رکعت میں کون سا پارہ پڑھا تھا اب کیا کرنا چاہئے کس طرح حساب کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حکیم بدرالدین، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: امام صاحب روز کتنا قرآن پاک تراویح میں پڑھ رہے ہیں اس اعتبار سے چار پانچ دن پہلے کون سا پارہ پڑھا تھا اور پندرہویں رکعت میں کون سا رکوع تھا اسی حساب سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اور اگر اندازہ نہ ہو سکے تو غور کریں اور سوچیں اور جس پارہ اور رکوع پر غلبہ ظن ہو تو اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اسی کو اس کی رکعت میں دوبارہ پڑھ لیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۹/۱۵ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراء ة ليحصل له الختم في الصلاة الجائزة وقال بعضهم: يعتد بها، كذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱، ص:۱۷۷) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح کی تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا قرأت سے پہلے واپس آکر سجدہ سہو کرلیا

(۸۹)**سوال:** اگر تراویح کے اندر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور قرأت پڑھنے سے پہلے یاد آیا یا مقتدیوں نے تکبیر کہی اور یہ واپس ہو گیا اور پھر سجدہ سہو بھی کرلیا تو نماز ہو گئی یا نہیں یا کیا صورت اس کو اختیار کرنی چاہئے تھی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عثمان، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں جب کہ اس نے لوٹ کر اور بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے پھر سلام پھیرا اس کی نماز تراویح دو رکعت ادا ہو گئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۸/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وأما إذا صلى ثلاثا بتسليمة واحدة إن قعده على رأس الركعتين، يجزيه عن تسليمة واحدة......وإن لم يقعد على رأس الثانية ساهياً أو عامداً لا شك إن صلاته باطلة......وفي الخانية هو الصحيح. (ابن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانية،''كتاب الصلاة:الفصل الثالث عشر في التراويح'':ج۲،ص:۳۳۰،رقم:۲۵۷۳)

(۲)وإذا غلط في القراءة في التراويح فترك سورة أو آية وقرأ ما بعدها فالمستحب له أن يقرأ المتروكة ثم المقروءة ليكون على الترتيب وإذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه ويعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلاة الجائزة، وقال بعضهم: يعيد بها، كذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'':ج۱،ص:۱۷۷)

(۱)عن أبي بكر الإسكاف أنه سئل عن رجل قام إلى الثالثة في التراويح ولم يقعد في الثانية قال: إن تذكر في القيام ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم وإن تذكر بعد ما سجد الثالثة فإن أضاف إليها ركعة أخرى كانت هذه الأربعة عن تسليمة واحدة وإن قعد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعلى قول العامة يجوز عن تسليمتين وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة:فصل في التراويح، الباب التاسع في النوافل'':ج۱،ص:۱۷۸)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد لوٹ آیا

(۹۰)**سوال:** تراویح کی تیسری رکعت میں کھڑے ہوکر اگر قرأت بھی شروع کردی اور پھر لوٹ آیا تو پھر کیا حکم ہے اگر سجدہ سہو بھی کرلیا تو کیا نماز ہوجائے گی یا نہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عثمان، مراد آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں بھی نماز تراویح درست ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۸/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں امام کی غلطی پر لقمہ دینا

(۹۱)**سوال:** تراویح میں اگر امام سے غلطی ہوجائے اس میں لقمہ دیا جانا غلط ہے یا درست اور پھر امام کو سجدہ سہو کرنا چاہیے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسبحان، مدھیہ پردیش

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أما في النفل إذا قام إلى الثالثة من غير قعدة فإنه يعود ولو استقام قائما ما لم يقيدها بسجدة، كذا في السراج الوهاج......وقيل يعود ما لم يقيد ها بالسجدة لأن كل شفع صلاة على حدة في حق القراء ة فأمرنا بالعود إلى القعده احتياطاً. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص:۱۷۹)

(۱)أما النفل فيجوز مالم يقيد بالسجدة ثم تذكره عاد إليه وتشهد ولا سهو عليه في الأصح مالم يستقم قائما في ظاهر المذهب، وهو الأصح. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص:۵۴۸)

أما في النفل إذا قام إلى الثالثة من غير قعدة فإنه يعود ولو استقام قائما ما لم يقيدها بسجدة، كذا في السراج الوهاج......وقيل يعود ما لم بقيد ها بالسجدة لأن كل شفع صلاة على حدة في حق القراء ة فأمرنا بالعود إلى القعده احتياطاً. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“:ج۲،ص:۱۷۹)

الجواب وبالله التوفيق: تراویح کی نماز میں بھی امام کی قرأت کی غلطی پر لقمہ دینا چاہیے اور اس صورت میں امام پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: سید احمد علی سعید (۱۸/۵/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی تیسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا، چار رکعت پوری کرنے پر سجدہ سہو کیا، نماز درست ہوگی کہ نہیں؟

(۹۲)**سوال**: تراویح میں دو رکعت پر نہیں بیٹھا؛ بلکہ بھول کر تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا اور چوتھی پوری کر کے سجدہ سہو کیا تو تراویح چار رکعت ہوئیں یا دو رکعت کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد راشد، کیموری

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں پہلی دو رکعت فاسد اور آخری دو رکعت درست ہو گئیں۔ پہلی دو رکعت میں پڑھا ہوا قرآن کریم اس دن یا اگلے دن کی تراویح میں لوٹا لے، اصل یہ ہے کہ جب دو رکعت پر قعدہ نہ کیا اور تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو راجح یہ ہے کہ شفعہ اولیٰ فاسد ہو کر شفعہ ثانیہ کی بنا کے حق میں تحریمہ باقی رہتا ہے۔

"فلو فعلها بتسليمة فإن قعد لكل شفع صحت بكراهة وإلانابت عن شفع واحد، قوله صحت بكراهة: أي صحت عن الكل وتكره إن تعمد وهذا هو

---

(۱)وإن فتح على إمامه لم تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها": ج۱ص:۱۵۷)

وفتحه على إمامه جائز لما روي أنه صلى الله عليه وسلم قرأ في الصلاة سورة المؤمنين فترك كلمة فلما فرغ قال ألم يكن فيكم أبي؟ قال بلىٰ، قال هلا فتحت علي قال طننت أنها نسخت، فقال صلى الله عليه وسلم ولو نسخت لأعلمتكم. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة": ج۱ص:۳۳۴، (شاملہ)

الصحيح كما في الحلية عن النصاب وخزانة الفتاوىٰ خلافاً لما في المنية من عدم الكراهة فإنه لا يخفىٰ لمخالفته المتوارث قوله به يفتي:لم أرمن صرح بهذا اللفظ هنا وإنما صرح به في النهر عن الزاهدي فيما لو صلى أربعاً بتسليمة واحدة وقعدة واحدة''(۱) نوافل میں دو رکعت کے بعد قعدۂ اخیرہ فرض ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱/۱۴۲۶ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی ہر رکعت میں چار پانچ لقمے دینے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۹۳) **سوال**: تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب بہت بھولتے ہیں اور ان کو ہر رکعت میں چار پانچ لقمے دینے پڑتے ہیں، بتائیں کہ تراویح کی ہر رکعت میں چار پانچ لقمے دینے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: وقت ضرورت لقمے دینے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی اس لیے تراویح درست ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۸/۹/۱۴۲۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج ۲، ص: ۴۹۵، ۴۹۶.

وعن أبي بكر الإسكاف أنه شكل عن رجل قال إلى الثالثة في التراويح ولم يقعد في الثانية قال: إن تذكر في القيام، ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم وإن تذكر بعد ما سجد للثالثة فإن أضاف إليها ركعة أخرىٰ، كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة وإن قعد في الثانية قدر التشهد. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

۞۞۞

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷۸)

(۲)(وفتحه على إمامه جائز) لما روي أنه صلى الله عليه وسلم قرأ في الصلاة سورة المؤمنون فترك كلمة فلما فرغ قال ألم يكن قال بلىٰ قال هلا فتحت على قال ظننت أنها نسخت فقال صلى الله عليه وسلم لو نسخت لأعلمتكم وقال إذا استطعمك الإمام فأطعمه أي إذا استفتحك الإمام فافتح عليه ...... وبكره للمنتدى أن يعجل بالفتح لأن الإمام ربما يتذكر فيكون التلقين من غير حاجة وبكره للإمام أن يلجنهم إليه بأن يقف ساكنا بعد الحصر أو يكرر الآية بل ينتقل إلى أية أخرى أو يركع أن قرأ القدر المستحب وقيل قدر الفرض والأول هو الظاهر. (أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، '' '': ج۱،ص:۱۸۳)

وإن فتح على إمامه لم تفسد...... وفتح المراهق كالبالغ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب السابع فيما يقصد الصلاة وما يكره فيها'': ج۱،ص:۹۹)

باب التراويح

فصل خامس

ترویحہ کا بیان

ہر ترویحہ میں کیا پڑھے؟

(۹۴)**سوال:** تراویح کے اندر چار ترویحوں میں کچھ پڑھا جائے یا خاموش رہا جائے اور پانچویں ترویحہ میں اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟ جب کہ اس میں بعض حضرات اختلاف کرتے ہوں اور ان پر ہر ترویحہ میں بیٹھنا بار گزرتا ہو، تو کیا کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضمیر احمد، چرتھاول

الجواب وباللہ التوفیق: ترویحہ میں خاموش رہنا بھی درست ہے اور تسبیح پڑھنا بھی صحیح ہے، ہر ترویحہ میں کچھ دیر کے لیے بیٹھنا مستحب ہے اور آخری ترویحہ میں اتنی تاکید نہیں ہے: اس لیے اگر ابتدائی چار ترویحوں میں بعض لوگوں پر بار گزرے تب بھی بیٹھنا نہ چھوڑا جائے؛ اس لیے کہ اس کی تاکید ہے، البتہ اگر آخری ترویحہ میں بیٹھنا لوگوں پر بار ہو، تو ترک کرنا بھی درست ہے اور اجتماعی دعاء کر کے اختلاف پیدا کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اور اگر کوئی تنہا تراویح پڑھ رہا ہو تو اسے اختیار ہے استحباب کا اجر حاصل کرے یا چھوڑ دے۔

عالمگیری میں ہے: ''**ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة، وکذا بین الخامسة والوتر، ولو علم أن الجلوس بین الخامسة والوتر یثقل علی القوم لا یجلس ثم ہم مخیّرون في حالة الجلوس إن شاؤوا سبّحوا وإن شاؤوا قعدوا ساکتین الخ**''.(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۱/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) جماعة من علماء الہند، الفتاویٰ الہندیة، ''کتاب الصلاة: الباب التاسع...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ترویحہ کی دعاء کا ثبوت

(۹۵)**سوال:** تراویح میں ترویحہ کے اندر ''سبحان ذي الملك والملكوت الخ'' کے پڑھنے کا ثبوت کہاں سے ہے؟ حوالہ عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حبیب، بمبئی

الجواب وبالله التوفيق: فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ راحت کے جلسہ میں چاہے، ''سبحان اللّٰه'' پڑھے چاہے ''لا إله إلا اللّٰه'' پڑھے چاہے درود پڑھے یا کوئی اور دعا یا خاموش رہے، ترویحہ میں شریعت کی طرف سے کوئی خاص عمل یا دعاء متعین نہیں ہے۔

''يجلس ندبا بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وصلاة فرادى'' ''قوله بين تسبيح'' قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات سبحان ذي الملك والملكوت الخ''(۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۱۱/۱۴۰۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في النوافل'': ج۱،ص:۱۷۵.

ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى، وقال الشامي: والاستراحة على خمس تسليمات اختلف المشايخ فيه وأكثرهم على أنه لايستحب وهو الصحيح فإن مراده بخمس تسليمات خمس أشفاع، الخ...... قوله بين تسبيح قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي العزة والعظمة والقُدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحيِّ الذي لايموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا إله إلا اللّٰه نستغفر اللّٰه نسألك الجنة ونعوذ بك من النار. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۶، ۴۹۷)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۹۷-۴۹۶.

ويستحب الجلوس بعد صلاة كل أربع ركعات بقدرها، وكذا يستحب الجلوس بقدرها بين الترويحة الخامسة والوتر لأنه المتوارث عن السلف وهذا روي عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه ولأن اسم التراويح بنى عن ذلك وهم مخيرون في الجلوس بين التسبيح والقراءة والصلاة فرادى والسكوت. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الصلاة: فصل في صلاة التراويح'': ص۴۱۴)

ہر ترویحہ میں احادیث ونصائح کا پڑھنا

(۹۶)**سوال**: تراویح کے ترویحہ میں چند منٹ کے لیے احادیث ونصائح کا پڑھ کر سنانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اقبال، مید پور، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ بھی درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ وقت تسبیح وغیرہ میں گزارے یا خاموش رہے۔ اور چونکہ تسبیح پڑھنا توارث امت ہے اس لیے وہی بہتر ہے۔

"ویجلس ندباً بین کل أربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءة وسکوت وصلاة فرادی"(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۸/۳۰: ۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہر ترویحہ میں دعاء کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

(۹۷)**سوال**: بعض جگہ دستور ہے کہ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد دعا کرتے ہیں بعض آدمی ایسا نہیں کرتے تو کیا یہ دعاء حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ماسٹر ضمیر احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ترویحہ میں اجازت ہے کہ چاہے تسبیح پڑھے، چاہے تلاوت کرے، چاہے خاموش رہے یا نفل پڑھے، جب ان سب چیزوں میں اختیار ہے؛ تو کسی ایک

---

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح": ج ۲، ص: ۴۹۶.

وھم مخیرون في الجلوس بین التسبیح والقراءة والصلاة فرادی والسکوت. (أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، "کتاب الصلاة: فصل في صلاة التراویح": ص: ۴۱۴)

کولازم سمجھنا بدعت ہے اور نہ کرنے والے کو برا کہنا درست نہیں ہے؛ اس لیے قوم اور امام سب کا اجتماعی دعاء کرنے کو ضروری سمجھنا بدعت ہوگا؛ البتہ کبھی کچھ کرے، کبھی کچھ کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

''ویجلس ندبا بین کل أربعة بقدر ھا وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءة وصلاة فرادی''

''قوله بین تسبیح قال القھستاني فیقال ثلاث مرات سبحان الملك والملكوت الخ، لا إله إلا لا الله، نستغفر الله، نسألك الجنة ونعوذ بك من النار''(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۸/۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ترویحہ کی تسبیح بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ؟

(۹۸) **سوال:** تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے، وہ زور سے پڑھے یا آہستہ سے پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: واجد حسین، سہرساوی

الجواب وباللہ التوفیق: آہستہ سے پڑھنا بہتر ہے۔ زور سے نہ پڑھنا چاہئے امام ومقتدی سب آہستہ پڑھیں۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۶ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل''، ج ۲، ص: ۴۹۶-۹۷۔

ثم هم مخیرون في حالة الجلوس إن شاؤوا سبّحوا و إن شاؤوا قعدوا ساكتین. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح کی ہر ترویحہ میں مناجات مانگنا

(۹۹)**سوال**: نماز تراویح کے ہر ترویحہ میں مناجات پڑھنا معتبر ذریعہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امجد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ہر ترویحہ میں درود شریف اور استغفار وغیرہ پڑھنا درست ہے، کوئی خاص مناجات ضروری نہیں ہے۔ ''**سبحان ذي الملك والملكوت الخ**'' کو شامی نے نقل کیا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کلمہ ''**سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ**'' کا پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۱۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷۵)

(۲)ومنها أن الإمام كلما صلى ترويحة قعد بين الترويحتين قدر ترويحة يسبح ويهلل ويكبر ويصلي على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ويدعو وينتظر أيضاً بعد الخامسة قدر ترويحة لأنه متوارث من السلف. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة:باب صلاة التراويح'': ج۱،ص:۶۴۸)

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾(سورة الانفال:۲)

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ (سورة الأعراف:۲۰۵)

(۱)يجلس ندبًا(بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر)ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۶،۴۹۷)

قوله: بين تسبيح قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات: سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لايموت،سبوح قدوس رب الملائكة والروح،لا إله إلا الله نستغفر الله،نسألك الجنة ونعوذ بك من النار.(أيضاً:)

چار رکعت تراویح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا نعرہ بلند کرنا

(۱۰۰)**سوال:** تراویح کی چار رکعت ادا کرنے کے بعد بعض حضرات تسبیح آہستہ پڑھ کر درود شریف کو بلند آواز سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بہت ہی بلند آواز سے کرتے ہیں، اس کی اصل کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مجیب الرحمٰن، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: اس کی حقیقت شریعت میں کچھ نہیں ہے، فقہاء نے لکھا ہے: کہ تراویح کے ترویحہ میں چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا خاموش رہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۲/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ترویحہ میں درود خواجہ عالم پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۰۱)**سوال:** ہمارے علاقے میں تراویح میں چار رکعت کے بعد درود بر خواجہ عالم کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر قاسمی، جالندھر

---

(۱) يجلس ندبا بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وصلاة فرادى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح": ج ۲، ص: ۴۹۶، ۴۹۷)

قوله: بين تسبيح: قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات: سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لايموت، سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح، لا إله إلا الله، نستغفر الله، نسألك الجنة ونعوذبك من النار، كما في منهج العباد. (أيضاً:)

الجواب وبالله التوفيق: یہ درست نہیں ہے، یہ درود شریف نہیں ہے؛ کوئی بھی درود شریف پڑھ لیا کریں یا ’’سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر‘‘ پڑھ لیا کریں یا ترویحہ کی مخصوص دعاء پڑھ لیا کریں۔

’’وهي عشرون ركعة ...... بعشر تسليمات ...... يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى، قوله يجلس ......ليس المراد حقيقة الجلوس بل المراد الانتظار لأنه يخير بين الجلوس ذاكرا أو ساكتاً وبين صلاته نافلة منفرداً‘‘(۱)

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ترویحہ میں سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۰۲) **سوال:** تراویح کے ترویحہ میں قل ھو اللہ احد پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: ترویحہ میں تین بار یا ایک بار قل ھو اللہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ البتہ اس کو لازم نہ سمجھا جائے ورنہ مکروہ ہو جائے گا۔ بلکہ دیگر دعائیں اور استغفار بھی پڑھتے رہنا چاہئے۔

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح‘‘: ج ۲، ص: ۴۹۵، ۴۹۶.

وقد قالوا: إنهم مخيرون في حالة الجلوس، إن شاؤوا سبحوا وإن شاؤا قرؤا القرآن وإن شاؤا صلوا أربع ركعات فرادى وإن شاؤا قعدوا ساكتين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل‘‘: ج ۲، ص: ۱۲۲)

قرآن کریم کی کسی بھی سورت کی تلاوت درست ہے اس کے علاوہ دعاء واستغفار کرنا اور ترویحہ کی مخصوص دعاء پڑھنا بھی درست ہے۔

’’ثم هم مخيرون في حالة الجلوس إن شاؤوا سبحوا وإن شاؤوا قرؤا وإن شاؤوا قعدوا ساكتين، وأهل مكة يطوفون أسبوعاً ويصلون ركعتين، وأهل المدينة يصلون أربع ركعات فرادى‘‘(۱)

’’ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ترویحہ میں دعاء کرنے کا کیا حکم ہے

(۱۰۳) **سوال:** ہر چوتھی تراویح کے بعد دعاء جائز ہے یا مسنون ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین الدین، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا یا درود شریف وغیرہ جائز اور مستحب ہے جو کچھ کرے وہ بہتر ہے کسی خاص عمل کی تخصیص ضروری نہیں؛ لیکن دعا ماثورہ جیسے ’’سبحان ذي الملك والملكوت الخ‘‘ پڑھنا زیادہ اچھا ہے اور اکابر کا معمول ہے۔

’’يجلس ندبا بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح‘‘: ج۱، ص: ۱۷۵.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح‘‘: ج۲، ص: ۴۹۷.

تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادىٰ قوله يجلس ندباً...... ليس المراد حقيقة الجلوس بل المراد الانتظار لأنه يخير بين الجلوس ذاكر أو ساكتًا بين صلاته نافلة منفرداً''(۱)

''ثم هم مخيرون في حالة الجلوس إن شاؤوا سبحوا وإن شاؤا قعدوا ساكتين، وأهل مكة يطوفون أسبوعاً ويصلون ركعتين، وأهل المدينة يصلون أربع ركعات فرادى''(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہر ترویحہ پر فضائل اعمال سے کوئی حدیث پڑھنا

(۱۰۴) **سوال:** تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد (ترویحہ میں) بجائے تسبیح کے فضائل اعمال سے ایک یا دو حدیث سنا دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ممتاز احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ بھی جائز ہے لیکن منقول دعا پڑھنا اولیٰ ومستحب ہے۔(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۸/۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح''، ج۲، ص: ۴۹۶، ۴۹۷.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح کے بعد کی دعاء

(۱۰۵)**سوال:** اگر کوئی شخص ہر چار رکعت تراویح کے بعد دعاء کرے تو کیا یہ دعاء کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ملاواں، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کرنا بھی جائز ہے، لیکن اس پر اصرار کرنا صحیح نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۹/۱۰/۱۴۳۵ھ)

الجواب صحیح:

فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، محمد احسان غفرلہ

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷۵.

(۳)(يجلس) ندبا (بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر) ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى، نعم تكره صلاة ركعتين بعد كل ركعتين.

(قوله بين تسبيح) قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات ''سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لا يموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لا إله إلا الله نستغفر الله، نسألك الجنة ونعوذ بك من النار'' كما في منهج العباد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر النوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۶، ۴۹۷)

ثم هم مخيرون في حالة الجلوس إن شاؤوا سبّحوا و إن شاؤوا قعدوا ساكتين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷۵)

(۱) سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحيّ الذي لايموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لا اله إلا الله نستغفر الله، نسألك الجنة ونعوذ بك من النّار.

يجلس ندباً (بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر) ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت) وصلاة فرادى، نعم تكره صلاة ركعتين بعد كل ركعتين.

قوله بين تسبيح، قال القهستاني: فيقال ثلاث مرات: سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لايموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لا إله إلا الله نستغفر الله، نسألك الجنة ونعوذ بك من النار، كما في منهج العباد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۴۹۶، ۴۹۷)

ہر ترویحہ پر دعاء مانگنا کیسا ہے؟

(۱۰۶)**سوال**: امام صاحب تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد دعا کرتے ہیں اور چند آدمی دعا نہیں مانگتے ہیں، تو کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: مطلوب الرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: ترویحہ میں اجازت ہے چاہے تسبیح پڑھے یا تلاوت کرے یا خاموش بیٹھا رہے یا نفل پڑھے لہٰذا امام اور مقتدیوں کا ہر ترویحہ میں اجتماعی دعا کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا بدعت ہے اور دعا نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ انفراداً دعا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۵/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

۞۞۞

---

(۱)(یجلس) ندباً (بین کل أربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر) ویخیرون بین تسبیح وقراءة وسکوت وصلاة فرادی، نعم تکره صلاة رکعتین بعد کل رکعتین. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراویح'': ج۲،ص:۴۹۶)

(قوله بین تسبیح) قال القهستاني: فیقال ثلاث مرات: سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبریاء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لا یموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح، لا إله إلا الله نستغفر الله، نسألك الجنة نعوذ بك من النار، كما في منهج العباد. (أیضاً:)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب قضاء الفوائت

فصل اول: قضا نمازوں کا بیان

فصل ثانی: قضا نمازوں کے فدیہ کا بیان

فصل اول

قضا نمازوں کا بیان

سنت وفرض کے درمیان قضاء نمازیں؟

(۱)**سوال**: فجر کی سنت وفرض کے درمیان قضا نمازوں کو پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی ظہر کی سنت اور فرض کے درمیان اور ایسے ہی نماز مغرب کی سنت اور فرض کے درمیان کوئی قضا نماز پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضا نمازیں فرض وسنت کے درمیان پڑھنا درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۱۰/۱۴۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سنت فجر شروع کرنے کے بعد درمیان میں چھوڑ دی اس کی کب قضاء کرے؟

(۲)**سوال**: ایک شخص نے سنت فجر شروع کردی پھر یہ سوچ کر توڑ دی کہ جماعت بالکل نہیں

---

(۱) وجميع أوقات العمر وقت القضاء إلا الثلاثة المنهية كما مر. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في تعريف الإعادة'': ج۲، ص: ۵۲۴، مکتبہ زکریا دیوبند)

ثم ليس للقضاء وقت معين؛ بل جميع أوقات العمر وقت له إلا ثلاثة: وقت طلوع الشمس، ووقت الزوال، ووقت الغروب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱، ص: ۱۸۰، مکتبہ فیصل دیوبند)

ثم ليس للقضاء وقت معين، بل جميع أوقات العمر وقت له إلا ثلاثة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت'': ج۲، ص: ۱۴۱، دارالکتاب دیوبند)

ملے گی توڑنے کے بعد وہ جماعت میں شامل ہوگیا تو جماعت کے بعد وہ ان کو فوراً پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نصیر احمد، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص نے چوں کہ سنت شروع کرنے کے بعد توڑی پس اس لیے وہ سنت اس پر واجب ہوگئی ہیں، لہٰذا فرض کے بعد فوراً اس کو ادا کر سکتا ہے اگر ادا نہ کر سکا تو بعد میں ادا کرے کیوں کہ توڑ دینے پر اس کی قضا لازم ہوگئی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنے والا کب صاحب ترتیب کہلائے گا؟

(۳) **سوال:** اگر کوئی شخص صاحب ترتیب ہے اور اس کی اتنی نمازیں فوت ہوگئیں کہ وہ اب صاحب ترتیب نہیں رہا تو اس کے صاحب ترتیب ہونے کی کیا صورت ہے؟

اور اگر کوئی شخص شروع سے ہی صاحب ترتیب نہیں ہے اور اس کی بہت زیادہ نمازیں فوت ہو رہی ہیں اور وہ اب صاحب ترتیب ہونا چاہتا ہے اس کے صاحب ترتیب ہونے کی کیا صورت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: وکیل احمد، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھ نمازوں کے فوت ہونے تک ترتیب باقی رہتی ہے اور جب فوت شدہ نمازیں اس سے زیادہ ہوجائیں تو ترتیب ختم ہوجاتی ہے پس اگر وہ شخص (جس کی

---

(۱) ولزم نفل أي لزم المضى فيه حتى إذا أفسده لزم قضائه. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: في صلاة الحاجة''، ج ۲، ص: ۴۷۴)

ومن دخل في صلاة النفل ثم أفسدها قضاها. (أحمد بن محمد، القدوري، ''كتاب الصلاة: باب الأوقات التي تكره فيها الصلاة باب النوافل''، ص: ۳۹، مكتبه بلال ديوبند)

ترتیب فوت ہوگئی) اپنی نمازوں کی قضاء شروع کردے اور قضاء کرتے کرتے صرف چھ نمازوں سے کم باقی رہ جائیں تو اس کی ترتیب لوٹ آئے گی وہ صاحب ترتیب مثل سابق شرعاً قرار پائے گا اور اس پر صاحب ترتیب ہونے کا حکم نافذ ہوگا۔

ایسے شخص کو اگر اپنی قضاء نمازیں یاد ہیں اور اس نے ان کو قضاء کرنا شروع کردیا اور قضاء کرتے کرتے چھ نمازوں سے کم باقی رہ گئیں، تو وہ بھی صاحب ترتیب ہوجائے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۴/۴/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قضاء نماز چھپ کر اداء کرنا بہتر ہے یا علی الاعلان؟

(۴) **سوال:** قضاء نمازیں چھپ کر اداء کرنا بہتر ہے یا علی الاعلان پڑھی جائیں شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزا عالم، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: مناسب یہ ہے کہ جو شخص نماز قضا کرے اس پر دوسروں کو مطلع نہ کرے یعنی پوشیدہ طور پر پڑھے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا معصیت اور گناہ ہے اور معصیت کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ شامی میں ہے کہ قضاء نماز کو علی الاعلان پڑھنا مکروہ تحریمی ہے تاہم اگر اعلان نہ کرے اور نہ کسی کو بتلائے اور ہر نماز کے وقت میں قضاء نماز پڑھ لے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۱۲/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لا يلزم الترتيب بين الفائتة والوقتية ولا بين الفوائت إذا كانت ستا. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في تعريف الإعادة": ج۲،ص:۵۲۶) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فائتہ نماز امام کے حجرہ میں اداء کرنا

(۵) **سوال:** ایک شخص عصر کی نماز کے وقت مسجد میں آیا اس نے دیکھا کہ نماز ہوگئی، اس نے امام صاحب کے حجرہ میں نماز اداء کر لی اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد لیاقت خاں، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جماعت چھوٹ گئی اور مذکورہ شخص نے مسجد کے حجرہ میں نماز پڑھ لی تو نماز درست وادا ہوگئی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۲/۶/۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وقيد بقضاء البعض لأنه لو قضى الكل عاد الترتيب عند الكل. (أيضاً: ص:۵۲۹)
ويسقط الترتيب عند كثرة الفوائت، وهو الصحيح، ...... وحد الكثرة أن تصير الفوائت ستاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱، ص:۱۸۲)

(۲) تقدم في باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد وعلله الشارح بما هنا من أن التاخير معصية فلا يظهرها. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۳۹)

أن رسول الله ﷺ أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا، فمال إلى منزله فجمع أهله فصلى بهم. (سلمان بن أحمد، الطبراني، المعجم الأوسط: ج۵، ص:۳۵، رقم:۴۶۰۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

قوله: وينبغي الخ، أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد وعلله الشارح بما هنا من أن التأخير معصية فلا يظهرها و ظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الإطلاع عليه سواء كان في المسجد أو غيره، قلت: والظاهر أن ينبغي هنا الوجوب وأن الكراهة تحريمية الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۳۹)

(۱) أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا الخ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب التيمم'': ج۱، ص:۴۸، رقم:۳۳۳)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فضلت على الأنبياء بستٍ أعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب وأحلت لي المغانم وجعلت لي الأرض طهوراً و مسجداً وأرسلت إلى الخلق كافة وختم بي النبيون. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد: ومواضع الصلاة'': ج۱، ص:۱۹۹، رقم:۵۲۳)

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں؟

(۶)**سوال**: صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں اس کی وضاحت فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت محمد وسیم، راجو پوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوں؛ بلکہ پانچ یا اس سے کم نمازیں قضا ہوں اور اگر قضا نمازیں زیادہ ہوں، پھر اس نے ان کو اداء کرلیا ہو تو وہ بھی صاحب ترتیب ہے اس پر لازم ہے، اگر اس کے ذمہ کوئی نماز قضا ہو تو اس کو وقتیہ نماز سے پہلے پڑھے۔

’’وصيرورتها ستا أي ويسقط الترتيب بصيرورة الفوائت ست صلوات‘‘(۱)

’’وقيد بقضاء البعض لأنه لو قضى الكل عاد الترتيب عند الكل‘‘(۲)

’’ويسقط الترتيب عند كثرة الفوائت، وهو الصحيح، وحد الكثرة أن تصير الفوائت ستاً‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۵/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جو نماز چھوٹ گئی کیا اس کی قضاء ہے؟

(۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱)ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت‘‘: ج۲، ص:۱۴۹.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة‘‘: ج۲، ص:۵۲۹.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت‘‘: ج۱، ص:۱۸۲.

قضاء عمری کی کیا اہمیت ہے؟ میں نے ایک صاحب سے سنا ہے کہ قضاء عمری کی کوئی اہمیت نہیں ہے جونماز چھوٹ گئی تو بس چھوٹ گئی اب اس کی کوئی قضا نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ساجد حسن، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصول یہ ہے کہ جونماز مکلّف انسان پر فرض ہواور وہ اس کو وقت میں ادا نہ کر سکے تو اس کی قضا اس پر لازم ہے خواہ وہ نماز جان بوجھ کر فوت ہو جائے یا غفلت اور نسیان کی وجہ سے فوت ہو جائے تو بغیر ادا کیے اس کا ذمہ بری نہیں ہوگا اور نہ ہی محض توبہ سے وہ نماز ذمہ سے ساقط ہوگی۔ جس مسلمان نے اپنی عمر کی ابتداء میں نمازیں اپنی غفلت یا لاپروائی کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں اور بعد میں اسے تنبہ ہوا تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ اپنی چھوٹی ہوئی نمازوں کا محتاط حساب لگا کر انہیں ادا کرے اسی کا نام قضائے عمری ہے۔ قضاء عمری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پوری زندگی قضاء کرتا رہے۔ یہ موقف صرف احناف کا نہیں؛ بلکہ ائمہ اربعہ کا متفقہ موقف ہے؛ اس لیے مذکورہ بیان درست نہیں ہے احادیث سے نماز کی قضاء کا ثبوت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"من نسي صلاة فليصلّ إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك"(۱)

اور مسلم شریف میں ہے:

"إذا رقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها فإن اللّٰه عز وجل يقول: أقم الصلاة لذكري"(۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

"فالأصل فيه أن كل صلاة فاتت عن الوقت بعد ثبوت وجوبها فيه فإنه يلزم قضاؤها سواء تركها عمدًا أو سهوًا أو بسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة"(۳)

امام مالک کی المدونۃ الکبری میں ہے:

---

(۱) أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب مواقيت الصلاة: باب من نسي صلاة فليصل": ج۱، ص: ۸۴، رقم: ۵۹۷.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها": ج۱، ص: ۲۴۱، رقم: ۱۵۸۹.

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت": ج۲، ص: ۱۴۱.

’’من نسي صلوات كثيرة أو ترك صلوات كثيرة فليصل على قدر طاقته و ليذهب إلى حوائجه، فإذا فرغ من حوائجه صلى أيضا ما بقى عليه حتى يأتي على جميع ما نسي أو ترك‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۸/۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قضاءنمازوں میں اختصار کرنا

(۸)**سوال**: قضا عمری کی نمازیں ادا کرنے میں اختصار سے کام لیا جاسکتا ہے یا نہیں مثلاً الحمد للہ شریف کی دو چار آیتیں پڑھنا رکوع میں صرف ایک بار تسبیح سجدے وقعدہ میں بھی ایسے ہی کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کی کتاب میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ جس کی تیس چالیس برس کی نمازیں قضا ہوں وہ اختصار سے کام لے کر نمازیں ادا کرسکتا ہے اگر ایسا ہے تو جواب دیں کہ ہم کیسے ادا کریں میری نمازیں زیادہ ہی قضا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مبین، سلطان پور

الجواب وباللہ التوفیق: نماز قضا عمری ہو یا ادا ہو نماز کے سنن و مستحبات میں اختصار ہوسکتا ہے مثلاً رکوع، سجدے کی تسبیح میں فرائض وواجبات میں اختصار جائز نہیں ہے کہ مثلاً سورۂ فاتحہ کی دو چار آیت پڑھے اور باقی چھوڑ دے یا ضم سورۃ چھوڑ دے ایسے اختصار سے نماز واجب الاعادہ ہوگی پس فرائض وواجبات میں اختصار درست نہیں ہوگا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۹/۱ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الإمام مالك، المدونة الكبري، ’’كتاب الصلاة: الثاني: ماجاء في قضاء الصلاة ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.......

ظہر کی سنت قبلیہ کی قضاء کیسے کریں؟

(۹)**سوال:** ظہر کی پہلی چار سنت چھوٹ گئی تو جماعت کے بعد پہلے دو پڑھے یا چار سنت پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: منشی خلیق احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں بہتر تو یہ ہے کہ فرض کے بعد پہلے دو سنت پڑھے اور اس کے بعد پہلے کی چھوٹی ہوئی چار سنت ادا کرے لیکن اس کے برعکس کرلیا تب بھی درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۶/۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......إذا نسیها‘‘: ج۱،ص:۱۲۶.

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن منهم الضعيف والسقيم والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه،’’كتاب الأذان: باب إذا صلى لنفسه‘‘: ج۱،ص:۹۷،رقم:۷۰۳)

الأفضل: أن يقرأ في كل ركعة الفاتحة والسورة الكاملة في المكتوبة فإن عجز له أن يقرأ السورة في الركعتين، كذا في الخلاصة، ولو قرأ بعض السورة في ركعة والبعض في ركعة، قيل: يكره، وقيل لايكره، وهو الصحيح، ولكن لاينبغي أن يفعل ولو فعل لا بأس به. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القرآن‘‘: ج۱،ص:۱۳۵،۳۶)

(۱) بخلاف سنة الظهر فإنه يتركها ويقتدي ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته قبل شفعه عند محمد وبه يفتى: وقال الشامي: وبه يفتى وعليه المتون، لكن رجح في الفتح: تقديم الركعتين، قال في الإمداد وفي فتاویٰ العتابی: إنه المختار، وفي مبسوط شيخ الإسلام: أنه الأصح لحديث عائشة رضي الله تعالیٰ عنها أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة، وكذا في جامع قاضي خان. (ابن عابدين، رد المحتار،’’كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة هل الإساءة دون الكراهة‘‘: ج۲،ص:۱۲،۱۳،۱۴؛ و الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي،’’كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة‘‘: ص:۴۵۳، مکتبہ شیخ الہند)

قضاءشدہ نمازوں کی ترتیب

(۱۰)**سوال:** سفر کی قضاءشدہ نمازیں حضر میں اور اس کے برعکس کس طرح قضا کی جائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہ نواز، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دورانِ سفر ظہر عصر عشاء فوت ہو جائیں تو گھر پر رہ کر قصر ہی پڑھی جائیں گی اور اس کے برعکس میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔(۱)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۸/۴/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فوت شدہ سنتوں کو ادا کرنے کا طریقہ

(۱۱)**سوال:** زید امام ہے اور حافظ وقاری بھی ہے اور وہ مسجد میں آئے جب کہ نماز کا وقت ہونے میں ڈھائی منٹ باقی ہے اور وہ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے جب کہ نماز سے قبل سنت مؤکدہ ترک ہو چکی امام کی نماز مکمل ہونے کے بعد لوگوں نے کہا کہ نماز سے قبل کی سنتیں جو رہ گئی ہیں ان کو ادا کر لیجئے لیکن امام نے جواب دیا کہ وہ سنتیں اب فوت ہو چکی ان کا وقت اب باقی نہیں وہ سنتیں ادا کی جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد محفوظ الرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر جماعت کے شروع کئے جانے کا وقت ہو گیا تھا تو

---

(۱)والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت وهو قدر ما يسع التحريمة فإن كان المكلف في آخره مسافراً وجب ركعتان و إلا فأربع لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ج۲،ص:۶۱۳)

وفائتة السفر وفائتة الحضر تقضى ركعتين أربعاً فيه لف ونشر مرتب لأن القضاء بحسب الأداء. (أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على المراقي ''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ص:۴۲۸)

جماعت کے شروع کرنے میں تاخیر نہ کرتے ہوئے جماعت شروع کر دینا صحیح تھا اپنی سنتیں ترک ہونے کی بنا پر نمازیوں کو انتظار کرانا غلط ہوتا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ سوال کون سی سنتوں سے متعلق ہے؟ سوال میں اس کی تصریح نہیں۔ اگر یہ واقعہ فجر کی سنتوں کا ہے تو وہ مؤکدہ ہیں ان کی تاکید بھی ثابت ہے اگر جماعت سے قبل وہ نہیں پڑھ سکے تھے تو طلوع آفتاب کے بعد امام کو وہ پڑھنی چاہئے تھیں [1] اس لیے امام صاحب کا جواب قطعاً نامناسب تھا اور اگر ظہر کے فرض سے قبل کی سنتوں سے متعلق سوال ہے تو وہ بھی مؤکدہ ہیں؛ اگر چہ فجر کی سنتوں سے درجہ میں کم ہیں؛ لیکن فرض کے بعد دو سنتیں پڑھ کر ان چار سنتوں کو پڑھنا چاہئے۔ [2] اس اعتبار سے بھی امام صاحب کا جواب صحیح نہیں اور اس جواب سے دوسرا اہم نقصان یہ ہے کہ مصلیوں کے ذہن سے سنتوں کی اہمیت ختم ہونے کا قوی اندیشہ ہے؛ امام صاحب کو اپنا ذہن، دماغ اور زبان قابو میں رکھنی چاہئے کہ غلط الفاظ کا نمازیوں پر غلط اثر ہوتا ہے اور اس کا گناہ امام ہی کو ہوتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۶/۱۱/۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

قضاءِ عمری با جماعت کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) **سوال**: قضاء عمری با جماعت پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد العزیز، میرٹھ

---

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها وإلا لا، ولا يقضيها إلا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لابعده في الأصح. أي لا يقضى سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعاً لقضائه لو قبل الزوال، وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع بكراهة النفل بعد الصبح، وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمد: أحب إلى أن يقضيها إلى الزوال كما في الدرر، قيل: هذا قريب من الاتفاق. (ابن عابدين، رد المحتار، ”باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش“: ج ۲، ص: ۵۱۰) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز ہے۔ اگر ایک سے زائد افراد کی ایک ہی وقت کی نماز قضاء ہو جائے اور وہ ایک ہی جگہ قضا نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کا باجماعت قضاء کرنا درست ہے، اگر جہری نماز کی قضاء باجماعت پڑھی جارہی ہے تو امام جہراً قرأت کرے اور سری نماز میں سرا قرأت کرے۔

غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت شدہ نمازوں کو باجماعت ادا کیا ہے؛ البتہ اپنی غفلت سے نماز قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے، اگر کبھی ایسا ہو جائے تو لوگوں سے چھپ کر جماعت کرے۔

’’ومتى قضى الفوائت إن قضاها بجماعة فإن كانت صلاة يجهر فيها، يجهر فيها الإمام بالقراءة، وإن قضاها وحده يتخير بين الجهر والمخافتة، والجهر أفضل كما في الوقت، ويخافت فيما يخافت فيه حتماً‘‘[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صاحب ترتیب خطبہ جمعہ سنے یا پہلے نماز فجر کی قضاء کرے؟

(۱۳) **سوال**: ایک شخص صاحب ترتیب ہے اس کی صبح کی نماز کسی وجہ سے قضاء ہوگئی اور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) بخلاف سنة الظهر فانه يتركها ويقتدي ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته أي الظهر قبل شفعه عند محمد وبه يفتى. (أيضاً: ص:۵۱۴)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت‘‘: ج۱، ص:۱۸۱.

روي أنه عليه السلام شغله المشركون عن أربع صلوات يوم حفر الخندق حتى ذهب من الليل ما شاء اللّٰه تعالىٰ فأمر بلالا فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت‘‘: ص:۴۴۱)

جمعہ کا خطبہ شروع ہوگیا تو وہ پہلے صبح کی قضاء نماز پڑھے یا خطبہ سنے اور نماز جمعہ کے بعد قضاء نماز پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیق الحق، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ صاحب ترتیب ہے تو پہلے اپنی فجر کی نماز قضا کرے اس کے بعد جتنا بھی ہوسکے خطبہ سنے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قضاء عمری ضروری ہے یا توبہ کافی ہے؟

(۱۴)**سوال**: میرے ذمہ بہت سی نمازوں اور روزوں کی قضاء لازم ہے کیا صرف توبہ واستغفار کافی ہے یا ان نمازوں وروزوں کی قضا کرنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید عقیل، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں غور کیا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کتنی نمازیں اور روزوں کی قضا کرنی لازم ہے صرف توبہ اس کے لئے کافی نہیں ہے،

---

(۱)الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق. حتى لايجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة. وكذا بين الفروض والوتر. هكذا في شرح الوقاية، ولو صلى الفجر وهو ذاكر أنه لم يوتر فهي فاسدة عند أبي حنيفة رحمه الله. ولو تذكر فائتة في تطوعه لم يفسد تطوعه. لأن الترتيب عرف واجبا في الفرض بخلاف القياس فلا يلحق به غيره. كذا في محيط السرخسي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر، في قضاء الفوائت“: ج۱،ص:۱۸۱)

وكذا الترتيب بين نفس الفوائت القليلة مستحق أي لازم لأنه فرض عملي يفوت الجواز بفوته والأصل في لزوم الترتيب، قوله عليه الصلاة والسلام: من نام عن صلاة أو نسيها فلم يذكرها إلا وهو يصلي مع الإمام فليصل التي هو فيها ثم ليقض التي تذكرها ثم ليعيد التي صلى مع الإمام. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة:باب قضاء الفوائت“:ص:۴۴۱)

نمازوں اور روزوں کی قضا کی جائے اور لا پرواہی کی وجہ سے جو تاخیر ہوئی ہے اس کے لیے توبہ و استغفار کریں۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱۱/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ عشاء پڑھ کر سویا، رات میں بالغ ہوگیا اس پر عشاء کی نماز لازم ہے یا نہیں؟

(۱۵) **سوال:** ایک بچہ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا پھر اس کو احتلام ہوگیا وہ رات میں بالغ ہوگیا تو اس پر عشاء کی نماز کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نوشاد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بچہ نے نابالغ ہونے کی صورت میں جو عشاء کی نماز پڑھی وہ نفل ہوئی اور رات میں عشاء کا وقت باقی تھا جب کہ وہ بالغ ہوگیا تو اس پر عشاء کی نماز فرض ہوگئی اگر اس وقت غسل کر کے عشاء کی فرض نماز نہ پڑھی تو اس پر عشاء کی نماز کی قضاء لازم ہوگئی۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۸/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) فالأصل فيه أن كل صلاة فاتت عن الوقت بعد ثبوت وجوبها فيه فإنه يلزم قضاؤها، سواء تركها عمداً أو سهواً، أو بسبب نوم، وسواء كانت الفوائت قليلة أو كثيرة. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت": ج۲، ص:۱۴۱)

كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره. قوله: (كثرت الفوائت إلخ) مثاله: لو فاته صلاة الخميس والجمعة والسبت فإذا قضاها لا بد من التعيين، لأن فجر) الخميس مثلاً غير فجر الجمعة، فإن أراد تسهيل الأمر، يقول: أول فجر مثلاً، فإنه إذا صلاه يصير ما يليه أولا، أو يقول: آخر فجر، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قضاء نماز پڑھنا ضروری ہے یا تہجد وغیرہ

(۱۶)**سوال:** میرے ذمہ کچھ قضاء نمازیں ہیں اور میں رات میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہوں پس رات میں تہجد نماز پڑھنا بہتر ہے یا قضاء نماز پڑھنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحق، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پہلے قضاء شدہ نمازیں پڑھے پھر اگر وقت بچ جائے تو تہجد ونوافل وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۸/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإن ما قبله يصير آخرا، ولا يضره عكس الترتيب؛ لسقوطه بكثرة الفوائت. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إذا أسلم المرتد هل تعود حسناته أم لا؟'': ج۲، ص:۵۳۸)

(۲) صبي صلى العشاء ثم نام واحتلم، وانتبه قبل طلوع الفجر، يقضي العشاء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱، ص:۱۸۱)

وفي الفتاوى الظهيرية: صبي بلغ قبل الزوال ونصراني أسلم ونويا الصوم قبل الزوال لايجوز صومها عن الفرض غير أن الصبي يكون صائما عن التطوع بخلاف الكافر؛ لفقد الأهلية في حقه. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الصوم: فصل في العوارض'': ج۲، ص:۵۰۶)

(۱) (ويجوز تأخير الفوائت) وإن وجبت على الفور لعذر السعي على العيال (وفي الحوائج على الأصح، أي ما يحتاجه لنفسه من جلب نفع ودفع ضره وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولیٰ وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلاة التى رويت فيها الأخبار اهـ ط: أي كتحية المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل'': ج۲، ص:۵۳۵، ۵۳۶)

والاشتغال بقضاء الفوائت أولیٰ وأهم من النوافل إلا السنة المعروفة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلاة التي وردت في الأخبار، فتلك بنية النفل وغيرها بنية القضاء كذا في المضمرات عن الظهيرية وفتاوى الحجة، ومراده بالسنة المعروفة المؤكدة وقوله: وغيرها بنية القضاء مراده به أن ينوى القضاء إذا أراد فعل غير ما ذكر فإنه الأولیٰ بل المتعين. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب فضاء الفوائت'': ص:۴۴۷)

جان بوجھ کر نماز قضاء کرنا

(۱۷)**سوال**: ایک شخص رات بھر جاگتا ہے، دوستوں کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اور اخیر شب میں سوجاتا ہے مستقل نماز فجر قضاء پڑھتا ہے، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شاہنواز، امام باڑہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: فجر کی نماز کے وقت جان بوجھ کر سونے والا شخص تارک نماز اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، انتہائی درجہ محروم القسمت ہے۔ وقت پر اٹھنے اور ادا نماز پڑھنے کی عادت بنانی واجب ہے۔

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾[1]

"عن جابر رضي اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة"[2]

"عن عبد اللّٰه بن عمرو عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه ذكر الصلاة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نوراً وبرهانا ونجاة يوم القيمة ومن لا يحافظ عليها لم يكن له برهان ولا نور ولا نجاة وكان يوم القيمة مع قارون وهامان وفرعون وأبي بن خلف"[3]

"عن نوفل بن معاوية أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال من فاتته الصلاة فكأنها وتر أهله وماله"[4]

---

(۱) سورة مريم: ۵۹.

(۲) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها:باب ما جاء فيمن ترك الصلاة": ج۱،ص:۷۵، رقم: ۱۰۷۸، دار الإشاعت، ديوبند.

(۳) صحيح ابن حبان، "باب ذكر الزجر عن ترك المرء المحافظ": ج۴،ص:۳۲۹، رقم:۱۴۶۷، دارالكتب العلميه، بيروت.

(۴) أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده: ج ۳۹،ص:۴۹، رقم:۲۳۶۴۲، دارالكتب العلميه، بيروت.

''قال النبي صلى الله عليه وسلم العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كذا''(۱)

﴿مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝﴾(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۸/۱۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کسی وجہ سے جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر فرض ہے

(۱۸) **سوال:** زید ایک ایسی بستی میں رہتا ہے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور وہ بالکل صحیح ہے اگر وہ کسی وجہ سے سو گیا اور نماز سے کچھ پہلے بیدار ہوا اس کے بعد غسل کیا اور قضاء حاجت سے فارغ ہوا تو نماز جمعہ ہو چکی تھی اس نے بھی یہی سمجھا کہ نماز ہو ہی گئی ہے، لہٰذا جمعہ کے لیے سعی نہیں کی تو ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سعید احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے شخص پر (جس کی نماز جمعہ کسی عذر کی وجہ سے فوت ہو جائے) نماز ظہر ادا کرنا فرض ہے اور سعی نہ کرنے کا گناہ ہوگا اور اگر غسل واجب نہیں ہوا تھا تو غسل میں وقت ضائع کرنا بھی جائز نہیں تھا۔(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱/۱۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أيضاً: '' ''، ج۳۸، ص:۲۰، رقم: ۲۲۹۳۷۔

(۲) سورة المدثر: ۴۲ تا ۴۴۔

(۳) وهي فرض عين كذا في التهذيب (ثم لوجوبها شرائط في المصلی)..........بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنتِ فجر کی قضا کا حکم

(۱۹)**سوال:** حضرات مفتیان کرام: سلام مسنون:

مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ زید فجر کی نماز پڑھنے جب مسجد آیا اس وقت امام صاحب قعدہ میں تھے زید سنتِ فجر پڑھے بغیر جماعت میں شریک ہوگیا تاکہ جماعت چھوٹ نہ جائے، پوچھنا یہ ہے اب سنت زید کب پڑھے گا؟ علماء سے سن رکھا ہے کہ سنت کی قضاء نہیں ہوتی تو کیا فجر کی سنت قضاء کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز طلوعِ آفتاب کے بعد اگر فجر کی نماز قضاء کی جائے اس صورت میں سنت بھی ادا کرنا چاہئے یا صرف فرض نماز کی ادائیگی ضروری ہے؟ شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابوالکلام، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد طلوعِ آفتاب سے قبل سنت کی قضاء نہ کرے، سورج کے طلوع ہونے کے بعد زید کے لیے سنت کی قضاء کرنا درست ہے، ایسے ہی اگر طلوعِ آفتاب کے بعد فجر کی نماز پڑھی جائے تو فرض نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھے، پھر اس کے بعد فرض نماز ادا کی جائے، جیسا کہ کتب حدیث وفقہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے:

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر...... (ومنها وقت الظهر) ...... (ومنها الجماعة) ...... الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السادس عشر: في صلاة الجمعة'': ج۱،ص:۲۰۵،۲۰۶)

وكره) تحريما (لمعذور ومسجون) ومسافر (أداء ظهر بجماعة في مصر) قبل الجمعة وبعدها لتقليل الجماعة وصورة) المعارضة وأفاد أن المساجد تغلق يوم الجمعة إلا الجامع وكذا أهل مصر فاتتهم الجمعة) فإنهم يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة، ويستحب للمريض تأخيرها) إلى فراغ الإمام وكره إن لم يؤخر هو الصحيح.

قوله: وكذا أهل مصر إلخ) الظاهر أن الكراهة هنا تنزيهية لعدم التقليل والمعارضة المذكورين، ويؤيده ما في القهستاني عن المضمرات: يصلون وحدانا استحبابا قوله: (بغير أذان ولا إقامة) قال في الولوالجية: ولا يصلي يوم الجمعة جماعة بمصر ولا يؤذن ولا يقيم في سجن وغيره لصلاة الظهر اهـ قال في النهر: وهذا أولىٰ مما في السراج معزيا إلى جمع التفاريق من أن الأذان والإقامة غير مكروهين. قوله: (ويستحب للمريض) عبارة القهستاني: المعذور وهي أعم. قوله: (وكره) ظاهر قوله: ''يستحب'' أن الكراهة تنزيهية، نهر، وعليه فما في شرح الدرر للشيخ إسماعيل عن المحيط من عدم الكراهة اتفاقا محمول على نفى التحريمية. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب: في شروط وجوب الجمعة'': ج۳،ص:۳۳)

’’عن أبي هريرة، قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن صلاتين: بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وبعد العصر حتى تغرب الشمس‘‘(۱)

’’عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس‘‘(۲)

’’وفي المضمرات: لو اقتدى فيه لأساء (وإذا خاف فوت) ركعتي (الفجر لاشتغاله بسنتها تركها) لكون الجماعة أكمل (وإلا) بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب. وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالى تبعا للبحر، لكن ضعفه في النهر (لا) يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة. (ولا يقضيها إلا بطريق التبعية لقضاء (فرضها قبل الزوال لا بعده في الأصح)؛ لورود الخبر بقضائها في الوقت المهمل‘‘(۳)

’’(قوله: ولا يقضيها إلا بطريق التبعية إلخ) أي لا يقضى سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعاً لقضائه لو قبل الزوال؛ وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع؛ لكراهة النفل بعد الصبح. وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما. وقال محمد: أحب إلى أن يقضيها إلى الزوال كما فى الدرر. قيل: هذا قريب من الاتفاق؛ لأن قوله: أحب إلى دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه. وقالا: لا يقضى، وإن قضى فلا بأس به، كذا في الخبازية. ومنهم من حقق الخلاف وقال: الخلاف فى أنه لو قضى كان نفلاً مبتدأً أو سنةً، كذا في العناية يعني نفلاً عندهما، سنةً عنده كما ذكره في الكافى إسماعيل‘‘(۴)

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب مواقيت الصلاة: باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس‘‘: ج۱، ص:۸۳، دارالاشاعت، دیوبند.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب الصلاة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، باب ما جاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس‘‘: ج۱، ص:۹۴، رقم:۴۲۳، دارالاشاعت، دیوبند.

(۳) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة، مطلب: في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان‘‘: ج۲، ص:۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲.

(۴) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’أيضاً‘‘: ج۲، ص:۵۱۲.

’’(ولا يقضيها إلا بطريق التبعية ل)قضاء (فرضها قبل الزوال لا بعده في الأصح)؛لورود الخبر بقضائها في الوقت المهمل‘‘(۱)

’’ولم تقض سنة الفجر إلا بفوتها مع الفرض إلى الزوال‘‘(۲)

مذکورہ عربی عبارتوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ:

اگر فجر کی صرف سنت رہ جائیں تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق طلوعِ آفتاب کے بعد زوال سے قبل سنت پڑھنا جائز ہے اور اگر فجر کی نماز قضاء ہوجائے تو پہلے دو رکعت سنت پھر فرض نماز پڑھی جائے۔

’’قال محمد: وتقضى منفردة بعد الشمس قبل الزوال فلا قضا لها قبل الشمس ولا بعد الزوال اتفاقًا‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۷/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کن اوقات میں قضاء نماز جائز نہیں ہے؟

(۲۰)**سوال**: حضرت مفتی صاحب: عرض ہے کہ میری زندگی میں کئی نمازیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں، میں چاہتی ہوں کہ اب ان نمازوں کی قضا کروں؛ اس لئے مسئلہ پوچھنا ہے کہ میں ان نمازوں کو کن اوقات میں قضاء کروں؟ اور میرے لیے کن اوقات میں قضاء کرنا جائز نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: محسنہ خاتون بیکا، دربھنگہ

---

(۱)الحصكفي، الد المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة‘‘: ج۲،ص:۵۱۲.

(۲)أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح’’كتاب الصلاة:باب إدراك الفريضة‘‘:ص:۴۵۳.

(۳)أيضاً:

الجواب وبالله التوفيق: واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے ایک طلوع شمس کے وقت یہاں تک کہ سورج اچھی طرح نکل جائے، دوسرے نصف النہار (زوال) اور تیسرا غروبِ آفتاب (سورج کے غروب) کے وقت، ان تینوں وقتوں کے علاوہ قضاء نمازوں کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے آپ ان کے علاوہ باقی تمام اوقات میں جس وقت چاہیں قضاء نماز پڑھ سکتی ہیں، شریعت مطہرہ آپ کو اس کی اجازت دیتی ہے، جیسا کہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع میں تحریر فرمایا ہے۔

”ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلا ثلاثة: وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب“(۱)

”إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة في ثلاث ساعات: عند طلوع الشمس حتى تطلع ونصف النهار وعند غروب الشمس“(۲)

مراقی الفلاح میں ہے:

”ثلاثة أوقات لا يصح فيها شيء من الفرائض والواجبات التي لزمت في الذمة قبل دخولها، عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع و عند استوائها إلى أن تزول وعند اصفرارها إلى أن تغرب“(۳)

”وجميع أوقات العمر وقت القضاء إلا الثلاثة المنهية“(۴)

”قوله: ”إلا الثلاثة المنهية“: وهي الطلوع والاستواء والغروب“(۵)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت“: ج۱، ص: ۱۸۰. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرائض کی قضاء کا حکم

(۲۱) سوال: حضرت مفتی صاحب:

ہم پر کئی نمازیں قضاء ہوگئی ہیں اور ذمہ میں ابھی تک باقی ہیں، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا ہم نوافل وسنن میں مشغول ہوں گے یا جو فرائض کی قضاء ہوگئی ہے اس کی قضاء کریں گے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران احمد، سکوتی، یوپی

الجواب و بالله التوفيق: ذکر کردہ سوال میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ پر کئی نمازیں قضاء ہیں اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کے لیے بغیر عذرِ شرعی نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے اس لیے اوّلاً آپ سچے دل سے اللہ کے حضور میں توبہ واستغفار کریں اور جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں اور آپ کے ذمہ میں ابھی تک باقی ہیں ان کی ادائیگی کریں، یاد رکھیں نوافل نہ پڑھنے پر آپ سے سوال نہیں کیا جائے گا، لیکن فرائض کے چھوڑنے پر سوال کیا جائے گا اور آپ عذاب کے مستحق بھی ہوں گے، لہٰذا نوافل میں مشغول ہونے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے کہ آپ پہلے چھوٹی ہوئی نماز کی قضاء کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کی قضاء کے سلسلے قولا اور فعلاً دونوں طرح کا عمل ثابت ہے، جیسا کہ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے:

''عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نسي صلاةً

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

(۲) سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط، '' ''، ج۵، ص:۵۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت.

(۳) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، ''كتاب الصلاة: فصل في الأوقات المكروهة''، ج۱، ص:۷۳.

(۴) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في تعريف الإعادة''، ج۲، ص:۵۲۴.

(۵) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''أيضاً''، ج۲، ص:۵۲۴.

فليصلها إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك"[۱]

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المختار میں لکھا ہے: فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی اگرچہ فوری طور پر واجب ہے، لیکن عیال کی پرورش اور حاجت کے کاموں میں سعی وکوشش کے عذر کی وجہ سے اصح قول کے مطابق تاخیر جائز ہے۔

"(ويجوز تأخير الفوائت) وإن وجبت على الفور (لعذر السعي على العيال وفي الحوائج على الأصح)"

مزید آگے لکھتے ہیں:

"أي مايحتاجه لنفسه من جلب نفع ودفع ضرر وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولى وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلاة التي رويت فيها الأخبار. ط أي كتحية المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۸/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کی سنتوں کی قضاء کا حکم

(۲۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر کسی وقت کی سنت نماز رہ جائے تو اس کی قضاء کرنا جائز ہے؟ مثلاً فجر کی سنت اور ظہر کی چار

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضاء ها": ج۱، ص:۲۴۱، رقم: ۶۸۴، دارالاشاعت، دیوبند.

(۲) الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل": ج۲، ص:۵۳۶.

سنت ادا نہیں کرسکا تاکہ فرض نماز نہ چھوٹ جائے تو کیا ان دونوں سنتوں کی قضاء کرنا صحیح ہے؟ کوئی حدیث سے اس کا ثبوت مل سکتا ہے؟ نیز پانچوں نمازوں میں سنت مؤکدہ کل کتنی رکعت ہیں اور ان سنتوں کی فضیلت کیا ہے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد راشد رحمانی، پالی، دربھنگہ

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں فرض رکعات سے پہلے والی سنت مؤکدہ اگر رہ جائیں تو ان کو بعد میں قضاء کرنا جائز ہے اور اس کی وضاحت احادیث میں بھی موجود ہے۔ فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو اس سلسلے میں امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو فجر کی دو رکعت کو ادا نہ کرسکے وہ طلوعِ آفتاب کے بعد ادا کرلے۔

''عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس''(۱)

ایسے ہی ظہر کی پہلی چار رکعتیں سنت مؤکدہ رہ جائیں تو ان کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب ظہر کی فرض سے قبل کی چار رکعت سنت مؤکدہ رہ جاتیں تو انہیں ظہر کی دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھنے کے بعد اس چار رکعت سنت مؤکدہ کو ادا فرماتے تھے۔

''عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذا فاتته الأربع قبل الظهر صلاها بعد الركعتين بعد الظهر''(۲)

نیز سنت مؤکدہ کل بارہ ہیں: چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد، دو رکعتیں

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: باب ماجاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس''؛ ج۱، ص: ۹۶، رقم: ۴۲۳.

(۲) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب من فاتته الأربع قبل الظهر''؛ ج۱، ص: ۸۰، رقم: ۱۱۵۸.

مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

مذکورہ عبارتوں میں جن سنتوں کے بارے میں تاکید آئی ہے احادیث مبارکہ میں ان کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ: جس نے بارہ سنتوں کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مکان بنائے گا، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من ثابر على ثنتي عشرة ركعة من السنة بنى الله له بيتا في الجنة أربعِ ركعات قبل الظهر وركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل الفجر"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۶/۸: ۱۴۴۲ھ)

قضا نمازوں کی تعجیل اور تاخیر کا حکم

(۲۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر کوئی نماز کسی شخص سے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائے یا رہ جائے تو اس صورت میں نماز کی قضاء فوراً کی جائے یا تاخیر سے؟ قضاء نماز کے سلسلے میں ائمہ اربعہ کی رائے بھی لکھ دیں تو نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید علی، گڈا

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت مطہرہ میں بغیر کسی عذر شرعی کے کسی بھی مسلمان کے لیے نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے اس لیے پہلے وہ شخص جس نے نماز چھوڑی ہے وہ توبہ واستغفار

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصلاة: باب ما جاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة من السنة وماله فيه من الفضل": ج ۱، ص: ۹۴، رقم: ۴۱۴.

کرے اس بات پر ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی فوراً قضا کرے چاہے وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے کیوں نہ فوت ہوئی ہو لیکن امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تاخیر کسی شرعی عذر کی بنا پر نہیں ہے تو قضا واجب ہے اور اگر شرعی عذر کی بنا پر ہوئی ہو تو تاخیر سے واجب ہوتا ہے اور تاخیر القضا کسی عذر کی بنا پر ہی جائز ہے، اس سلسلے میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ فوت شدہ نمازوں کو فوراً قضا کیا جائے۔

”(عن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك)“ متفق عليه، ولمسلم: (إذا رقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها، فإن الله عز وجل يقول: ﴿أَقِمِ الصَّلاةَ لِذِكْرِي﴾ (سوره طٰه:۱۴) [1]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا بھی مسلک یہی ہے۔ جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے:

”ووقت القضاء إذا ذكر، وهو قوله صلى الله عليه وسلم: من نسي صلاة أو نام عنها فليصلها إذا ذكرها“ [2]

لیکن علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام باتوں کا جواب دیتے ہیں کہ ”**فليصلها إذا ذكرها**“ سے یہ لازم نہیں آتا کہ یاد آنے کے وقت فوراً ہی پڑھ لے کیوں کہ اگر اس کو یاد آجائے اور ایک مدت تک یاد بھی رہے اور وہ اس مدت میں کبھی بھی ادا کرتا ہے تو یہ بھی تو حالت یادداشت ہی میں ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ”**إذا**“ شرط کے لیے ہے یعنی اگر یاد آجائے تو پڑھے اور نہ یاد آئے تو قضا لازم نہیں آتی، جیسا کہ عمدۃ القاری شرح البخاری میں ہے:

”من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها“ [3]

---

(۱) محمد بن علي الشوكاني، نيل الأوطار، ”كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت“: ج ۲، ص: ۲۸، رقم: ۴۷۸، دار الكتب العلميه، بيروت.

(۲) الشاه ولي الله، الدهلويؒ، حجة الله البالغة: ج ۱، ص: ۴۰۲، دار الكتاب، ديوبند.

(۳) العيني، عمدة القاري شرح البخاري، ”باب الصيد الطيب وضوء المسلم يكفيه“: ج ۴، ص: ۱۳۱، زكريا بكڈپو، ديوبند.

الحاصل: فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی اگرچہ فوری طور پر واجب ہے؛ لیکن عیال کی پرورش اور حاجت کے کاموں میں سعی اور کوشش کے عذر کی وجہ سے اصح قول کے مطابق تاخیر بھی جائز ہے جیسا کہ الدر المختار میں لکھا ہے:

''أي ما يحتاجه لنفسه من جلب نفع ودفع ضرر وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولٰی وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة وصلاة الضحی وصلاة التسبيح والصلاة التي رويت فيها الأخبار، أي كتحية المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب''[1]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۸/۶/۱۴۴۲ھ)

قضا اور وقتیہ نماز میں پہلے کون سی نماز پڑھے؟

(۲۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

کہ زید کی نماز عصر قضاء ہوگئی ہے اور مغرب کی نماز باجماعت ہو رہی ہے تو کیا زید پہلے عصر کی قضاء پڑھے یا مغرب کی جماعت میں شامل ہو جائے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: ارشاد، احمد اللہ آباد

الجواب و بالله التوفيق: مذکورہ صورت میں اگر صاحب ترتیب (جس کے ذمہ میں صرف چھ سے کم نمازوں کی قضاء لازم ہو) نہیں ہے تو اس کو چاہئے کہ مغرب کی جماعت میں

(۱) الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت''، ج۲، ص: ۵۳۶.

شامل ہوکر پہلے مغرب کی نماز باجماعت ادا کرے پھر عصر کی نماز قضاء کرے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۱۱/۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سفر میں نماز قضا کرنے سے گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

(۲۵) **سوال**: آج کل ریل گاڑی میں نماز پڑھنے کی بہت دقت ہے تو قصداً نماز ترک کر کے بعد میں قضا پڑھنے سے زید گنہگار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسرارالحق، مظفرنگر

---

(۱) الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق، كذا في الكافي حتى لا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة، كذا في محيط السرخسي. وكذا بين الفروض والوتر، هكذا في شرح الوقاية ...... وإن كانت المتروكة أكثر من واحدة والوقت يسع فيه بعضها مع الوقتية لاتجوز الوقتية مالم يقض ذلك البعض حتى لو تذكر في وقت الفجر أنه لم يصل العشاء والوتر وبقي من الوقت مالايسع فيه إلا خمس ركعات على قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ يقضي الوتر ثم يصلي الفجر ثم يقضي العشاء بعد طلوع الشمس. وكذا لو تذكر في وقت العصر أنه لم يصل الفجر والظهر ولم يبق من الوقت إلا مايسع فيه ثماني ركعات فإنه يقضي الظهر ثم يصلي العصر وإن كان لا يسع فيه إلا ست ركعات فإنه يصلي الفجر ثم العصر ثم الفائتة، هكذا في فتاوىٰ قاضي خان.

والعبرة في العصر لآخر الوقت عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ كذا في التبيين وذكر شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ في المبسوط إن أمكنه أداء الظهر والعصر قبل تغير الشمس فعليه مراعاة الترتيب وإن كان لايمكنه أداء الصلاتين قبل غروب الشمس فعليه أداء العصر وإن كان يمكنه أداء الظهر قبل تغير الشمس وتقع العصر كلها أو بعضها بعد تغير الشمس فعليه مراعاة الترتيب إلا على قول حسن بن زياد فإن عنده ما بعد تغير الشمس ليس بوقت العصر، كذا في النهاية. ولو كان بقي من الوقت المستحب قدر ما لايسع فيه الظهر سقط الترتيب بالإجماع، كذا في التبيين. ولو افتتح العصر في أول الوقت وهو لا يعلم أن عليه الظهر وأطالها حتى دخل وقت الكراهة ثم تذكر أن عليه الظهر فله أن يمضي على صلاته، كذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت“: ج۱ص:۱۸۱تا۱۸۳)

الجواب و بالله التوفيق: اگر واقعی طور پر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے نماز ادا کرنے کا موقع نہ مل سکے اور نماز قضاء ہوجائے اور بعد میں موقع ملنے پر بلا تاخیر اس کو قضاء کرے تو ایسی صورت میں زید گناہگار نہ ہوگا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۱/۸/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عصر کے بعد ظہر کی قضا کرنا

(۲۶)**سوال:** زید کی نمازِ ظہر قضاء ہوگئی اب بعد عصر اس کی قضاء ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ نفل یا سنت پڑھنے کی اجازت نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مصلیان مسجد تکیہ والی کھتولی

الجواب و بالله التوفيق: بعد نماز عصر کامل وقت میں اصفرار شمس سے پہلے قضاء نماز پڑھ سکتا ہے۔

’’ولا باس بأن يصلي في هذين الوقتين الفوائت............لأن الكراهة كانت لحق الفرض ليصير الوقت كالمشغول به لا لمعنى في الوقت فلم تظهر في حق الفرض‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۵/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وكذا لو اجتمعوا في مكان ضيق ليس فيه إلا موضع يسع أن يصلي قائماً فقط يصبر ويصلي قائماً بعد الوقت كعاجز عن القيام والوضوء في الوقت ويغلب على ظنه القدرة بعده. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الطهارة: باب التيمم‘‘: ج۱، ص: ۳۹۶)

وفي الخلاصة: وفتاویٰ قاضي خان وغيرهما: الأسير في يد العدو إذا منعه الكافر...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عصر وفجر کے بعد قضاعمری پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟

(۲۷)**سوال**: نماز عصر ادا کرنے کے بعد فوراً اسی وقت قضاءعمری کی نیت سے عصر کی نماز پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟ اوراسی طرح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد فوراً فجر کی قضاءعمری پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ایس سعودی، لکھنؤ

الجواب و بالله التوفیق: قضاءعمری کی نیت سے عصر وفجر کی نمازیں دونوں مذکورہ وقتوں میں پڑھنا جائز اور درست ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱۰/۲۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج......فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالىٰ لا تجب الإعادة وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة:باب التيمم“:ج۱،ص:۲۴۸)

(۲)المرغيناني،هداية،”كتاب الصلاة:باب المواقيت“:ج۱،ص:۸۶،دارالکتاب دیوبند.

(لا) يكره (قضاء فائتة......بعد طلوع فجر سوى سنة......(وقبل) صلاة (مغرب)......قوله: الكراهة تاخيره) ......تنبيه: يجوز قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة في هذا الوقت بلا كراهة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: مطلب: يشترك العلم بدخول الوقت“:ج۲،ص:۳۷،۳۸)

(۱)تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناها لا الفرائض. هكذا في النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة. كذا في فتاوىٰ قاضي خان.

منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر. كذا في النهاية والكفاية يكره فيه التطوع بأكثر من سنة الفجر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث: في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها“:ج۱،ص:۱۰۹)

الثاني مابين الفجر والشمس وما بين صلوة العصر إلى الا صفرار ينعقد فيه جميع الصلوات التي ذكرناها من غير كراهة إلا النفل والواجب وغيره.

ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة، إذا طلعت الشمس حتى ترتفع، وعند الانتصاف إلى أن تزول،وعند احمرارها إلى أن تغيب. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الفصل الثالث: في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها“:ج۱،ص:۱۰۸)

کیا حج کرنے سے قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں؟

(۲۸)**سوال:** کیا حج کرنے سے قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایس سعودی، لکھنؤ

الجواب و بالله التوفیق: حج ادا کرنے سے قضاء نمازیں معاف نہیں ہوں گی۔ قضاء نمازوں کا پڑھنا فرض اور ضروری ہے کہ دونوں فرض علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱۰/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فائتہ نمازوں کی قضا میں ترتیب کا حکم

(۲۹)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

فوت شدہ نمازوں میں ترتیب کا حکم کیا ہے؟ کیا فوت شدہ نمازیں ترتیب وار قضا کرنی ضروری ہیں اور اگر ضروری ہیں تو کن صورتوں میں یہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے؟ اس سلسلے میں دیگر ائمہ کی آراء سے بھی مطلع فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: ریحان الاسلام، بنگال

الجواب و بالله التوفیق: فائتہ نمازوں میں ترتیب واجب ہے یا مستحب اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ یہ تینوں حضرات ترتیب کو ضروری قرار

---

(۱) ولا قائل بسقوط الدين ولو حقاً لله تعالىٰ كدين صلاة وزكاة؛ نعم إثم المطل وتأخير الصلاة ونحوها يسقط وفي الشاميه: وقد يقال بسقوط نفس الحق إذا مات قبل المقدرة على أدائه سواء كان حق الله تعالىٰ أو حق عباده وليس في تركته مايفي به الخ...... والحاصل كما في البحر أن المسئلة ظنية فلا يقطع بتكفير الحج للكبائر من حقوقه تعالىٰ فضلاً عن حقوق العباد. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الحج: باب الهدي، مطلب: في تكفير الحج الكبائر'': ج۴، ص:۴۸ تا ۵۰)

دیتے ہیں خلاف ترتیب ناجائز ہے۔امام شافعیؒ ترتیب کو مستحب قرار دیتے ہیں۔صاحب ہدایہ نے لکھا ہے:

”إن الترتيب بين الفوائت و فرض الوقت مستحق عندنا و مستحب عند الشافعي“(۱)

ہمارے نزدیک ترتیب کے ساقط ہونے کی تین صورتیں ہے ایک تو فوائت کی کثرت ہو، اگر فائتہ نمازیں کثیر ہوں تو ترتیب کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔کثرت کی مقدار چھ نمازیں ہیں یعنی چھ نمازیں اس طرح فوت ہو جائیں کہ چھٹی نماز کا وقت نکل چکا ہو تو وہ کثرت کی حد میں آجاتا ہے پھر ترتیب واجب نہیں۔دوسرا سبب سہو یعنی فائتہ نماز بھول گئے اور وقتیہ نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا تو اب نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ سہو کی وجہ سے بھی فائتہ کی ترتیب کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

تیسرا سبب ضیق وقت ہے: ادا نماز کا اتنا تنگ وقت رہ گیا کہ اگر فائتہ نماز پڑھیں تو وقتیہ نماز فوت ہو جائے گی تو ایسی صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی۔تو ہمارے یہاں ترتیب کے ساقط ہونے کے تین اسباب ہے۔

کثرت فوائت،نسیان اور ضیق وقت۔

”لأن الترتيب يسقط بضيق الوقت، و كذا بالنسيان و كثرة الفوائت“(۲)

امام مالکؒ کے نزدیک ضیق وقت کی وجہ سے بھی ترتیب ساقط نہیں ہوتی ہے، امام احمد کے نزدیک کثرت فوائت کی وجہ سے بھی ترتیب کا وجوب ساقط نہیں ہوتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا خندق کے موقع پر ترتیب سے کیا ہے اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب کے ساتھ کیوں کرتے۔

”لأن النبي صلى الله عليه وسلم شغل عن أربع صلوات يوم الخندق فقضاهن مرتبا ثم قال صلوا كما رأيتموني أصلي“(۳)

---

(۱)المرغيناني،هداية، ”كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت“:ج۱ص:۱۵۴.

(۲)أيضاً: .

(۳)أيضاً:ج۱ص:۱۵۵.

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ترتیب کے ساتھ آپ نے نماز قضا کی ہے لیکن یہ وجوب کی دلیل نہیں ہے یہ استحباب کی دلیل ہے؛ اس لیے کہ فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا ہے جب تک کہ امر کا صیغہ نہ ہو محض فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مضبوط دلیل ہے۔ احناف میں سے علامہ ابن ہمام، صاحب بحر، مولانا عبدالحئی لکھنویؒ وغیرہ حضرات نے امام صاحب کا مسلک چھوڑ کر امام شافعیؒ صاحب کا ساتھ دیا ہے کہ صرف فعل کی وجہ سے وجوب ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ استحباب ثابت ہوسکتا ہے۔ تاہم حنفی کے لئے ضروری ہے کہ احناف کے مسلک پر ہی عمل کرے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

صاحب ترتیب قضاء نماز سے قبل امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳۰) **سوال**: اگر کوئی آدمی صاحب ترتیب ہے اور اس کی نماز کوئی قضاء ہوگئی اور مسجد میں کسی نے ان کو امام بنالیا تو ان کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد حنیف، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: ایسا شخص امامت نہ کرے اور اگر امامت کرنے کی ضرورت ہے، تو پہلے قضاء شدہ نماز ادا کرے پھر وقتی نماز کی امامت کرے اگر وہ وقت ہونے کے باوجود قضاء نماز نہ پڑھے اور امامت وقتی نماز کی کرے گا، تو اس کی امامت میں نماز جائز نہیں ہوگی جس کا اعادہ واجب ہوگا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۳/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الترتيب الوقتية وبين الفوائت مستحق، حتى لايجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عشا کی نماز لوٹانے پر وتر کی قضا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر کوئی آدمی عشاء کی مکمل نماز ادا کرے پھر اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کی صرف عشاء کی نماز نہیں ہوئی اگر یہ شخص اس عشاء کی نماز کو صبح صادق سے پہلے پہلے ادا کرتا ہے تو کیا اس شخص کے لیے وتر کا لوٹانا بھی ضروری ہے یا نہیں اور اگر اگلے دن پڑھے تو کس طرح پڑھے مسئلہ کی مکمل تحقیق مع وضاحت ومع دلائل ومع اختلاف عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رشدان، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وتر کی نماز امام صاحب کے نزدیک واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے، سنت فرض کے تابع ہوتی ہے، اگر فرض نماز نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرنا ہوتا ہے، واجب فرض کے تابع نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے اگر فرض کا اعادہ کرنا ہو تو واجب کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس اصول کی روشنی میں اگر کسی کی عشاء کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے اور وتر کی نماز صحیح ہو تو صاحبین کے مذہب کے مطابق صبح صادق سے پہلے اگر عشاء کا اعادہ کرے تو وتر کا بھی اعادہ کرنا ہوگا اور اگر صبح صادق کے بعد عشاء کی قضاء کرے تو سنت کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ لیکن امام صاحب کے مذہب کے مطابق کسی صورت میں وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور متاخرین نے امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیا ہے؟ اس لیے اگر کسی نے عشاء کی نماز بلا وضو کے یا ناپاکی کی حالت میں پڑھی پھر اس نے پاکی کی حالت میں وتر کی نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نہیں ہوئی ہے تو صرف عشاء کی نماز لوٹانی ہوگی وتر لوٹانے کی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وكذا بين الفروض والوتر...... لأن الترتيب عرف واجباً في الفرض، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر، في قضاء الفوائت"،:ج۱،ص:۱۸۱)

الترتيب بين الفائتة القليلة وهي مادون ست صلوات وبين الوقتية المتسع وقتها مع تذكر الفائتة لازم. (أحمد بن إسماعيل الططاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت"،:ص:۴۴۱)

ضرورت نہیں ہے۔

”وعند أبي حنيفة وقته وقت العشاء؛ لأن الوتر عنده فرض عملا، والوقت إذا جمع بين صلاتين واجبتين كان وقتا لهما جميعا كالفائتة والوقتية. فإن قيل: لو كان وقت الوتر وقت العشاء لجاز تقديمه على العشاء. أجاب بقوله (إلا أنه لا يقدم عليه عند التذكر) يعني إذا لم يكن ناسيا (للترتيب) وعلى هذا إذا أوتر قبل العشاء متعمدا أعاد الوتر بلا خلاف، وإن أوتر ناسيا للعشاء ثم تذكر لا يعيده عنده؛ لأن النسيان يسقط الترتيب ويعيده عندهما؛ لأنه سنة العشاء كركعتي العشاء، فلو قدم الركعتين على العشاء لم يجز عامدا كان أو ناسيا فكذلك الوتر“[۱]

”إن أوتر في وقت العشاء قبل أن يصلي العشاء وهو ذاكر لذالك لويجزه بالاتفاق وفي الكافي:ولو صلى العشاء بلا وضوء ثم توضأ وصلى السنة والوتر ثم علم أنه صلى العشاء بلا وضوء يعيد العشاء عنده والسنة ولا يعيد الوتر وعندهما يعيد الوتر أيضاً“[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۳/۲ھ)

قضاءعمری کا آسان طریقہ کیا ہے؟

(۳۲)**سوال**: قضاءعمری کے ادا کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، گنگوہ

---

(۱)محمد بن محمد، العناية شرح الهداية،”كتاب الصلاة:باب المواقيت“: ج۱،ص:۲۲۴.

(۲)ابن العلاء، الفتاویٰ التاتار خانية،”كتاب الصلاة:الفصل العشرون،قضاء الفوائت“: ج۲،ص:۴۵۰.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جتنی نمازیں قضاء ہوں سب کی ادائے گی ضروری ہے۔ اگر صاحب ترتیب نہیں ہے، تو نمازوں کا اندازہ کر کے ان کو جس طرح چاہے ادا کرے خواہ وقتی نماز سے پہلے پڑھے یا بعد میں ہر ایک وقت میں بہت سی نمازیں ادا کرے جیسا بھی آسان ہو، مگر اس میں وتر کی بھی قضاء کرنی ہوگی۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۹/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز فجر کے بعد وتر کی قضاء کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳۳) **سوال:** اگر کسی نے وتر کی نماز نہیں پڑھی، تو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے اس کی قضاء کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد شفقت، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر کی فرض پڑھنے کے بعد سورج نکلنے سے قبل وتر کی قضاء درست ہے۔ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۹/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فالأصل فيه أن كل صلاة فاتت عن الوقت بعد ثبوت وجوبها فيه فإنه يلزم قضاء ها سواء تركها عمداً وسهواً أو بسبب نوم وسواء كانت الفوائت قليلة أو كثيرة. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ”كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت“: ج۲،ص:۱۴۰،۱۴۱)

إذ ارقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها فإن الله عز وجل يقول أقم الصلاة لذكري. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب المساجد: باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها“: ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۴)

(۲) ولا يكره قضاء فائتة ولو وتراً.......... وعن هذا قال في القنية: الوتر يقضي ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نو بجے فجر اداء پڑھے یا قضاء؟

(۴۴)**سوال:** ایک شخص ستائیس سال سے بیماری میں مبتلا ہے رات کو سوتے وقت ایسی دوائی کھا کر سوتا ہے کہ صبح ۹ ربجے تک آنکھ نہیں کھلتی، تو اب اس شخص کو ادا نماز پڑھنی چاہئے یا قضاء؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید، کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، نماز کو اس کے وقت کے گزرنے کے بعد پڑھنے کی عادت ڈال لینا خلاف شریعت اور باعث گناہ ہے جس کی وجہ سے آدمی فاسق بن سکتا ہے؛ پس ایسا جان بوجھ کر نہ کرنا چاہئے ورنہ تو دنیاوی وبال اور آخرت کے عذاب کا مستحق ہوگا،(۱) اگر واقعی طور پر ایسا ہے تو اس کو نماز فجر (وقت گزرنے کے بعد) قضاء پڑھنی چاہئے؛ پس اگر یہ قضاء فرض کی استواء شمس سے پہلے ہے، تو سنت فجر کی قضاء بھی کی جائے گی اور اگر استواء الشمس کے بعد قضاء کرتا ہے، تو سنت فجر کی قضاء نہیں ہوگی۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۱۱/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......بعد الفجر بالإجماع بخلاف سائر السنن. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت'': ج۲،ص:۲۹)

ومنع..........عن التنفل بعد صلاة الفجر والعصر لا عن قضاء فائتة. (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب الصلاة:الأوقات المنهي من الصلاة فيها'': ج۱،ص:۱۱۰)

(۱)ومنها أن تاخير الصلاة عن وقتها من الكبائر فلا يباح بعذر السفر والمطر كسائر الكبائر والدليل على أنه من الكبائر وعن عمر رضي الله عنه أنه قال: الجمع بين الصلاتين من الكبائر. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''كتاب الصلاة:فصل شرائط أركان الصلاة الجمع بين الصلاتين'': ج۱،ص:۳۲۷)

(۲)أي لا يقضى سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعا لقضاءه لو قبل الزوال، وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع للكراهة النفل بعد الصبح. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب إدراك الفريضة'': ج۲،ص:۵۱۲)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قضاءعمری کی تمام رکعات کس طرح ادا کریں؟

(۳۵)**سوال:** قضاءعمری میں نماز کی تمام رکعات بھری پڑھیں یا دو خالی اور دو بھری؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سمیع اللہ، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چار رکعت جس طرح ادا نماز پڑھتے ہیں، مثلاً: دو بھری اور دو خالی پڑھنی چاہئیں اور عشاء کے ساتھ وتر نماز کی قضا بھی لازم ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۲۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کی سنت وفرض سے قبل قضاء نماز پڑھنا

(۳۶)**سوال:** ہماری مسجد کے بعض مصلی فجر کے فرض اور سنت سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں، جب ہم اعتراض کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنی قضاء نماز پڑھی ہے، تو کیا اس وقت قضاء نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی مستقیم، ہماچل پردیش

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وفي المحيط لا تقضى السنة بعد الزوال وإن تذكر مع الفرض من غير ذكر خلاف ''وفي جامع بدر الدين الورسكي'' لا يقضي بعد الزوال لأن السنة جاءت بالقضاء في وقت مجمل فلا يقاس عليه آخر. (العيني، البناية شرح الهداية،''كتاب الصلاة:باب إدراك الفريضة،حكم من انتهى إلى الإمام في صلاة الفجر'':ج۲،ص:۵۷۴)

(۱)عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها فإن الله يقول ﴿أقم الصلاة لذكرى﴾ (سوره طٰه: ۱۴) (أخرجه مسلم، في صحيحه،''كتاب المساجد:باب قضاء الصلاة الفائتة'':ج۱،ص:۲۴۱)

عن النبي عليه السلام:أنه قال:إذا رقد أحدكم عن الصلاة أو غفل عنها فليصلها إذا ذكرها. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد:باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب قضائها'':ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذہب حنفی میں صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک فرض وسنت کے علاوہ تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضو وغیرہ نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے،[۱] البتہ قضاء نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن وہ بھی عوام کے سامنے نہ پڑھیں کہ اس سے اپنی غلطی پر لوگوں کو متنبہ کرنا ہوگا؛ اس لیے کہیں الگ جگہ پر پڑھ لیا کریں۔

"وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديراً الخ"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۱/۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نمازِ عید سے قبل قضاء عمری پڑھنا

(۳۷) **سوال**: عید کے دن کی نماز پڑھنے سے پہلے عمری قضاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالواحد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز ہے؛ مگر بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد قضاء کرے۔

"إذا قضى صلاة الفجر قبل صلاة العيد لا بأس به ولو لم يصل صلاة الفجر لا يمنع جواز صلاة العيد وكذا يجوز قضاء الفوائت القديمة قبلها؛ لكن لو قضاها بعدها فهو أحب وأولىٰ، هكذا في التتار خانية ناقلا عن الحجة"[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) قوله (وبعد طلوع الفجر بأكثر من سنة الفجر) أي ومنع عن التنفل...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

طلوع شمس کے بعد فجر کی سنتوں کی قضاء کرے یا نہیں؟

(۳۸) **سوال:** زید سو گیا اور اس کی نیند نہیں کھلی کہ فجر کی نماز کا وقت ختم ہو گیا اور وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضاء کر رہا ہے تو سنت پڑھے گا یا نہیں؟ اگر سنت بھی قضاء کرتا تو سنت کی قضا تو ہوتی نہیں پھر سنت کو پڑھا ہے تو وہ نفل ہوگی یا فجر کی سنت ہی ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محفوظ الرحمٰن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زوال سے پہلے پہلے ادائیگی میں فجر کی فرض کے ساتھ سنت بھی ادا کی جائے گی در مختار میں ہے کہ اس سنت کی قضاء بھی سنت ہے۔

”ولم تقض سنة الفجر إلا بفوتها مع الفرض إلى الزوال“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۱۲/۲/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر بأكثر من سنته. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ”كتاب الصلاة“: ج۱، ص: ۴۳۸)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت“: ج۲، ص: ۳۷.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب السابع عشر: في صلاة العيدين“: ج۱، ص: ۲۱۱.

وفي الحجة: وإذا قضى صلاة الفجر قبل صلاة العبد لا بأس به، ولو لم يصل صلاة الفجر لا يمنع جواز صلاة العيد، وإن لم يكن عليه فجر ذلك اليوم، ولك أراد أن يقضي الفوائت القديمة يجوز، لكن لو قضى بعدها أحب وأولى لئلا يقع الناس في التقليد ولا يتبعه غيره في النوافل. (ابن العلاء، الفتاوىٰ التاتار خانية، ”كتاب الصلاة: الفصل السادس والعشرون: في صلاة العيدين، نوع آخر من هذا الفصل في المتفرقات“: ج۲، ص: ۶۲۵)

(۱) أحمد بن إسماعيل، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة“: ج۳۵۳.

قوله: (تركها أصلا) أي لا يقضيها قبل الطلوع ولا بعده؛ لأنها لا تقضى إلا مع الفرض إذا فات وقضى قبل زوال يومها. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: مطلب: في تكرار الجماعة والاقتداء بالمخالف“: ج۲، ص: ۴۰)

قضانمازوں میں درود ابراہیمی اور دعائے ماثورہ کی جگہ دوسری دعاء پڑھنا

(۳۹) **سوال:** نوافل اور قضاء عمری نمازوں میں درود ابراہیمی اور دعاء ماثورہ مکمل پڑھنا مشکل ہے، درود ابراہیمی کے علاوہ کوئی چھوٹا درود بتائیں جس کو میں قضاء عمری نماز میں پڑھ سکوں، اسی طرح دعاء قنوت اور دعاء ماثورہ کی جگہ کوئی چھوٹی دعاء بتائیں۔ تاکہ میں قضاء عمری نمازیں جلدی سے ساری پڑھ سکوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حبیب شیخ، آسام

الجواب وباللہ التوفیق: درود ابراہیمی سب درودوں میں افضل ہے وہی پڑھنا چاہئے، تاہم جب اس کو پڑھنا مشکل ہو تو آپ پڑھیں: ’’**اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم**‘‘ اور صرف ’’**اللهم صلى على محمد**‘‘ پڑھنا بھی درست ہے (۱) دعاء ماثورہ کی جگہ پڑھیں: ’’**ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الأخرة حسنة وقنا عذاب النار**‘‘ یا ’’**اللهم اغفرلي**‘‘ تین بار پڑھیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۳۹/۲/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لا يدخل الجنة أحد بعمله إلا برحمة الله قيل ولا أنت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ولا أنا إلا أن يتغمدني الله برحمته، دل عليه أنه جاز قوله: اللهم صلى عليه محمد، والصلاة من الله رحمة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: فصل، في سنن حكم تكبير أيام التشريق‘‘: ج۱، ص: ۲۱۳)

(۲) ومن لا يحسن القنوت يقول: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (سورة البقرة: ۲۰۱) وقال ابو الليث يقول: اللهم اغفرلي ويكرر ثلاثا انتهى. (ابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة الوتر‘‘: ج۱، ص: ۴۴۶، مكتبہ الاتحاد، دیوبند)

وقيل يقول: يا رب ثلاثاً ذكره في الذخيرة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: في منكر الوتر والسنن أو الإجماع‘‘: ج۲، ص: ۴۴۳)

صاحب ترتیب کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۴۰)**سوال**: صاحب ترتیب کس حدیث سے ثابت ہے اور اس کی صورت کیا ہے؟ اگراسکے خلاف کرے،تو کیا نقصان ہے؟ جواب صحیح دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چند نمازیں کسی وجہ سے چھوٹ جائیں توان کی قضاء کرتے وقت ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔خندق کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں رہ گئی تھیں،تو آپ نے بالترتیب ان کی قضاء فرمائی تھی۔[1]

نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

’’إن النبي صلى الله عليه وسلم قال:من نسى صلاة فلم يذكرها إلا وهو مع الإمام فليصل مع الإمام وليجعلها تطوعا ثم ليقض ماتذكر ثم ليعد ماكان صلاه مع الإمام‘‘[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۱/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)عن جابر بن عبد الله أنه صلى الله عليه وسلم شغل يوم الخندق عن صلاة الظهر والعصر والمغرب والعشاء حتى ذهبت ساعة من الليل فأمر بلالا فأذن وأقام فصل الظهر ثم أمره فأذن وأقام فصلى العصر ثم أمره فأذن وأقام فصلى المغرب ثم أمره فأذن وأقام فصل العشاء: ثم قال ما على ظهر الأرض قوم يذكرون الله في هذه الساعة غيركم. (ابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت‘‘:ج۱،ص:۵۰۸)

(۲)الكاساني، بدائع الصنائع،’’كتاب الصلاة:فصل شرائط أركان الصلاة‘‘:ج۱،ص:۱۳۲.

الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت‘‘:ج۲،ص:۵۲۳)

الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق كذا في الكافي حتى لا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة، كذا في المحيط السرخسي وكذا بين الفروض والوتر هكذا في شرح الوقاية. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،’’كتاب الصلاة:الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت‘‘:ج۱،ص:۱۲۱)

قضاء نماز کی ادائیگی کا مختصر طریقہ

(۴۱)**سوال:** کیا بہت ساری قضاء نمازیں ذمہ میں ہوں تو ان کے ادا کرتے ہوئے کوئی مختصر طریقہ شریعت میں ممکن ہے تا کہ یہ جلد ذمہ سے اتر سکیں، کسی سے سنا ہے کہ اگر نماز کے فرائض اور واجبات ہی ادا کرلیں تو نماز ہو جائے گی، کیا ایسا کر سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہے، تو اس کا تفصیلی طریقہ بیان فرمادیں۔کون سی رکعت میں کیا کیا اور کتنا کتنا پڑھیں یعنی دو تین چار رکعت والی فرض نماز اور وتر کیسے پڑھیں؟''جزاك الله خيرا''

فقط: والسلام

المستفتي: محمد عمیر،نصرت نگر

الجواب وبالله التوفيق: نماز سکون اور اطمینان اور سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ ہی پڑھنی چاہیے، نمازیں اگر زیادہ ہیں تو ان کو ہر نماز کے وقت جتنی بسہولت پڑھی جاسکتی ہوں پڑھیں۔نوافل پڑھنے کے بجائے قضاء نمازیں ہی پڑھیں تا کہ جلد پوری ہوسکیں۔ جتنے دنوں کی نمازیں قضاء ہوں ان کی ایک لسٹ بنالیں اور پڑھ کر نشان لگاتے رہیں، اس سے بسہولت حساب کرسکیں گے کہ کتنی نمازیں آپ کے ذمہ باقی ہیں اور کتنے دنوں میں پوری ہوں گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کئی سالوں کے وتر کی قضا

(۴۲)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک

---

(۱)وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة فإن أراد تسهيل الأمر عليه نوى أول ظهر عليه أو أخره. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على المراقي،''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت'':ص:۴۴۶)

وأما النفل فقال في المضمرات:الإشتغال بقضاء الفوائت أولىٰ وأهم من النوافل إلا سنن المفروضة الخ. (ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل'':ج۲،ص:۵۳۶)

شخص عشاء کی نماز پابندی سے پڑھتا تھا لیکن وتر کی نماز نہیں پڑھتا تھا اس طرح کئی سال گزر گئے اب وہ ان نمازوں کی قضا کرنا چاہتا ہے تو کس طرح قضا کرے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: سلمان دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف عشا کی نماز پڑھی ہے اور وتر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کے لیے ایسا کرنا غلط تھا وتر کی نماز واجب یعنی عملا فرض ہے اس لیے جتنے سالوں کی وتر کی نماز فوت ہوئی ہیں اس کی قضا کرے گا اس کی قضا کا وہی طریقہ ہے جو ادا کا ہے، البتہ صرف اس میں نیت تعیین کے ساتھ قضا وتر کی جائے گی، یوں نیت کریں کہ میرے ذمے جتنے وتر ہیں ان میں سے پہلی کی قضا کرتا ہوں، یا یوں نیت کرے کہ میرے ذمے جتنے وتر ہیں ان میں سے آخری کی قضا کرتا ہوں اس طرح وتر کی قضا کرتا رہے یہاں تک ظن غالب ہو جائے کہ وتر کی نماز مکمل ہو گئی ہیں۔

”ویجب القضاء بترکه ناسیًا أو عامدًا وإن طالت المدة ولا یجوز بدون نیة الوتر“(۱)

”الوتر فرض عملاً وواجبٌ اعتقادًا ...... ویقضی قال ابن عابدین: إنه یقضی وجوبًا اتفاقا أما عنده فظاهر وأما عندهما وهو ظاهر الروایة عنهما فلقوله علیه السلام: من نام عن وتر أو نسیه فلیصله إذا ذکره“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

قصر نمازوں کی قضا کا کیا طریقہ ہے؟

(۴۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلاة: الباب الثامن: في صلاة الوتر“: ج۱، ص: ۱۷۰.

(۲) الحصکفي، الدر المختار مع رد المختار، ”کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: في منکر الوتر والسنن أو الإجماع“: ج۲، ص: ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰.

سفر کی نمازیں چھوٹ جائیں تو اس کی قضا کا کیا طریقہ ہے، آج کل ٹرین وغیرہ میں نماز پڑھنے میں دشوار ہوتی ہے اس لیے نمازیں قضا ہو جاتی ہیں ایسی صورت میں اس کی قضا کس طرح ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عادل رشید، سنبھل

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سفر میں بھی کوشش کی جائے کی نماز قضا نہ ہو ٹرین وغیرہ میں بھی حتی الامکان نماز پڑھنے کی کوشش کرے، لیکن اگر کسی وجہ سے نمازیں قضا ہو جائیں تو جس طرح اس نماز کی ادا واجب ہوئی تھی اسی طرح اس کی قضا کی جائے گی یعنی سفر میں ہونے کی وجہ سے وہ نماز قصر کے ساتھ واجب ہوئی تھی اس لیے قضا بھی قصر کے ساتھ ہی کی جائے گی۔

’’(والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت) وهو قدر ما يسع التحريمة (فإن كان) المكلف (في آخره مسافراً وجب ركعتان وإلا فأربع)؛ لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله. قوله: (والمعتبر في تغيير الفرض) أي من قصر إلى إتمام وبالعكس (قوله: وهو) أي آخر الوقت قدر ما يسع التحريمة، كذا في الشرنبلالية والبحر والنهر، والذي في شرح المنية تفسيره بما لا يبقى منه قدر ما يسع التحريمة وعند زفر بما لا يسع فيه أداء الصلاة (قوله: وجب ركعتان) أي وإن كان في أوله مقيماً وقوله: وإلا فأربع أي وإن لم يكن في آخره مسافراً بأن كان مقيماً في آخره فالواجب أربع. قال في النهر: وعلى هذا قالوا: لو صلى الظهر أربعاً ثم سافر أي في الوقت فصلى العصر ركعتين ثم رجع إلى منزله لحاجة فتبين أنه صلاهما بلا وضوء صلى الظهر ركعتين والعصر أربعاً؛ لأنه كان مسافراً في آخر وقت الظهر ومقيماً في العصر (قوله: لأنه) أي آخر الوقت. (قوله: عند عدم الأداء قبله) أي قبل الآخر. والحاصل: أن السبب هو الجزء الذي يتصل به الأداء أو الجزء الأخير إن لم يؤد قبله، وإن لم يؤد حتى خرج الوقت فالسبب هو كل الوقت. قال في البحر: وفائدة إضافته إلى الجزء الأخير اعتبار حال المكلف فيه، فلو بلغ صبي أو أسلم كافر أو

أفاق مجنون، أو طهرت الحائض أو النفساء في آخره لزمتهم الصلاة، ولو كان الصبي قد صلاها، في أوله، وبعكسه لو جن أو حاضت أو نفست فيه لفقد الأهلية عند وجود السبب، وفائدة إضافته إلى الكل عند خلوه عن الأداء أنه لايجوز قضاء عصر الأمس في وقت التغير وتمام تحقيقه في كتب الأصول''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

۞۞۞

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج ۲، ص: ۶۱۳.

فصل ثانی

قضانمازوں کے فدیہ کا بیان

فدیہ میں نقدرقم یا گندم کے علاوہ دوسرا غلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴۴) **سوال:** نمازیاروزہ کے فدیہ میں گندم کے علاوہ نقدرقم یا دوسرا غلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: فریدالدین صدیقی، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اختیار ہے کہ مقدار کے مطابق گندم دیدے یا اس کی قیمت ادا کردے یا اس کی قیمت کے برابر دوسرا غلہ دیدے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۹/۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (الحصكفي ،رد المحتار على الدر المختار ،''كتاب الصلاة:باب قضاء الفوائت،مطلب: في إسقاط الصلاة عن الميت'': ج۲،ص:۵۳۲)

إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱،ص:۱۸۴)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء اللّٰه تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي،''كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم'':ج۱،ص:۴۳۸)

ایام مرض میں فوت شدہ نمازوں کا فدیہ دینا

(۴۵)**سوال:** فوت شدہ نمازوں کا فدیہ حالت مرض ومعذوری میں دے سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید قاسمی، نئی دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کے متعلق فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ اگر اشارے سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے تو فدیہ دینا درست وکافی نہیں ہے۔ بوقت موت جب بالکل ناامید ہو جائے تو وصیت کرے اگر میت نے مال چھوڑا ہو تو اس کے ثلث سے اس کی وصیت کو پورا کرنا ورثاء پر لازم ہے صورت مسئولہ میں سابق نمازوں کا حساب کر کے فدیہ دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن فدیہ دیدینا ہی کافی نہیں ہے حتی الامکان نمازیں ادا کرے اور قدرت ہو جائے تو سب ادا کرے جو نمازیں مرنے تک ادا نہ ہوں ان کی طرف سے دیا ہوا فدیہ فدیہ سمجھا جائے گا اور امید ہے کہ مواخذہ سے بری ہو جائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۵/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في إسقاط الصلاة عن الميت‘‘: ج ۲، ص: ۵۳۲)

إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت‘‘: ج ۱، ص: ۱۸۴)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء اللّٰه تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ’’كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم‘‘: ج ۱، ص: ۴۳۸)

نمازوں کا کفارہ ادا کرنا کب واجب ہے؟

(۴۶)**سوال:** زید جو کہ بے نمازی اور سود خور تھا مر گیا بعض حضرات نے اس کی طرف سے چھ ماہ کی نمازوں کا کفارہ ادا کرایا، نمازوں کا کفارہ کب ادا کرنا واجب ہے؟ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو وصیت کی ہو یا نہ کی ہو ہر صورت میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عابد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز وروزوں کے فدیہ کی اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو اور مال نہ چھوڑا ہو پھر بھی ورثہ ادا کردیں تو یہ تبرع اور احسان عظیم ہے اور امید ہے کہ فدیہ ادا ہو جائے گا۔

”ولو مات وعليه صلاة فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله قوله ولم لم يترك مالاً، زاد في الإمداد أولم يوص بشي وأراد الولى التبرع الخ وأشار بالتبرع إلى أن ذلك ليس بواجب على الولى “(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۳/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في إسقاط الصلوة عن الميت“: ج۲، ص: ۵۳۲.

إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت“: ج۱، ص: ۱۸۴)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء الله تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ”كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم“: ج۱، ص: ۴۳۸)

نماز وروزہ کا کفارہ میت کے ترکہ سے دینا

(۴۷)**سوال**: کسی کی بیوی کا انتقال ہوگیا اور اس عورت پر نماز بہت ساری ہیں اسی طرح روزے بھی بیماری کے ایام میں نہیں رکھ پائی تھی، ،تو کیا نماز، روزوں کا کفارہ بیوی کے ترکہ سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالعزیز، مرکز والی مسجد، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرحومہ نے چوں کہ اپنی نمازوں اور روزوں کے لیے کفارہ کی وصیت نہیں کی اس لیے اس کے وارثین پر مرحومہ کے ترکہ سے نماز، روزوں کا فدیہ ادا کرنا واجب نہیں، تاہم اگر بالغ وارثین اپنے حصہ کے پیسہ سے کفارہ ادا کرنا چاہیں تو ادا کر سکتے ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۲/۷/۱۴۱۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

میت کی قضا نمازوں کا کفارہ کیسے ادا کریں؟

(۴۸)**سوال**: زید تین ماہ سے بیمار تھا اور تین ماہ کے بعد انتقال ہوگیا اور دورانِ مرض وہ مکمل

---

(۱)وأشار بالتبرع إلی أن ذلك لیس بواجب علی الولي. (الحصكفي،رد المحتار علی الدرالمختار،''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إسقاط الصلاة عن المیت'': ج۲،ص۵۳۲، ۵۳۴)

وفي فتاوی الحجة: وإن لم یوص لورثته وتبرع بعض الورثة یجوز ویدفع عن كل صلاة نصف صاع حنطة منوین. (جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱،ص:۱۸۴)

والصحیح أن لكل صلاة فدیة هي نصف صاع من بر أو دقیقه أو سویقه أو صاع تمر أو زبیب أو شعیر أو قیمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقیر وإن لم یوص وتبرع عنه ولیه أو أجنبي جاز إن شاء اللّٰه تعالیٰ. (أحمد بن إسماعیل الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ''كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم'': ج۱،ص:۴۳۸)

تین ماہ تک نماز ادا نہیں کرسکا ہے تو کل تین ماہ کی نمازوں کا کفارہ کتنا دینا ہوگا نیز ایک دن کا کفارہ کتنا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللطیف، لکھیم پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک نماز کا کفارہ انگریزی تول سے پونے دو سیر گندم ہے۔ دن رات کی نمازوں کا کفارہ ایک دن کا تقریباً دس کلو گندم ہوگا (چھ نمازیں ہیں وتر کے ساتھ)

’’ولو مات وعليه صلاة فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم‘‘(۱)

پس ایک دن کی نماز کا کفارہ دس سیر گندم ہوئے، دینے والے کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت دے یا گندم دے لیکن نقد روپیہ دینا بہتر ہے کیوں کہ اس میں غریبوں کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔

ایک ماہ کا کفارہ تین کوئنٹل اور تین ماہ کی نمازوں کا کفارہ نو کوئنٹل ہوئے، گندم دے یا اس کی قیمت ادا کردے تب بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ایک نماز یا ایک روزے کے بدلہ ایک صدقۃ الفطر کی مقدار دیا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۸/۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إسقاط الصلاة عن الميت‘‘: ج ۲، ص: ۵۳۲.

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء اللّٰه تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ’’كتاب الصلاة: فصل: في إسقاط الصلاة والصوم‘‘: ج ۱، ص: ۴۳۸)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء اللّٰه تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ’’كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم‘‘: ج ۱، ص: ۴۳۸)

قضاء نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟

(۴۹)**سوال**: ایک شخص گیارہ دن بیمار رہ کر انتقال کر گیا اس کے ورثا نمازوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو اس کی مقدار کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شارق، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک نماز کا کفارہ صدقۃ الفطر کے بقدر ایک کلو ۶۳۳/ گرام گندم ہے، ایک دن کی چھ نمازوں کا کفارہ ادا کیا جائے کیوں کہ وتر مستقل نماز شمار کی جائے گی، اس حساب سے گیارہ دن کی نمازوں کا کفارہ ادا کر دیا جائے، اگر قیمت ادا کرنا ہو تو کل گندم کی قیمت ادا کی جائے گی بازاری بھاؤ کے اعتبار سے۔ یہ فدیہ فقراء وغرباء کو دیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۸/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مرحوم کی نمازوں کا فدیہ

(۵۰)**سوال**: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے ذمہ کچھ نمازیں قضاء ہیں ان کا کفارہ دینا چاہتے ہیں تو ایک دن میں پانچ نمازوں کا کفارہ دیا جائے گا یا چھ نمازوں کا اور کفارے کی مقدار کتنی ہو گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی نسیم احمد، نیپال

---

(۱) لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى صلاة نصف صاع من بر كالفطر، وكذا حكم الوتر. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، "كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إسقاط الصلاة عن الميت"، ج ۲، ص: ۵۳۲)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک دن کی چھ نمازوں کا کفارہ ادا کیا جائے گا، ایک نماز کا فدیہ ایک کلو۶۳۳ر گرام گندم ہے اور چھ نمازوں کا تقریباً دس کلو گندم ہوتا ہے یہ ہی ادا کیا جائے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۳۰/۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اگر کسی شخص میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۵۱) **سوال:** اگر کسی شخص میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرام، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خود اس کو اپنی نمازوں کا فدیہ دینا درست نہیں ہے اور اس فدیہ سے نماز ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، کیوں کہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے، تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے، تو لیٹ کر پڑھے، اگر رکوع، سجود نہ کر سکے، تو اشارے سے نماز پڑھے اس کے باوجود اگر نہ پڑھ سکے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میری نماز کا فدیہ ادا کر دینا اور مرنے کے بعد کچھ مال چھوڑا تو کل مال

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أجنبي جاز إن شاء اللّٰہ تعالٰی. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم'': ج۱، ص:۴۳۸)

(۱) ولا يصح أن يصلي أحد عنه لقوله صلى اللّٰہ عليه وسلم لا يصوم أحد من أحد ولا يصلي أحد من أحد ولك يطعم عنه. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الصلاة: فصل: في إسقاط الصلاة والصوم'': ص:۴۳۹)

لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إسقاط الصلاة عن الميت'': ج۲، ص:۵۳۲)

کے ایک ثلث میں سے نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے اور اگر ایک ثلث مال سے فدیہ بڑھ جائے، تو پھر وارثوں کو اختیار ہے کہ زائد مقدار ادا کریں یا نہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۸/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز وروزہ کے فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

(۵۲) **سوال**: وتر سمیت ایک دن اور ایک سال کی نمازوں کا فدیہ کیا ہے نیز روزہ کا فدیہ کیا ہے؟ تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زید، معرفت: مہتمم صاحب

الجواب وباللہ التوفیق: موجودہ اوزان کے اعتبار سے صدقہ کی مقدار ڈیڑھ کلو چوہتر گرام چھ سو چالیس ملی گرام ہے؛ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ ایک کلو چھ سو تینتیس گرام کے اعتبار سے نکالے تو اس طرح نمازوں کے فدیہ میں بشمول وتر ایک دن کی چھ نمازوں کا فدیہ ۷۹۸-۹ کلو ہوتا ہے، تو ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ۲۹۰-۸۷-۳۴ رکوئنٹل گندم یا اس کی قیمت ہے ایک روزہ کا فدیہ بھی صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۱۰/۱۴۳۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) تتمة: في البحر من القنية: ولا فدية في الصلوات حالة الحياة بخلاف الصوم. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المريض": ج۲، ص:۵۷۰، زکریا دیوبند)

من تعذر عليه القيام أي كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى (قبلها أو فيها) أي الفريضة أو حكمي بأن خاف زيادته أو بطئ برئه بقيامه أو دوران راسه أو وجد لقيامه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز کا فدیہ کس صورت میں اور کس حساب سے ادا کیا جائے؟

(۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کسی آدمی یا عورت کے مرنے کے بعد اس کی چھوٹی ہوئی نماز اور روزوں کا فدیہ (جو اس کے وارثین کو یاد ہیں کہ کتنی نماز اور کتنے روزے چھوٹے ہیں) کا کفارہ کس صورت میں اور کس حساب سے ادا کیا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عامر، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوٹی ہوئی نماز کے فدیہ کے سلسلے میں اگر مرحوم نے وصیت کی ہے تو ان کے ترکہ کے ایک تہائی مال سے فدیہ ادا کیا جائے گا اور اگر وصیت نہیں کی ہے تو ترکہ سے یا ورثا کا اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنا واجب نہیں ہے ہاں اگر ورثا اپنے طور پر ادا کرنا چاہیں تو ادا کر سکتے ہیں ''إن شاء الله'' اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے، ایک نماز یا ایک روزہ کا فدیہ (1.633kg) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔ جتنی نمازیں یا روزے ہیں اسی اعتبار سے اس کا حساب لگالیا جائے، پھر یکبارگی یا تھوڑا تھوڑا حسب سہولت نکالیں۔ جن کو زکاۃ دینا جائز ہے ان کو یہ رقم یا گیہوں دے سکتے ہیں۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ألماً شديداً أو كان لو صلى قائما سلس بول أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً إلى قوله وإن تعذر القعود ولو حكماً أو مأ مستلقيا على ظهره. (أيضاً: ج۲،ص:۵۶۴تا۵۶۹)

لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: إسقاط الصلاة عن الميت'': ج۲،ص:۵۳۲)

(۲) لو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصب صاع من بر كالفطرة، وكذا حكم الوتر والصوم. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب إسقاط الصلاة عن الميت'': ج۲،ص:۵۳۲)

والصحيح أن لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل لتنوع حاجات الفقير وإن لم يوص وتبرع عنه وليه أو أجنبي جاز إن شاء الله تعالىٰ. (أحمد بن إسماعيل الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الصلاة: فصل في إسقاط الصلاة والصوم'': ج۱،ص:۴۳۸)

’’لومات وعليه صلوات فائتة و أوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر (قوله يعطى) بالبناء للمجهول: أي يعطي عنه وليه: أي من له ولاية التصرف في ماله بوصاية أو وراثة فيلزمه ذلك من الثلث إن أوصى، وإلا فلا يلزم الولي ذلك لأنها عبادة فلا بد فيها من الاختيار،فإذا لم يوص فات الشرط فيسقط في حق أحكام الدنيا للتعذر، بخلاف حق العباد فإن الواجب فيه وصوله إلى مستحقه لا غير، ولهذا لو ظفر به الغريم يأخذه بلا قضاء ولا رضا، ويبرأ من عليه الحق بذلك إمداد. ثم اعلم أنه إذا أوصى بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعا لأنه منصوص عليه. وأما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في الزيادات إنه يجزيه إن شاء اللّٰه تعالیٰ‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۴/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مجنون کی نماز کے فدیہ کا حکم

(۵۴)**سوال**: زید مجنون ہوگیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا، زندگی کے آخری تین سال تا وفات زید کی یہی کیفیت رہی، اس عرصہ کی نمازوں کا کفارہ اس پر لازم ہوگا کہ نہیں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبداللطیف، راجستھان

(۱)الحصكفي،الدر المختار مع ردالمحتار،’’كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب:إسقاط الصلاة عن الميت‘‘: ج۲،ص:۵۳۲.

إذا مات الرجل وعليه صلوٰة فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کی زندگی کے آخری تین سال جنون کی کیفیت میں گذرے؛ اس لیے بشرط صحت سوال ان نمازوں کا کوئی کفارہ لازم نہیں جو اس حالت میں فوت ہوگئیں۔

’’رفع القلم عن ثلاثة عن المجنون حتى يفيق وعن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۶/۴/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

۞۞۞

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع......وإن لم يوصى لورثة وتبرع بعض الورثة يجوز. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة:الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت‘‘: ج۱،ص:۱۸۴)

(۱)أخرجه أبو داود، في سننه،’’كتاب الحدود:باب في المجنون يسرق ويصيب حداً‘‘: ج۲،ص:۶۰۴،رقم:۴۴۰۱.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب السجود

فصل اول: سجدۂ سہو کا بیان

فصل ثانی: سجدۂ تلاوت کا بیان

فصل اول

سجدۂ سہو کا بیان

فرض کی آخری رکعتوں میں ضم سورت سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱)**سوال:** نماز فرض کی چار رکعت میں آخر کی دو رکعت میں اگر کسی شخص نے سورہ فاتحہ کے بعد سورت بھی ملا لیا تو کیا اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا یا بلا سجدہ سہو نماز ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، آسامی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم اور واجب نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں ترک واجب نہیں ہوا کہ سجدہ سہو لازم آئے، بلکہ بغیر سجدہ سہو کے نماز درست اور صحیح ہے۔

”وفي أظهر الروايات لا يجب سجود السهو لأن القرأة فيها مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج۲، ص:۱۵۰، مکتبہ زکریا، دیوبند)

ولو قرأ في الأخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو، وهو الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱، ص:۱۸۶، مکتبہ فیصل، دیوبند)

واكتفى) المفترض (فيمابعد الأوليين بالفاتحة) فإنها سنة على الظاهر ولو زاد لا بأس به. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في عقد الأصابع عند التشهد“: ج۲، ص:۲۲۱)

قوله: (ولو زاد لا بأس)، أي لو ضم إليها سورة لا بأس به لأن القراءة في الأخريين مشروعة من غير تقدير. (أيضاً:)

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب كذا في الكافي. (وأيضاً)

نماز عید میں سہو ہونے پر بغیر سجدہ سہو کے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۲)**سوال:** زید نماز عید الاضحیٰ پڑھا رہا تھا زید نے پہلی رکعت میں قرأت سے قبل زائد تکبیریں کہنے کے بعد قرأت سے فارغ ہوکر پہلی رکعت میں دوبارہ زائد تکبیریں کہنا شروع کردیں، اس پر کچھ لوگ رکوع میں گئے دوسری تکبیر پر سجدے میں گئے مگر امام کو اب تک محسوس نہ ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے وہ دوسری رکعت سمجھ کر زائد تکبیرات کہتے ہی رہے یہاں تک کہ دوسری رکعت سمجھ کر رکوع سجدے وغیرہ سے فارغ ہوکر قعدہ کے لیے بیٹھے لوگوں نے لقمہ دیا تو امام سمجھے کہ پہلی رکعت ہے تو امام مذکور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے، زائد تکبیریں کہی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع سجدہ کیا اور سجدہ سہو اس گمان سے نہیں کیا کہ کثرت افراد ہیں، کیا نماز اداء ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقدوس قاسمی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال ان تمام لوگوں کی نماز درست ہوگئی کہ جنہوں نے رکوع وسجدے وغیرہ ارکان میں امام کی موافقت وپیروی کی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الأولیين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر،وأقره المصنف،وبه جزم في الدرر. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'':ج۲،ص:۵۶۰)

قوله: (عدمه في الأولیين) الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم ط وكذا بحثه الرحمتي، وقال خصوصا في زماننا. وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه، بل الأولىٰ تركه لئلا يقع الناس في فتنة. اهـ

قوله: (وبه جزم في الدرر) لكنه قيده محشيها الواني بما إذا حضر جمع كثير، وإلا فلا داعي إلى الترك. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار،''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'':ج۲،ص:۵۶۰)

قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) **سوال:** قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بجائے بھول سے سورہ فاتحہ پڑھ دی اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اور سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی اور اگر نہیں کیا تو نماز کا لوٹانا واجب ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۳/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قعدہ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہوگیا

(۴) **سوال:** ایک شخص قعدہ اخیرہ میں قعدہ اولیٰ سمجھ کر بھولے سے کھڑا ہوگیا اور سورۂ فاتحہ بھی پڑھ لی پھر یاد آیا، تو بیٹھ گیا، اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایاز، محلّہ قلعہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اس شخص پر سجدہ سہو لازم ہے، سجدہ سہو کرنے سے نماز صحیح ہوجائے گی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۸/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لو قرأ آية في الركوع أو السجود أو القومة فعليه السهو، ولو قرأ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

زید نے پانچ رکعت پڑھادی؟

(۵) **سوال**: زید نے پانچ رکعتیں پڑھائی سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرادی کیوں کہ چوتھی رکعت میں تشہد کے بعد سہواً کھڑا ہوگیا تھا تو یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحیم، رہتاس

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں اس کو چھٹی رکعت ملالینی چاہیے تھی کہ چار رکعت فرض ہوجاتی اور دو رکعت نفل ہوجاتی اب اس صورت میں اس کی پانچویں رکعت باطل ہوگئی اور سجدہ سہو کر لینے کی وجہ سے چار رکعت فرض اداء ہوگئیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في القعود إن قرأ قبل التشهد في القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس. (أحمد بن اسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۱، ص:۴۶۱، دارالکتاب، دیوبند)

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو، وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱، ص:۱۸۷)

(۲) وسجد للسهو ......(وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم). قوله: (عاد وسلم). (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۵۳)

(وإن كثر) شكه (عمل بغالب ظنه إن كان) له ظن للحرج (وإلا أخذ بالأقل) لتيقنه (وقعد في كل موضع توهمه موضع قعوده) ولو واجبا لئلا يصير تاركا فرض القعود أو واجبه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۶۱)

(وإن قعد) في الركعة (الرابعة) مثلاً قدر التشهد، (ثم قام عاد وسلم)، ولو سلم قائماً صح، ولا يتبعه القوم في الأصح، بل ينتظرونه فإن عاد يتبعوه، وإن سجد سلموا، (مالم يسجد) للخامسة الخ. (عبد الرحمن، مجمع الأنهر، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۱، ص:۲۲۴، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(۱) رجل صلى الظهر خمسا وقعد في الرابعة قدر التشهد، إن تذكر قبل أن يقيد الخامسة بالسجدة أنها الخامسة عاد إلى القعدة وسلم، كذا في المحيط ويسجد للسهو، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدۂ سہو نہیں کیا، تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۶)**سوال:** ایک امام صاحب نے سجدہ سہو لازم ہونے کے باوجود نہیں کیا، تو کیا نماز صحیح ہوگئی؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن، ضلع باغپت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں چوں کہ سجدہ سہو نہیں کیا گیا جب کہ سجدہ سہو لازم تھا؛ اس لیے نماز اس کی واجب الاعادہ ہے امام پر لازم ہے کہ اس وقت کے شرکاء مقتدیوں میں اعلان کردے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کرلیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۸/۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كذا في السراج الوهاج، وإن تذكر بعدما قيد الخامسة بالسجدة أنها الخامسة لا يعود إلى القعدة ولا يسلم بل يضيف إليها ركعة أخرى حتى يصير شفعا ويتشهد ويسلم، هكذا في المحيط. ويسجد للسهو استحسانا، كذا في الهداية، وهو المختار، كذا في الكفاية ثم يتشهد ويسلم، كذا في المحيط، والركعتان نافلة ولا تنوبان عن سنة الظهر على الصحيح، كذا في الجوهرة النيرة قالوا في العصر لا يضم إليها سادسة وقيل: يضم وهو الأصح، كذا في التبيين، وعليه الاعتماد؛ لأن التطوع إنما يكره بعد العصر إذا كان عن اختيار وأما إذا لم يكن عن اختيار فلا يكره، كذا في فتاوى قاضي خان...... ويضم إليها ركعة سادسة ولو لم يضم فلا شيء عليه، كذا في الهداية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو، فصل: سهو الإمام يوجب عليه وعلى من خلفه السجود''، ج۱، ص: ۱۸۸، ۱۸۹)

(۱) (وإعادتها بتركه عمدا) أي ما دام الوقت باقيا، وكذا في السهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان، وكراهة التحريم، ويكون فاسقا آثما، وكذا الحكم في كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولى لأن الفرض لا يتكرر كما في الدر وغيره، ويندب إعادتها لترك السنة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة وأركانها، فصل: في بيان واجب الصلاة''، ص: ۲۴۸)

قوله: (وتعاد وجوبا) أي بترك هذه الواجبات أو واحد منها: وما في الزيلعي والدرر والمجتبى من أنه لو ترك الفاتحة يؤمر بالإعادة لا لو ترك السورة، رده في البحر بأن الفاتحة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قعدہ اولیٰ نہ کرنے کا شبہ ہو، تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۷)**سوال**: زید کو قعدہ اخیرہ میں شبہ ہوا کہ میں نے قعدہ اولیٰ کیا یا نہیں کیا، تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم الدین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قعدہ اولیٰ ترک کرنے کا یقین ہو، تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے، کیوں کہ اس صورت میں واجب ترک ہو رہا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۲۰/۱/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وإن كانت آكد في الوجوب للاختلاف في ركنيتها دون السورة، لكن وجوب الإعادة حكم ترك الواجب مطلقا لا الواجب المؤكد، وإنما تظهر الآكدية في الإثم لأنه مقول بالتشكيك. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: واجبات الصلاة“: ج ۲،ص:۱۴۶، ۱۴۷)

(۱)ومن سها عن القعدة الأولى ثم تذكر وهو إلى حالة القعود أقرب عاد، وقعد، وتشهد؛ لأن ما يقرب من الشيء يأخذ حكمه ثم قيل: يسجد للسهو للتأخير، والأصح أنه لا يسجد، كما إذا لم يقم، ولو كان إلى القيام أقرب لم يعد لأنه كالقائم معنىً، ويسجد للسهو لأنه ترك الواجب. (المرغيناني، الهداية، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج ۱،ص:۱۵۹، مکتبہ ملت، دیوبند)

(سها عن القعود الأول من الفرض) ولو عمليا، أما النفل فيعود ما لم يقيد بالسجدة (ثم تذكره عاد إليه)...... (ما لم يستقم قائما) في ظاهر المذهب، وهو الأصح ’فتح‘ (وإلا) أي وإن استقام قائما (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام، وسجد للسهو لترك الواجب، فلو عاد إلى القعود بعد ذلك تفسد صلاته لرفض الفرض. وصححه الزيلعي: (وقيل: لا) تفسد لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتأخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال وهو الحق بحر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب سجود السهو“: ج ۲،ص:۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹)

قعدہ اولیٰ میں ''اللھم صل'' پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۸)**سوال:** قاعدہ اولی میں ''اللھم صل'' تک پڑھا اور پھر یاد آ گیا، تو فوراً کھڑا ہو گیا؟ کیا اس صورت میں بھی سجدہ سہو واجب ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ نہال احمد، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قعدہ اولی میں ''اللھم صل علی محمد'' تک پڑھ دیا، تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر اس سے کم پڑھا، تو سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۹/۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام سورۂ فاتحہ بھول گیا اور سجدہ سہو نہ کیا، تو کیا نماز کا اعادہ ضروری ہوگا؟

(۹)**سوال:** اگر امام نے فاتحہ پڑھے بغیر سورت پڑھ دی پھر یاد آنے پر فاتحہ پڑھی تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر سجدہ سہو کئے بغیر نماز پوری کر لی، تو کیا نماز کا اعادہ ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عطاء الرحمٰن، میرٹھ

---

(۱)و كذا لو زاد على التشهد الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم......يجب عليه سجود السهو...... بقوله اللهم صلى على محمد ...... وهو الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۷)

ولا يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الأولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة منها، وفي البواقي من ذوات الأربع يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: في لفظة ثمان'': ج ۲،ص:۴۵۶، ۴۵۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سجدہ سہو نہیں کیا، تو اعادہ ضروری ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۳/۵/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام سے سہو ہونے پر مسبوق سلام پھیرے یا نہیں؟

(۱۰) **سوال**: مسبوق شخص کے نماز میں شریک ہونے کے بعد امام کو سجدہ سہو واجب ہوگیا اور آخری قعدہ میں امام نے سجدہ سہو کرنے کے واسطے دائیں طرف سلام پھیرا تو مسبوق امام کے ساتھ سلام پھرے گا یا نہیں؟ اور اگر پھیر دیا، تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالصمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، بلکہ بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہوجائے اور اگر غلطی سے امام کے ساتھ مسبوق نے سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو امام کے ساتھ کرلیا، تو اس غلطی سے مسبوق کی نماز میں کوئی فساد نہیں آئے گا اور نہ بعد میں مسبوق پر کوئی سجدہ سہو لازم آئے گا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۴/۱۴۰۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإعادتها بتركه عمداً أي ما دام الوقت باقيا، وكذا في السهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان، وكراهه التحريم، ويكون فاسقاً آثما، وكذا الحكم في كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر، والفرض سقط بالاولیٰ؛ لأن الفرض لا يتكرر كما في الدر وغيره، ويندب إعادتها لترك السنة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“، ص: ۲۴۸)

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره، أو تاخير ركن، أو تقديمه أو تكراره...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدہ سہو قصداً چھوڑ دیا

(۱۱) **سوال:** نماز میں سجدہ سہو واجب تھا، قصداً سجدہ سہو نہیں کیا، تو اس نماز کا وقت گزر جانے کے بعد اس کی قضاء واجب رہے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امین الدین، شہر گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں اسی وقت اس نماز کا اعادہ کر لے اگر نہیں کر سکا اور وقت گزر گیا، تو قضاء واجب ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۱/۱۲/۱۴۰۷ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ولو أخر الفاتحة عن السورة فعليه السهو، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱،ص:۱۸۵،۱۸۶)

(۲) والمسبوق يسجد مع إمامه قيد بالسجود؛ لأنه لا يتابعه في السلام؛ بل يسجد معه ويتشهد، فإذا سلم الإمام قام إلىٰ القضا، فإن سلم فإن كان عامدا فسدت وإلا لا، ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه، وإن سلم بعده لزمه لكونه حينئذ منفرداً بحر، وأراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما في شرح المنية: وفيها ولو سلم على ظن أن عليه أن يسلم فهو سلام عمد يمنع البناء. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب سجود السهو“: ج۲،ص:۵۴۷،۵۴۶)

ثم قال: فعلى هذا يراد بالمعية حقيقتها، وهو نادر الوقوع قلت: بشير إلىٰ أن الغالب لزوم السجود لأن الأ غلب عدم المعية وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فليتنبه له. (أيضا: ”باب الإمامة“: ج۲،ص:۳۵۰)

(۱) وإعادتها بتركه عمدا أي ما دام الوقت باقيا، وكذا في السهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان وكراهة التحريم ويكون فاسقا آثما، وكذا الحكم في كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر، والفرض سقط بالأولى لأن الفرض لا يتكرر كما في الدر وغيره، ويندب إعادتها لترك السنة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“:ص:۲۴۷)

(لها واجبات) لا تفسد بتركها، وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقا آثما، وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. والمختار أنه جابر للأول. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،مطلب:واجبات الصلاة“: ج۲،ص:۱۴۶،۱۴۷،۱۴۸)

سجدہ سہو میں ایک ہی سجدہ کیا

(۱۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب ظہر کی چار رکعت فرض نماز پڑھا رہے تھے اور قعدہ اولی کے چھوٹنے پر سجدہ سہو کیا؛ لیکن صرف ایک سجدہ کیا تو اب نماز کا کیا حکم ہے، نیز جماعت میں مسبوقین حضرات بھی شامل ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا سکندر، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سجدہ سہو میں دو سجدے واجب ہیں، اس لیے کہ ایک سجدہ کرنے پر واجب کا ترک لازم آتا ہے اور ترک واجب کی صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے وقت کے اندر اس کا اعادہ واجب اور وقت کے بعد اس کا اعادہ مستحب ہے، اس لیے مذکورہ صورت میں بہتر ہے کہ نماز کا اعادہ کرلیا جائے، جو مسبوق حضرات ہیں ان کا حکم بھی وہی ہے جو دیگر مقتدیوں کا ہے۔

"یجب له بعد سلام واحد عن یمینه فقط سجدتان(۱) وکذا کل صلاة أدّیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها، وفي الشامي: وأن النقص إذا دخل في صلاة الإمام ولم یجبر وجبت الإعادة علی المقتدی"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۶: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲، ص: ۵۴۰، ۵۴۱.

(۲) ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، "کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها": ج۲، ص: ۱۴۷.

(یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط) لأنه المعهود، وبه یحصل التحلیل وهو الأصح بحر عن المجتبی. وعلیه لو أتی بتسلیمتین سقط عنه السجود؛ ولو سجد قبل السلام جاز...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سری نماز میں دو آیتیں جہراً پڑھیں

(۱۳)**سوال**: اگر کسی شخص کو امامت کے لیے لوگ آگے کر دیں اور جس شخص کو امام بنایا ہے وہ حافظ نہ ہو تو وہ امام نماز کی نیت کس طرح کرے گا کیا اس کو مقتدیوں کی بھی نیت کرنی ہوگی؟ اور اگر کسی امام سے غلطی ہو جائے مطلب کہ سری (ظہر کی نماز) پڑھ رہا ہو اب وہ امام قرات بلند آواز سے شروع کرے ۲،۳ آیات پڑھ بھی لے پھر اس کو یاد آئے پھر وہ سری آواز سے شروع کرے اب اس امام کو سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام عارضی ہو یا مستقل نماز شروع کرنے سے قبل ہر امام کو چاہیے کہ لوگوں کی امامت کی نیت کرے، لیکن امامت کی نیت کے بغیر بھی نماز درست ہو جاتی ہے،

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وكره تنزيها. وعند مالك قبله في النقصان وبعده في الزيادة، فيعتبر القاف بالقاف والدال بالدال (سجدتان). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج ۲،ص: ۵۴۰،۵۴۱)

يجب بعد السلام سجدتان بتشهد وتسليم لترك واجب وإن تكرر) بيان لأحكام الأول وجوب سجدتي السهو، وهو ظاهر الرواية لأنه شرع لرفع نقص تمكن في الصلاة ورفع ذلك واجب، وذكر القدوري أنه سنة كذا في المحيط، وصحح في الهداية وغيرها الوجوب، لأنها تجب لجبر نقصان تمكن في العبادة فتكون واجبة كالدماء في الحج ويشهد له من السنة ما ورد في الأحاديث الصحيحة من الأمر بالسجود، والأصل في الأمر أن يكون للوجوب ومواظبة النبي –صلى الله عليه وسلم– وأصحابه على ذلك وفي معراج الدراية، إنما جبر النقصان في باب الحج بالدم وفي باب الصلاة بالسجود لأن الأصل أن الجبر من جنس الكسر وللمال مدخل في باب الحج فيجبر نقصانه بالدم ولا مدخل للمال في باب الصلاة فيجبر النقصان بالسجدة. اهـ. لكل سهو سجدتان بعد السلام.

وفي صحيح“ في سنن أبي داؤد أنه عليه الصلاة السلام قال البخاري في باب التوجه نحو القبلة حيث كان في حديث قال فيه: إذا شك أحدكم في صلاته فليتحر الصواب فليتم عليه ثم ليسلم ثم ليسجد سجدتين فهذا تشريع عام قولي بعد السلام عن سهو الشك“ والتحري ولا قائل بالفصل بينه وبين تحقق الزيادة والنقص. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو: ص: ۴۶۰)

البتہ اقتداء کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر امام غلطی سے سری نماز میں تین آیت کے بقدر جہر کردے یا جہری نماز میں سری قرأت کردے، تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔

”وجهر (أي الإمام وجوبا) بقراءة الفجر وأوليى العشائين“(۱)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۵/۱۴۴۱ھ)

فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی

(۱۴) **سوال:** آج مغرب کی نماز کے بعد جب میں سنت پڑھ رہا تھا تو پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ سے قبل میں نے ایک سورۂ کی تلاوت کرلی سورت کی تلاوت کے اخیر میں یاد آنے پر میں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع، سجدہ کیا اور بقیہ نماز کی ادائیگی پر قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو بھی کیا، پوچھنا ہے کہ میری نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکمل، موٴ ناتھ بھنجن

الجواب وبالله التوفيق: ذکر کردہ سوال میں پہلے سورت کی تلاوت ہوئی پھر سورہ فاتحہ پڑھی گئی اور قعدہ اخیرہ میں آپ نے سجدہ سہو بھی کرلیا اس لئے نماز بلا کراہت درست ہوگئی اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

---

(۱) كنز الدقائق، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ص: ۲۷، مکتبہ تھانوی، دیوبند.

قال العلامة ابن عابدين الشامي: والجهر فيما يخافت فيه (للإمام) (وعكسه) لكل مصل في الأصح والأصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين. (في المسألتين مسألة الجهر والإخفاء). (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج ۲، ص: ۵۴۵)

(والجهر فيما يخافت فيه) للإمام (وعكسه) لكل مصل في الأصح والأصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين. وقيل) قائله قاضي خان يجب السهو (بهما) أي بالجهر والمخافتة (مطلقا) أي قل أو أكثر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج ۲، ص: ۵۴۵)

البتہ فقہاء نے لکھا ہے کہ: اگر سورہ فاتحہ سے قبل ایک آیت سے کم تلاوت ہوئی ہو اور یاد آنے پر سورہ فاتحہ پڑھ لی تو اس قدر تاخیر ہونے پر سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ ایک آیت کے بقدر تلاوت کرنا رکن ہے اور ایک رکن ادا کرنے کی مقدار سورۂ فاتحہ کی تلاوت میں تاخیر اگر واقع نہیں ہوئی تو سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے:

”لو قرأ حرفا من السورة ساهيا ثم تذكر يقرأ الفاتحة ثم السورة، ويلزمه سجود السهو بحر، وهل المراد بالحرف حقيقته أو الكلمة؟...... وقيده في فتح القدير بأن يكون مقدار ما يتأدى به ركن. أهـ. أي لأن الظاهر أن العلة هي تأخير الابتداء بالفاتحة والتأخير اليسير، وهو ما دون ركن معفو عنه تأمل“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

رکوع اور سجدہ میں قرأت کرنے کی وجہ سے کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟

(۱۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام:

ایک شخص نماز کی حالت میں رکوع، سجدے اور ایسے ہی قعدہ وغیرہ میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، کیا اس شخص پر سجدہ سہو واجب ہے؟ نیز سجدہ سہو اگر واجب ہے تو اس کی کیا علت ہے؟ ایسے ہی حالتِ رکوع اور سجدہ میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے کا حکم صرف فرائض میں ہے یا نوافل میں بھی ہے؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: انعام الحسن، تمل ناڈو

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل شفيع من النفل صلاة“: ج۲، ص: ۱۵۲.

وإن كان قرأ حرفا من السورة وكذلك إذا تذكر بعد الفراغ من السورة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص نماز میں قیام کے علاوہ حالت رکوع اور سجدہ وغیرہ میں قرآن کریم پڑھتا ہے اس شخص کے لیے ان مقامات میں پڑھنا جائز نہیں ہے، فقہاء نے ان جگہوں پر تلاوت کرنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

جیسا کہ علامہ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق میں اور ابراہیم الحلبیؒ نے غنیۃ المستملی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے رکوع، سجدہ یا تشہد کی جگہ قرآن پاک پڑھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے؛ اس لیے مذکورہ شخص کو قیام کے علاوہ رکوع، سجدہ وغیرہ میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرنی چاہیئے۔

’’لو قرأ القرآن في ركوعه أو في سجوده أو في موضع التشهد يجب عليه سجود السهو‘‘(۱)

’’قال ابن نجيم:لو قرأ آية في الركوع أو السجود أو القومة فعليه السهو‘‘(۲)

فتاویٰ خانیۃ میں ہے:

’’لو قرأ الفاتحة أو آية من القرآن في القعدة أوفي الركوع أو في السجود كان عليه السهو‘‘(۳)

قیام کے علاوہ میں تلاوت کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو اس لیے واجب ہے کہ قرأت اس جگہ پائی گئی جہاں قرأت کرنا جائز نہیں تھا اس سے بچنا ضروری تھا، جیسا کہ شیخ ابراہیم حلبی نے حلبی کبیر میں لکھا ہے:

’’للقرأة فيما لم يشرع فيه والتحرز عن ذلك واجب‘‘(۴)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جن مقامات میں قرأت ہوئی ہے وہ محلِ قرأت نہیں ہے اس لیے افعالِ نماز میں سے ایک فعل اپنے محل میں واقع نہیں ہے؛ اس لیے سجدہ سہو لازم ہے صاحب مجمع الانہر نے لکھا ہے:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أو في الركوع......فإنه يأتي بالفاتحة ثم يعيد السورة ثم يسجد للسهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو‘‘: ج۱،ص:۱۸۶)

(۱) إبراهيم حلبي، غنية المستملي، ’’كتاب الصلاة: فصل: في سجود السهو، مطلب: فيما إذا كرر الفاتحه‘‘: ج۱،ص:۴۳۱، دار الکتاب، دیوبند.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۱۷۲.

(۳) فتاویٰ خانية: ج۱،ص:۱۱۴، مکتبہ زکریا، دیوبند.

(۴) إبراهيم حلبی، حلبي كبيري: ج۱،ص:۴۳۱.

باب السجود

”لأن كلا منها ليس بمحل القرأة فيكون فعل من افعال الصلاة غير واقع في محله فيجب“[۱]

ایسے ہی رکوع اور سجدے وغیرہ کی حالت میں بقصد تلاوت فرائض کی طرح نوافل میں بھی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قرآن پاک کی وہ آیتیں جو دعائیہ ہیں ان سے دعا کرنا صرف نفل نماز پڑھنے والے کے لیے جائز ہے، فرائض میں اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔

”ولا بأس للمتطوع المنفرد أن يتعوذ من النار، ويسأل الرحمة عند آية الرحمة وإن كان في الفرض يكره،وأما الإمام والمقتدى فلا يفعل ذلك فى الفرض ولا فى النفل“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۷/۱/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مسبوق کو اگر اپنی انفرادی نماز میں سہو ہو جائے

(۱۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ پوچھنا ہے کہ:

اگر مسبوق کو سہو لازم ہو جائے تو کیا مقتدی دوبارہ سجدہ سہو کرے گا یا امام کے ساتھ جو سجدہ سہو کیا ہے وہی کافی ہے اس سلسلے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ نیز ایسا شخص جس کی جماعت کے ساتھ کچھ رکعات چھوٹ گئیں وہ شخص امام کے ساتھ سجدہ سہو کر لیا، اس کو بقیہ نماز میں پھر سجدہ سہو لازم آجائے تو کیا حکم ہوگا؟ اگر بعد میں شامل ہونے والے شخص نے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا اور اس کی بقیہ نماز میں بھی سجدہ سہو لازم آ گیا تو اس صورت میں یہ شخص کیا کرے گا براہ کرم مدلل جواب

(۱) عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۱،ص:۲۲۰.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،”كتاب الصلاة: الباب السابع: فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، الفصل الثاني: فيما يكره في الصلاة، وما لا يكره“: ج۱،ص:۱۶۷.

دینے کی زحمت گوارہ کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نظر الباری، ندوی، مسجد پالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’**(ولو سجد مع الإمام ثم سها فيها يقضي فعليه السهو ثانياً**‘‘(۱)

اور مسبوق (جس کی امام سے کوئی رکعت رہ گئی) مطلقاً اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا خواہ اقتداء سے پہلے امام بھولا یا بعد۔ پھر فوت شدہ (بقیہ) نماز کی قضاء کرے اور اگر بعد والی نماز میں بھول گیا تو دوبارہ سجدہ سہو کرے۔

علامہ ابن عابدین شامی مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

’’**(ولو سها فيه) أي فيما يقضيه بعد فراغ الإمام يسجد ثانيا لأنه منفرد فيه والمنفرد يسجد لسهوه، وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهوه ثم سها هو أيضا كفته سجدتان عن السهوين، لأن السجود لايتكرر**‘‘(۲)

اور اگر امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی رہ جانے والی نماز قضاء کرتے ہوئے بھول گیا تو دوبارہ اکیلا سجدہ سہو کرے۔ اور اگر امام کے ساتھ اس مسبوق نے سجدہ سہو نہیں کیا تھا، پھر وہ بھی امام کی طرح بھول گیا اسے دو بار سجدہ سہو کے بجائے ایک بار سجدہ سہو کرنا کافی ہے کیوں کہ سجدہ (سہو) میں تکرار نہیں ہوتا۔

’’**المسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده ثم يقضى ما فاته ولو سها فيه سجد ثانيا ...... وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهو ثم سها هو أيضاً كفته سجدتان عن السهوين، لأن السجود لا يتكرر**‘‘(۳)

---

(۱)ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۱۷٦.

(۲)ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۵۴۷.

(۳)أيضاً:.

اور مسبوق جو بعد میں قضاء کرے اور بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔اور اگر اس کا امام بھول گیا اور مسبوق نے اس کے ساتھ سجدہ نہیں کیا اور باقی رہ جانے والی نماز میں مسبوق بھول گیا تو (بعد میں) اس کا سجدہ دونوں کے لئے کافی ہے یعنی آخر میں ایک بار ہی سجدہ سہو کرنا کافی ہے۔[1]

مذکورہ بالا عبارت کی رو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:

اگر مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے تو اپنی نماز مکمل ہونے سے قبل اس پر سجدہ سہو کرنا ضروری ہے، ایسے میں اگر امام کے ساتھ اس نے سجدہ سہو کرلیا پھر چھوٹی ہوئی نماز کے درمیان اس پر دوبارہ سجدہ سہو لازم ہوا تو مسبوق دوبارہ سجدہ سہو کرے گا نیز مسبوق اگر امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کر سکا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کے اوپر دوبارہ سجدہ سہو لازم ہو گیا اس صورت میں ایک ہی سجدہ سہو کر لینا کافی ہے دوبارہ سجدہ سہو نہیں کرے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲۲: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سنت کی کسی رکعت میں ضم سورت کو ترک کردیا

(۱۷) **سوال**: زید نے چار رکعت نماز سنت کی نیت سے شروع کی مگر دوسری رکعت میں ضم سورۃ کو چھوڑ دیا صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر لیا اور تیسری، چوتھی رکعت میں ضم سورۃ کیا بعد میں سجدہ سہو بھی کر لیا، تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابراہیم، غازی آبادی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ترک ضم سورت سے اس کے اوپر

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو، فصل: سهو الإمام یوجب علیه وعلی من خلفه السجود'': ج۱، ص: ۱۸۸.

سجدہ سہو لازم ہو گیا تھا، جو اس نے ادا کر لیا، لہٰذا نماز اس کی صحیح اور درست ہو گئی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۸/۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ سہو یاد نہ رہا دونوں طرف سلام پھیر کر یاد آیا پھر سجدہ سہو کر لیا

(۱۸)**سوال**: نماز میں سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا یاد نہیں رہا اس لیے دونوں طرف سلام پھیر دیا جب یاد آیا تو سجدہ سہو کر کے التحیات درود شریف پڑھ کر پھر سلام پھیر دیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشید احمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۵/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو مايقوم مقامها من ثلاث آيات قصارٍ أو آية في الأوليين بعد الفاتحة، كنا في النهر الفائق، وفي جميع ركعات النفل والوتر هكذا في البحرالرائق. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلاة، الفصل الثاني: في واجبات الصلاة“: ج۱،ص:۱۲۸)

ضم سورة أو ثلاث آيات قصار أو آية طويلة إلى الفاتحة، فإن لم يقراء شيئاً أو قرأ آية قصيرة وجب عليه سجود السهو، أما إن قرأ آيتين قصير تين فإنه لا يسجد لأن للأكثر. (عبد الرحمن الجزيری، الفقه على مذاهب الأربعة، ”كتاب الصلاة: مباحث سجود السهو“: ج۱،ص:۴۲۱)

(۲)وإعادتها بتركه عمداً أي مادام الوقت باقيا، وكذا في السهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان وكراهة التحريم ويكون فاسقاً آثماً، وكذا الحكم في كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولىٰ لأن الفرض لا يتكرر كما في الدر وغيره ويندب اعادتها لترك السنة. (أحمد بن إسماعيل، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کے بجائے ''اللّٰہ أکبر'' کہہ دیا

(۱۹)**سوال:** اگر امام نماز کے رکوع سے اٹھتے ہوئے ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کے بجائے ''اللّٰہ اکبر'' کہہ دے تو کیا حکم ہے اور نماز کے اندر تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسری تکبیروں کا کیا حکم ہے اگر اتفاقاً کوئی تکبیر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قیام الحق، چمپارن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیرات مسنون ہیں جان کر ان کو ترک کرنا درست نہیں اگر بھول سے چھوٹ جائے تو نہ سجدہ سہو لازم ہوگا نہ نماز فاسد ہوگی اور ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کے بجائے ''اللّٰہ أکبر'' کہہ دے تو بھی نماز درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۷/۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل: في واجب الصلاة'': ص:۲۴۷)

ويسجد للسهو للقطع ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لإبطالهما التحريمة...... (أنه صلى ركعتين) أو علم أنه ترك سجدة صلبية أو تلاوية (أتمها) بفعل ما تركه (وسجد للسهو) لبقاء حرمة الصلاة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ص:۴۷۲،۴۷۳)

(۱) ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت، وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب كذا في الكافي، ولا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأولىٰ والثناء وتكبيرات الانتقالات. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۵)

(ثم يرفع رأسه من ركوعه مسمعاً) قوله: (مسمعا)...... لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبابكر وعمر وعليا وأبا هريرة رضي الله عنهم كانو يكبرون عند كل خفض ورفع فقد أجاب في المعراج بأن المراد بالتكبير الذي فيه تعظيم الله تعالىٰ جمعاً بين الروايات والآثار والأخبار. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في إطالة الركوع للجائي'': ج۲،ص:۲۰۰)

بھولے سے قعدہ اولیٰ چھوٹ گیا اور سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۲۰) **سوال:** بھول سے اگر امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوگیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کرلیا، تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رشید احمد، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز درست ہوگئی شبہ نہ کرنا چاہئے مگر اس کو فرض سے واجب کی طرف لوٹنا نہیں چاہئے تھا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تراویح میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے؟

(۲۱) **سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں ہے کیا یہ بات درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اظہر، دیوبند

---

(۱) ومن سها عن القعدة الأولىٰ ثم تذكر وهو إلى حالة القعود أقربُ عاد وقعد وتشهد، لأن ما يقرب من الشيء يأخذ حكمه، ثم قيل يسجد للسهو للتاخير، والأصح أنه لايسجد كما إذا لم يقم، ولو كان إلى القيام أقربُ لم يعد لأنه كالقائم معنى ويسجد للسهو لأنه ترك الواجب. (المرغيناني، الهداية شرح البداية، ''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'': ج۱،ص:۱۵۹)

(سها عن القعود الأول من الفرض) ولو عمليا، أما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة (ثم تذكره عاد إليه) وتشهد ولا سهو عليه في الأصح (مالم يستقم قائما) في ظاهر المذهب وهو الأصح فتح (والا) أي وإن استقام قائما (لا) يعود لاشتعاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب، (فلو عاد إلى القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعي (وقيل: لا) تفسد؛ لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتاخير الواجب (وهو الأشبه) كما حقه الكمال وهو الحق بحر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن اسباب کی بنا پر دیگر نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے انہیں اسباب کی بنا پر تراویح میں بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اس کے خلاف سمجھنا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۳ھ)

خورشید عالم غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا سورت بدلنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا؟

(۲۲) **سوال**: امام صاحب نے سورہ فاتحہ کے بعد سورت شروع کی پھر کسی وجہ سے اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کر دی، تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رئیس احمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے، نماز درست ہوگئی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۳ھ)

خورشید عالم غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإذا تذكروا أنه فسد عليهم شفع من الليلة الماضية فأراد والقضاء بنية التراويح يكره ولو تذكر والتسليمة بعد أن صلوا الوتر قال محمد بن الفضل: لا يصلونها بجماعة وقال الصدر الشهيد: يجوز أن يصلوها بجماعة كذا في السراج الوهاج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع: في النوافل، فصل: في التراويح''، ج۱، ص:۱۷۶)

وإذا تذكروا في الليلة الثانية أنه فسد عليهم شفع في الليلة الأولى فأرادوا أن يقضوا يكره لأنهم لو قضوا بنية التراويح يزيد على التراويح هذه الليلة، وإنه مكروه. (فتاوى تاتار خانية، ''كتاب الصلاة: الفصل الثالث عشر: في التراويح نوع آخر: في قضاء التراويح''، ج۲، ص:۳۳۶)

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً إلا إذا ختم فيقرأ من البقره، وفي القنية قرأ في الأولى الكافرون وفي الثانية ألم تر أو تبت ثم ذكريتم وقيل يقطع ويبدأ ولا يكره في النفل شيء من ذلك.

قوله (وأن يقرا منكوساً) بأن يقرا في الثانية سورة أعلىٰ مما قرأ في الأولىٰ، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا سنن ونوافل میں بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے؟

(۲۳)**سوال**: جس بھول پر فرض نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے، سنت اور نوافل میں بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: آفتاب عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس بھول پر فرائض میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اس پر سنت ونوافل میں بھی سجدہ سہو لازم ہوگا نہ کرنے کی صورت میں اعادہ ضروری ہوگا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۱/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لأن ترتيب السورة في القراءة من واجبات التلاوة وإنما جوز للصغار تسهيلاً لضرورة التعليم، ط: (قوله إلا إذا ختم الخ) قال في شرح المنيه: وفي الولواجبة: من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولىٰ يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشيء من سورة البقرة لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير الناس الحال المرتحل أي الخاتم المفتتح. اهـ (قوله وفي الثانية) في بعض النسخ وبدأ في الثانية، والمعنى عليها (قوله ألم تر أوتبت) أي نكس أو فصل بسورة قصيرة، ط: (قوله ثم ذكر يتم أفاد أن التنكيس أو الفصل بالقصيرة إنما يكره إذا كان عن قصد، فلو سهواً فلا كما في شرح المنية، وإذا انتفت الكراهة فإعراضه عن اللتي شرع فيها لا ينبغي وفي الخلاصة: افتتح سورة وقصده سورة أخرى فلما قرأ آية أو آيتين أراد أن يترك تلك السورة ويفتتح اللتي أرادها يكره. اهـ. وفي الفتح: ولو كان أي المقر و أحرفاً واحداً (قوله ولا يكره في النفل شيء من ذلك) عزاه في الفتح إلى الخلاصة: ثم قال: وعندي في هذه الكلية نظر، فإنه صلى الله عليه وسلم نهي بلالاً رضي الله عنه عن الانتقال من سورة إلى سورة وقال له: إذا ابتدأت سورة فأتمها على نحوها حين سمعه ينتقل من سورة إلى سورة في التهجد. اهـ. واعترض ح أيضاً بانهم نصوا بأن القراءة على الترتيب عن واجبات القراءة فلو عكسه خارج الصلاة يكره فكيف لايكره في النفل؟ تأمل وأجاب ط: بأن النفل لاتساع بابه نزلت كل ركعة منه فعلاً مستقلاً فيكون كما لو قرأ إنسان سورة ثم سكت ثم قرأ ما فوقها فلا كراهة فيه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: الإستماع للقرآن فرض كفاية'': ج۲، ص: ۲۶۹، ۲۷۰)

(۱) ضم سورة أو ثلاث آيات قصار أو آية طويلة إلى الفاتحة، فإن لم يقرأ شيئا...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسبوق کے تشہد کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۲۴)**سوال:** زید کو عشاء کی نماز میں صرف تین رکعت جماعت کے ساتھ ملی زید نے امام کے ساتھ تشہد اور درود بھی پڑھ لیا تو زید پر سجدہ سہو لازم تھا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مبارک حسین، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں نماز درست ہوگئی، زید پر سجدہ سہو لازم نہیں تھا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۹/۱/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أو قرأ آية قصيرة وجب عليه سجود السهو، أما إن قرأ آيتين قصير تين فإنه لا يسجد لأن للأكثر حكم الكل. (عبد الرحمن الجزيری، الفقه على مذاهب الأربعة، ''كتاب الصلاة: مباحث سجود السهو'': ج۱، ص:۴۲۱)

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب، كذا في الكافي......ولو كررها في الأوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف مالو أعادها بعد السورة او كررها في الأخريين، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الباب الثاني: عشر في سجود السهود'': ج۱، ص:۱۸۵)

(۱)ولو فرغ المؤتم قبل إمامه سكت اتفاقاً وأما المسبوق فترسل يفرغ عند سلام إمامه وقبل يتم وقيل يكرر كلمة الشهادة. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في عقد الأصابع عند التشهد'': ج۲، ص:۲۲۰)

قوله: (وقيل: يكرر كلمة الشهادة) كذا في شرح المنية والذي في البحر والحلية والذخيرة يكرر التشهد تامل. (أيضاً: ج۲، ص:۲۲۱)

(ومنها) أن المسبوق ببعض الركعات يتابع الإمام في التشهد الأخير وإذا أتم التشهد لا يشتغل مما بعده ومن الدعوات، ثم ماذا يفعل؟ تكلموا فيه وعن ابن شجاع أنه يكرر التشهد أي قوله: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وهو المختار، كذا في الغياثية والصحيح أن المسبوق يترسل في التشهد في بفرغ عند سلام الإمام، كذا في الوجيز للكردري، وفتاویٰ قاضي خان، وهكذا في الخلاصة......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دوران قرأت وقفہ کرنے کے بعد سجدہ سہو کرلیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(۲۵)**سوال**: امام صاحب نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت ٹھیک سے پڑھی اور دوسری رکعت میں ﴿الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم، مالك يوم الدين﴾ تک پڑھی پھر ٹھہر گئے تین مرتبہ ''بسم الله'' کی مقدار سے کم، پھر قرأت شروع کی اور سجدہ سہو بھی کرلیا، تو نماز میں کوئی کمی لازم آئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سراج الدین، بیگوسرائے

الجواب وبالله التوفيق: اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں تھا بغیر سجدہ سہو کے بھی نماز مکمل ہوجاتی مگر جب کہ سجدہ سہو کرلیا تو بھی نماز صحیح ہوگئی ہے، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز میں کوئی نقص نہیں آتا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۳۴/۲/۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وفتح القدير. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس: في الإمامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق'': ج۱،ص:۱۴۹)

سهو المؤتم لا يوجب السجدة ولو ترك الإمام سجود السهو فلا سهو على المأموم، كذا في المحيط. (أيضاً، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۸)

(۱)وفي أظهر الروايات لايجب لأن القراءة فيهما مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لاواجب. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'': ج۲،ص:۱۵۰)

وإن قرأ الفاتحة في إحدى الأخر بين مرتين أو ضم فيهما سورة أو قرأ التشهد مرتين في القعدة الأخيرة أو تشهد قائماً أو راكعاً أو ساجداً ألا سهو عليه. (إبراهيم، الحلبي الكبيري، ''كتاب الصلاة: فصل: في سجود السهو'': ص:۳۹۷، دارالکتاب، دیوبند)

وحديث أبي قتادة أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الركعتين الأوليين بفاتحة الكتاب وسورة وفي الاخريين بفاتحة الكتاب. (المصنف لابن أبي شيبة، ج۳،ص:۲۶۱، رقم:۳۷۴۱)

آیت ورکوع پورا نہ کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

(۲۶) **سوال**: اگر جمعہ کی نماز میں امام نے سورہ فتح کی آخری رکوع شروع سے ﴿و كفى بالله شهيدا﴾ تک پڑھا اور دوسری رکعت میں ﴿محمد رسول الله﴾ سے ﴿و مثلهم في الإنجيل﴾ تک پڑھا۔ یعنی امام نے رکوع پورا نہیں کیا اور نہ ہی آیت پوری کی، تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناظم، دیوریا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا بغیر سجدہ سہو کے نماز درست ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۱/۲/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

قعدہ اولیٰ میں تاخیر کے بعد سجدہ سہو سے نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(۲۷) **سوال**: امام عشاء کی نماز پڑھا رہا تھا کہ قعدۂ اولیٰ میں اس سے سہو ہوگیا۔ بیٹھنے کے بجائے پورے طور پر کھڑا ہوگیا مقتدیوں کے لقمہ دینے پر وہ بیٹھ گیا اب اس نے سجدہ سہو کیا؛ لیکن مقتدیوں میں اختلاف ہوگیا کچھ نے کہا نماز ہوگئی۔ کچھ نے کہا نماز فاسد ہوگئی کیوں کہ واجب کو

---

(۱) فلو قرأ آية طويلة قدر ثلاثين حرفاً يكون قد أتى بقدر ثلاث آيات. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'': ج ۲، ص: ۱۴۹)

ثم يضم إلى الفاتحة سورة أو ثلاث آيات هكذا في شرح المنية لابن أمير الحاج، والآية الطويلة تقوم مقامها، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلا: الباب الرابع: في صفة الصلاة، الفصل الثالث: في سنن الصلاة، وآدابها، وكيفيتها'': ج ۱، ص: ۱۳۱)

فرض پر مقدم کر دیا گیا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرؤف، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ عنہا میں قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر کھڑے ہوجانے کی صورت میں مقتدی کے لقمہ دینے کے بعد لوٹ کر بیٹھنا نہیں چاہئے تھا کہ فرض (قیام تیسری رکعت کا) چھوڑ کر واجب (قعدۂ اولیٰ) کی طرف لوٹنا اچھا نہیں ہے تاہم سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست اور صحیح ہوگئی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۷/۳/۲/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام کو شبہ ہوا کہ تین آیت تلاوت کی کہ نہیں پھر سجدہ سہو کرلیا

(۲۸) **سوال:** خالد نے امامت کی سورہ فاتحہ کے بعد تین آیت قرآن کریم کی تلاوت کی، پھر خالد کو شبہ ہوگیا کہ دو ہی آیت تلاوت کی ہے جو تین آیت کے بقدر نہیں ہے، لہٰذا خالد نے آخر میں سجدہ سہو کرلیا، تو کیا نماز ہوجائے گی جب کہ تین آیت قرأت کر لی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد، بستوی

---

(۱) وإلا أي وان استقام قائماً (لا) يعود لاستغاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد إلى القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض مما ليس بفرض، وصححه الزيلعي وقيل: لا تفسد، لكنه يكون مسيئا ويسجد لتاخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال وهو الحق بحر. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲، ص: ۵۴۹، ۵۴۸، مکتبہ زکریا دیوبند)

(سها عن القعود الأول من الفرض ثم تذكره عاد إليه) وتشهد ولا سهو عليه في الاصح (مالم يستقم قائماً) في ظاهر المذهب وهو الأصح فتح (وإلا) أي وإن استقام قائماً (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد إلى العقود) بعد ذلك (تفسد صلاته)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں بوجہ شبہ سجدہ سہو کیا گیا ہے پس نماز درست ہوگئی۔ سجدہ سہو واجب نہ تھا اس کی باوجود شبہ کے بناء پر سجدہ سہو کرلیا جائے تو نماز بلاشبہ صحیح ہوجاتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۳/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لرفض الفرض مما ليس بفرض وصححه الزيلعي (وقيل لا) تفسد لكنه يكون مسيئا ويسجد لتاخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'':ج۲،ص:۵۴۷،۵۴۸،۵۴۹)

(۱)(وضم) أقصر (سورة) كالكوثر أو ما قام مقامها، هو ثلاث آيات قصار، نحو ﴿ثم نظر المدثر:۲۱ثم عبس وبسر المدثر:۲۲ثم أدبر واستكبر المدثر:۲۳﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثا قصارا ذكره الحلبى (في الاوليين عن الفرض) وهل يكره في الآخريين؟ المختار لا (و) في (جميع) ركعات (النفل) لأن كل شفع منه صلاة (و) كل (الوتر) احتياطاً.

(قوله تعدل ثلاثا قصارا) أي مثل ثم نظر (المدثر:۲۱)إلخ وهى ثلاثون حرفا، فلو قرأ آية طويلة قدر ثلاثين حرفا يكون قد أتى بقدر ثلاث آيات، لكن سيأتي في فصل يجهر الإمام أن فرض القراءة آية وأن الآية عرفا طائفة من القرآن مترجمة أقلها ستة أحرف ولو تقديرا كلم يلد إلا إذا كانت كلمة فالأصح عدم الصحة اهـ ومقتضاه أنه لو قرأ آية طويلة قدر ثمانية عشر حرفا يكون قد أتى بقدر ثلاث آيات.

وقد يقال: إن المشروع ثلاث آيات متوالية على النظم القرآنى مثل ثم نظر المدثر: ۲۱ إلخ ولا يوجد ثلاث متوالية أقصر منها، فالواجب إما هي أو ما يعدلها من غيرها لا ما يعدل ثلاثة أمثال أقصر آية وجدت في القرآن، ولذا قال تعدل ثلاثا قصارا ولم يقل تعدل ثلاثة أمثال أقصر آية. على أن في بعض العبارات تعدل أقصر سورة فليتأمل وسنذكر في فصل الجهر زيادة في هذا البحث (قوله ذكره الحلبي) أي في شرحه الكبير عن المنية. وعبارته: وإن قرأ ثلاث آيات قصارا أو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاث آيات قصار خرج عن حد الكراهة المذكورة يعني كراهة التحريم. قال الشارح في شرحه عن الملتقى: ولم أره لغيره وهو مهم فيه يسر عظيم لدفع كراهة التحريم. اهـ.قلت: قد صرح به في الدرر أيضا حيث قال: وثلاث آيات قصار تقوم مقام الصورة وكذا الآية الطويلة. اهـ ومثله في الفيض وغيره. وفي التتارخانية: لو قرأ آية طويلة كآية الكرسي أو المداينة البعض في ركعة والبعض في ركعة اختلفوا فيه على قول أبي حنيفة، قيل لا يجوز لأنه ما قرأ آية تامة في كل ركعة،وعامتهم على أنه يجوز لأن بعض هذه الآيات يزيد عن ثلاث قصار أو يعدلها فلا تكون قراءته أقل من ثلاث آيات. اهـ. وهذا يفيد أن بعض الآية كالآية في أنه إذا بلغ قدر ثلاث آيات قصار يكفى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'':ج۲،ص:۱۴۹)

باب السجود

مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں امام کی اقتداء کرے گا کہ نہیں؟

(۲۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں:

مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں امام کی اقتدا کرے گا یا نہیں؟ اگر نہیں کرے گا تو کیوں تو کیا اس میں مخالفت امام نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مشیر احمد، بارہ بنکوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسبوق مقتدی سجدہ سہو کے سلام میں امام کی اقتدا نہ کرے کہ اس کی نماز کا وسط ہے اور امام و مدرک مقتدیوں کی نماز کا آخر ہے، رہا مخالفت کا شبہ وہ اس لیے نہیں ہے کہ شریعت کا ایسا ہی حکم ہے تاہم اگر مسبوق نے امام کے سلام سہو میں بھولے سے شرکت کر لی تب بھی مسبوق کی نماز درست ہوگی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

”والمسبوق يسجد مع إمامه قيد بالسجود لأنه لا يتابعه في السلام؛ بل يسجد معه ويتشهد فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیو بندی غفرلہ (۱۶/۴/۱۴۱۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(۳۰)**سوال**: مسبوق نے اگر امام کے ساتھ جان بوجھ کر ایک طرف سلام پھیر دیا تو اس کی

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲، ص:۵۴۶.

والمسبوق يتابع الإمام في سجود السهو ثم يقوم إلى قضاء ما سبق به، ولا يعيد في آخر صلاته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱، ص:۱۸۸)

(ويسجد المسبوق مع إمامه) لالتزام متابعته (ثم يقوم لقضاء ما سبق به). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ص:۴۶۴)

نماز کا کیا حکم ہے؟

اگر مسبوق کو یہ یاد نہ رہا کہ میری رکعتیں چھوٹی ہیں اور بھول کر امام کے ساتھ ایک سلام پھیر دیا اس کے بعد اس کو یاد آیا کہ مسبوق ہوں پھر کھڑا ہو گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مشیر احمد، بارہ بنکوی

الجواب وباللہ التوفیق: شامی میں ہے کہ ایسی صورت پیش آجائے تو مسبوق اپنی نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کرے تا کہ نماز مکمل طور پر صحیح ہو جائے؛ البتہ جان کر اس نے اگر ایسا کیا یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کیا، تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اسے از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔

”فإن سلم فإن كان عامداً فسدت وإلا لا“(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۶/۴/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۳۱) **سوال**: انفرادی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد اگر یہ تذبذب پیدا ہو جائے

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲، ص: ۵۴۶.

قوله: (والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود لأنه لا يتابعه في السلام، بل يسجد معه ويتشهد، فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء، فإن سلم، فإن كان عامدا فسدت، وإلا لا، ولا سجود عليه إن سلم سهوا قبل الإمام أو معه؛ وإن سلم بعده لزمه لكونه منفردا حينئذ بحر، وأراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما في شرح المنية. وفيه: ولو سلم على ظن أن عليه أن يسلم فهو سلام عمد يمنع البناء. (ابن عابدين، رد المحتار على المختار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲، ص: ۵۴۶، ۵۴۷)

(قوله ولو سلم ساهيا) قيد به لأنه لو سلم مع الإمام على ظن أنه عليه السلام معه فهو سلام عمد فتفسد كما في البحر عن الظهيرية، قوله: (لزمه السهو) لأنه منفرد في هذه الحالة ح. قوله: (وإلا لا) أي وإن سلم معه أو قبله لا يلزمه لأنه مقتد في هاتين الحالتين. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما أتى بالركوع والسجود الخ“: ج۲، ص: ۳۵۰)

کہ سورہ فاتحہ پڑھی گئی ہے یا نہیں اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ پڑھی گئی ہے پھر بھی سورہ فاتحہ کو دوہرا لیا جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب یا لازم آتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ظن غالب ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے، تو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، پھر بھی پڑھ لی تو فاتحہ مکرر ہوگئی اور سجدۂ سہو واجب ہوا؛ البتہ اگر سورہ فاتحہ کے بعد بقدر واجب قرأت کرنے کے بعد سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھ لیا، تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

”ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب، كذا في الكافي...... ولو كررها في الأوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو أعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين كذا في التبيين“(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۴/۱۴۱۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ میں شک کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا کہ نہیں؟

(۳۲) **سوال**: ہر رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تذبذب پیدا ہوتا ہو کہ دو سجدے ادا ہوئے ہیں یا نہیں پھر ایک اور سجدہ احتیاطاً کر لیا جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب یا لازم آتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد جاوید، محی الدین پور

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱، ص: ۱۸۵.
ولو قرأ الفاتحة مرتين يجب عليه السجود لتأخير السورة، كذا في الذخيرة وغيرها، وذكر قاضيخان وجماعة أنها إن قرأها مرتين على الولاء وجب السجود وإن فصل بينهما بالسورة لا يجب. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲، ص: ۱۶۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک یا دو سجدے کرنے میں اگر شک ہو جائے، تو اس صورت میں اگر کسی ایک طرف گمان غالب ہو، تو اس پر عمل کرے اور اگر گمان غالب نہ ہو، تو ایک اور سجدہ کرلے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلے، صورت مسئولہ میں جب شک ہوا اور ایک سجدہ مزید کرلیا، تو درست کیا اور آخر میں سجدہ سہو واجب ہے، تاہم نماز دھیان سے پڑھنی چاہئے اور شک کو جگہ نہیں دینی چاہئے۔

”(وجب عليه سجود السهو في) جميع (صور الشك) سواء عمل بالتحري أو بنى على الأقل، فتح لتأخير الركن لكن في السراج أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقاً، وفي غلبة الظن إن تفكر قدر ركن“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۲/۴/۲۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

رکوع کی ادائیگی میں تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۳۳) **سوال**: فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک شخص نے کچھ دیر خاموش رہ کر رکوع کیا، سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایک رکن کے بقدر تاخیر ہوئی تو رکوع (جو فرض ہے) میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدہ سہو لازم نہ ہونے کے باوجود امام نے سجدہ سہو کرلیا، تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

(۳۴)**سوال:** حالت نماز میں کوئی ایسی غلطی ہو جس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا مگر امام عدم علم کی وجہ سے احتیاطاً سجدہ سہو کر لیتا ہے تو کیا اس طرح نماز ہوگئی یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح امام کی نماز تو ہوجائیگی مگر مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالوکیل، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام ومقتدیوں سب کی نماز درست ہوگئی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۶۲.
وإن كثر شكه عمل بغالب ظنه إن كان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتيقنه وقعد في كل موضع توهمه موضع قعوده. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۶۱)
(۲) لاتجزي صلاة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود. (أخرجه أبوداود، في سننه،''كتاب الصلاة: باب صلاة من لا يقم صلبه في الركوع والسجو'': ج۱،ص:۱۴۸، رقم:۸۵۵)
ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخير ركن، أو تقديمه، أو تكراره أو تغيير واجب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۵)
(۱) إذا ظن الإمام أنه عليه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلك ثم علم أن الإمام لم يكن عليه سهو، فيه روايتان: واختلف المشائخ لاختلاف الروايتين وأشهرها أن صلاة المسبوق يفسد، وقال الإمام أبوحفص الكبير: لا يفسد .... أخرجه في واقعاته وإن لم يعلم الإمام أن ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعاً. (خلاصة الفتاویٰ،''كتاب الصلاة: قبل الفصل السادس عشر: في السهو'': ج۱،ص: ۳۲۱، دار الکتب العلمیة، بیروت)

امام کو غلط لقمہ دیا اور امام نے سجدۂ سہو کرلیا

(۳۵)**سوال:** امام کو لقمہ دیا گیا کہ اس نے درمیانی قعدہ چھوڑ دیا جس سے امام کو تشویش ہوئی کیوں کہ وہ درمیانی قعدہ کر چکا تھا پھر بھی امام نے سجدہ سہو کرلیا اور سلام پھیرنے کے بعد مقتدی نے قبول کیا کہ اس نے غلطی سے لقمہ دیا تھا ایسی صورت میں نماز سب کی درست ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالوکیل، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں امام مسبوق ومدرک سب کی نماز درست ہوگئی ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جمعہ میں اگر نمازی زیادہ نہ ہوں اور امام پر سجدہ واجب ہوجائے تو؟

(۳۶)**سوال:** جمعہ کی نماز میں اگر لوگ کثیر تعداد میں نہ ہوں اور امام سے ایسی بھول ہوجائے جس پر سجدہ سہو واجب ہے تو کیا کرے۔

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سجدہ سہو کرے۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا ظن الإمام أنه عليه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلك ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ترتیب قرآن کے خلاف قرأت سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

(۳۷)**سوال:** نماز میں بالترتیب سورتوں کا پڑھنا کیسا ہے واجب یا فرض یا سنت، زید نے پہلی رکعت میں سورہ کافرون دوسری میں سورہ کوثر پڑھی اور یہ فعل عمداً ہو یا سہواً تو مصلی کیا کرے سجدہ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں قرأت کے دوران سورتوں کی ترتیب کی رعایت رکھنا قرأت کے واجبات میں سے ہے، نماز کے واجبات میں سے نہیں ہے۔ فرض نمازوں میں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ثم علم أن الإمام لم يكن عليه سهو، فيه روايتان: واختلف المشائخ لاختلاف الروايتين وأشهرها أن صلاة المسبوق يفسد، وقال الإمام أبوحفص الكبير: لا يفسد ...... أخرجه في واقعاته وإن لم يعلم الإمام أن ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعاً. (خلاصة الفتاویٰ، ”كتاب الصلاة:قبل الفصل السادس عشر: في السهو“: ج۱،ص:۳۲۱، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(۲)وفي الوالجية: الأصل في هذا أن المتروك ثلاثة أنواع: فرض، وسنة، وواجب، ففي الأول: أمكنه التدارك بالقضاء يقضي وإلا فسدت صلاته، وفي الثاني لاتفسد لأن قيامها بأركانها وقد وجدت، ولايجبر بسجدتي السهو، وفي الثالث: إن ترك ساهيا يجبر بسجدتي السهو وإن ترك عامداً، لا، كذا التتارخانية. وظاهر كلام الجم الغفير أنه لا يجب السجود في العمد، وإنما تجب الإعادة جبراً لنقصانه، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة:الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱،ص:۱۸۵)

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت، وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب، كذا في الكافي. (أيضاً: ج۴،ص:۱۰۲)

(والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر وأقره المصنف و به جزم في الدرر. (قوله: عدمه في الأوليين) الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم ط، كذا بحثه الرحمتي، وقال: خصوصا في زماننا وفي جمعه حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه، بل الأولیٰ تركه لئلا يقع الناس في فتنة. اهـ. (قوله: وبه جزم في الدرر) لكنه قيده محشيها الواني بما إذا حضر جمع كثير وإلا فلا داعي إلى الترك. (الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص:۵۶۰)

قصدا ترتیب کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے، صورت مسئولہ میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ کوثر پڑھی گئی، تو قصداً پڑھنے کی صورت میں کراہت کے ساتھ نماز اداء ہوجائے گی اور اگر سہوا یا غلطی سے ترتیب کے خلاف پڑھا تو نماز بلا کرات درست ہوجائے گی؛ لیکن دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا اور نہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا؛ کیوں کہ ترتیب واجبات قرأت میں سے ہے نہ کہ واجبات نماز میں سے اور نفل نماز میں قصداً قرآنی ترتیب کے خلاف کرنا مکروہ نہیں ہے تاہم ترتیب سے پڑھنا بہتر ہے۔

”ویکره الفصل بسورة قصیرة وأن یقرأ منکوسا إلا إذا ختم فیقرأ من البقرة، وفي القنیة قرأ في الأولیٰ الکافرون وفي الثانیة ألم تر، أو تبت ثم ذکر یتم وقیل: یقطع ویبدأ ولا یکره في النفل شيء من ذلك قوله:(وأن یقرأ منکوسا)، بأن یقرأ في الثانیة سورة أعلیٰ مما قرأ في الأولي لأن ترتیب السور في القرأة من واجبات التلاوة“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۹/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: الاستماع للقران فرض کفایة“: ج۲،ص:۲۶۹.

قالوا: یجب الترتیب في سورة القرآن فلو قرأ منکوساً أثم لکن لایلزمه سجود السهو؛ لأن ذلك من واجبات القرءة لامن واجبات الصلاة کما ذکره في البحر في باب السهو. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ”کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها“: ج۲،ص:۱۴۸)

(بترك) متعلق یجب (واجب) مما مر في صفة الصلاة (سهواً). قوله: (بترك واجب) أي من واجبات الصلاة الأصلیة لاکل واجب إذ لو ترك ترتیب السور لایلزمه شيء مع کونه واجبا. (أیضاً:، ”کتاب الصلاة: باب السجود السهو“: ج۲،ص:۵۴۳)

دونوں سلاموں کے درمیان وقفہ کیا، تو سجدہ لازم ہوگا یا نہیں؟

(۳۸) **سوال:** ایک نمازی نے دوسرا سلام پہلے سلام کے کچھ وقفے کے بعد پھیرا، یعنی تین تسبیح کی مقدار کے بعد پھیرا تو کیا نماز ہوگئی یا سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امیر الدین، نئ مسجد، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز شرعاً درست ہوگئی سجدہ سہو یا اعادہ اس پر لازم نہیں لیکن اس کی عادت نہ بنانی چاہیے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۷/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جلسہ استراحت کے طویل ہونے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۳۹) **سوال:** نماز میں جلسہ استراحت کی کچھ مقدار ہے یا نہیں اور ضرورت سے زیادہ استراحت کرلیا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) (ثم يسلم عن يمينه ويساره) حتى يرى بياض خدّه، قال ابن عابدين: قوله: (حتى يرى بياض خده) أي حتى يراه من يصلي خلفه أفاده ح. وفي البدائع: يسن أن يبالغ في تحويل الوجه في التسليمتين، ويسلم عن يمينه حتى يرى بياض خده الأيمن وعن يساره حتى يرى بياض خده الأيسر ......قال الحصكفي: وتنقطع به التحريمة بتسليمة واحدة......ولا يخرج المؤتم بنحو سلام الإمام بل بقهقهته وحدثه عمداً لانتفاء حرمتها ......قال ابن عابدين: قوله: ولا يخرج المؤتم) أي عن حرمة الصلاة فعليه أن يسلم، حتى لو قهقه قبله انتقض وضوئه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر ولجميع المؤمنين“: ج۲، ص: ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰)

ثم يسلم تسليمتين: تسليمة عن يمينه وتسلمة عن يساره ويحول في التسليمة الأولىٰ وجهه عن يمينه حتى يرى بياض خده الأيمن وفي التسليمة الثانية عن يساره حتى يرى بياض خده الأيسر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلاة، الفصل الثالث: في سنن الصلاة، وآدابها وكيفيتها“: ج۱، ص: ۱۳۴)

جلسہ کی دعاء فرض ونفل میں پڑھ سکتے یا نہیں؟

(۴۰) **سوال**: کیا نماز میں جلسہ کی دعا امام مقتدیوں اور منفرد سب کو اور فرض ونوافل سب میں پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جلسہ کو طویل نہ کیا جائے ہاں اگر دعاء ماثورہ جلسہ میں پڑھی جائے تو یہ بھی بہتر ہے خاموش رہ کر جلسہ کو طویل کرنا فساد نماز کا باعث ہو سکتا ہے جلسہ کی دعاء فرض ونفل سب نمازوں میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر امام جلسہ میں دعاء پڑھنا چاہے تو مقتدیوں کا خیال کرے اگر مقتدی نماز کے لمبا ہونے کی وجہ سے تنگی میں مبتلاء ہو سکتے ہوں تو وہ جلسہ میں دعاء نہ پڑھے بہر حال سجدہ سہو جلسہ میں تاخیر ہو جانے پر لازم نہیں ہے نیز اس کو جلسہ بین السجدتین کہتے ہیں۔

”ولیس بینهما ذکرمسنون ...... وما ورد محمول علی النفل ...... ثم الحمل المذکور صرح به المشائخ في الوارد في الرکوع والسجود ...... وقال إن ثبت في المکتوبة فلیکن في حالة الإنفراد أوالجماعة والمأمون محصورون لا یقتلون بذلك الخ“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۱۱/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،مطلب: في إطالة الرکوع للجائي“: ج۲،ص:۲۱۲.
قوله: (بلا اعتماد إلخ) أي علی الأرض، قال في الکفایة: أشار به إلی خلاف الشافعي في موضعین: أحدها یعتمد بیدیه علی رکبتیه عندنا وعنده علی الأرض. والثاني الجلسة الخفیفة. قال شمس الأئمة الحلواني: الخلاف في الأفضل حتی لو فعل کما هو مذهبنا لا بأس به عند الشافعي، ولو فعل کما هو مذهبه لا بأس به عندنا کذا في المحیط. اهـ. قال في الحلیة: والأشبه أنه سنة أو مستحب عند عدم العذر، فیکره فعله تنزیها لمن لیس به عذر. اهـ. وتبعه في البحر وإلیه یشیر قولهم: لا بأس فإنه یغلب فیها ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قرأت میں بھول ہونے پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(۴۱) **سوال:** امام نے سورہ اخلاص کی چند آیتیں پڑھیں بعد میں بھول گیا پھر (سورہ لہب) پڑھنی شروع کردی یاد آنے پر پھر ''سورہ اخلاص'' شروع کردی جہاں سے چھوڑ دیا تھا، ایسی صورت میں امام پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد قاسمی، ہاپوڑ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز درست ہوگئی سجدہ سہو کی کوئی وجہ نہیں؛ اس لیے سجدہ سہو لازم نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۳/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ترکه أولیٰ. أقول: ولا ینافي هذا ما قدمه الشارح في الواجبات حیث ذکر منها ترك قعود ثانیة ورابعة لأن ذاك محمول علی القعود الطویل. ولذا قیدت الجلسة هنا بالخفیفة تأمل. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في إطالة الرکوع للجائي''، ج۲، ص: ۲۱۳، ۲۱۴)

(۱) لو ذکر آیة مکان آیة، إن وقف وقفاً تاماً ثم وابتدأ بآیة أخریٰ أو بعض آیة لا تفسد صلاة کما لو قراء والعصر، إن الإنسان، ثم قال: ﴿إن الابرار لفي نعیم﴾ أو قرأ ﴿والتین﴾ إلی قوله: ﴿وهذا البلد الأمین﴾ ووقف ثم قرأ ﴿لقد خلقنا الإنسان في کبد﴾ أو قرأ ﴿إن الذین آمنوا وعملوا الصلحت﴾ ووقف ثم قال: ﴿أولئك هم شر البریة﴾ لا تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلاء، الفصل الخامس: في زلة القاري''، ج۱، ص: ۱۳۸)

(ولا یتعین بشيء من القرآن لصلاة علی طریق الفرضیة) بل تعین الفاتحة علی وجه الوجوب. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تکون سنة عین وسنة کفایة''، ج۲، ص: ۲۶۵)

فرض کی آخری دو رکعتوں میں

جہراً سورہ فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۴۲) **سوال**: فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں امام یا منفرد سورۂ فاتحہ جہراً پڑھ جائے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں اور سجدہ سہو نہ کرنے کی صورت میں نماز کا اعادہ لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امیر المومن، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سورۂ فاتحہ کی تین آیات سے زائد اگر جہراً پڑھ دی امام ہو یا منفرد، نماز سری ہو یا جہری بہر صورت سجدہ سہو واجب ہوگا اور سجدہ سہو نہ کرنے پر نماز کا اعادہ ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۵/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ فاتحہ سے قبل دوسری سورت پڑھ لی

(۴۳) **سوال**: ایک شخص نے سورہ فاتحہ سے قبل نماز میں دوسری سورت پڑھ لی جب یاد آیا تو پھر الحمد شریف پڑھ لی پھر سجدہ سہو کرلیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فیاض الدین، بہار شریف

---

(۱) قوله والجهرو الإسرار فيما يجهر ويسر) فالحاصل أن الإخفاء في صلاة المخافة واجب على المصلي إماما كان، أو منفرداً، هي صلاة الظهر والعصر والركعة الثالثة من المغرب والأخريان من صلاة العشاء وصلاة الكسوف والاستسقاء، وهو واجب على الإمام اتفاقاً وعلى المنفرد على الأصح الخ. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة": ج۱ص:۵۲۷)

وضم سورة أو ما قام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار نحو:...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز درست ہوگئی اس لیے کہ مطلقاً قرأت تو فرض ہے لیکن سورہ فاتحہ کو مقدم اور ضم سورۂ کو مؤخر کرنا واجب ہے اور ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۷/۷/۲/۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ فاتحہ کی ایک آیت چھوٹ جائے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے تو؟

(۴۴)**سوال:** (۱) زید مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا سورہ فاتحہ میں ﴿إهدنا الصراط المستقيم﴾ ایک آیت چھوٹ گئی سجدہ سہو بھی نہیں کیا اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۲) سورہ فاتحہ کی مکمل ایک آیت چھوٹ جائے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عابد حسن، مہاراشٹر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثاً قصارا. (الحصکفی، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج۲، ص:۱۴۹)

(۱) ومن سها عن فاتحة الكتاب في الأولى أو في الثانية وتذكر بعد ما قرأ بعض السورة يعود فيقرأ بالفاتحة ثم بالسورة قال الفقيه أبو الليث: يلزمه سجود السهو وإن كان قرأ حرفا من السورة، وكذلك إذا تذكر بعد الفراغ من السورة أو في الركوع أو بعد ما رفع رأسه من الركوع، فإنه يأتي بالفاتحة ثم يعيد السورة ثم يسجد للسهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو، واجبات الصلاة أنواع“: ج۱، ص:۱۸۶)

(وتقديم الفاتحة على كل السورة) وكذا ترك تكريرها قبل سورة الأوليين. قوله: (على كل السورة) حتى قالوا لو قرأ حرفا من السورة ساهيا ثم تذكر يقراء الفاتحة ثم السورة، ويلزمه سجود السهو بحر، وهل المراد بالحرف حقيقته أو الكلمة، يراجع ثم رأيت في سهو البحر قال. بعد ما مر: وقيده في فتح القدير بأن يكون مقدار ما يتأدى به ركن. اهـ.

أي لأن الظاهر أن العلة هي تأخير الابتداء بالفاتحة والتأخير اليسير، وهو ما دون ركن معفو عنه تأمل. ثم رأيت صاحب الحلية أيد ما بحثه شيخه في الفتح من القيد المذكور بما ذكروه من الزيادة على التشهد في القعدة الأولىٰ الموجبة للسهو بسبب تأخير القيام عن محله، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) صورت مسئولہ میں نماز واجب الاعادہ ہے۔ دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

(۲) سورہ فاتحہ کی مکمل آیت چھوٹ جائے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے، تو نماز واجب الاعادہ ہے؛ اس لئے کہ پوری سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں واجب ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسافر امام نے چار رکعت پڑھادی اور سجدہ سہو بھی نہ کیا

(۴۵) **سوال:** ایک مسافر نے امام بن کر بھولے سے چار رکعت پڑھادی اور سجدہ سہو بھی نہ کیا اور وقت بھی ختم ہوگیا اور عرصہ بیس سال ہوگیا تو امام کیا قضا نماز پڑھے اور مقتدی کیا کریں کیا ان کو بھی قضا کرنا ضروری ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابراہیم صاحب، گورکھپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وأن غير واحد من المشايخ قدرها بمقدار أداء ركن. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل شفع من النفل صلاة“: ج۲،ص:۱۵۱،۱۵۲)

(۱)ثم واجبات الصلاة أنواع (منها) قراءة الفاتحة والسورة إذا ترك الفاتحة في الأولیین أو إحداهما يلزمه السهو، وإن قرأ أكثر الفاتحة ونسي الباقي لا سهو عليه، وإن بقي الأكثر كان عليه السهو إماما كان أو منفردا، كذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة:الباب الثاني عشر في سجود السهو“:ج۱،ص:۱۸۵)

(و هي قراءة فاتحة الكتاب) فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها؛ ولكن في المجتبى يسجد بترك آية منها وهو أولیٰ قوله: (بترك أكثرها) .... وفي القهستاني أنها بتمامها واجبة عنده وأما عندهما فأكثر ها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج۲،ص:۱۴۸،۱۴۹)

فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها؛ لكن في المجتبى يسجد بترك آية منها وهو أولیٰ (درمختار) وفي الشامية: وفيه نظر؛ لأن الظاهر أن ما في المجتبى مبني على قول الإمام بأنها......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں امام کی نماز تو درست ہوگئی لیکن مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی؛ اس لیے کہ دو رکعت امام کی فرض ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی، تو آخر کی دو رکعتوں میں فرض نماز پڑھنے والوں نے نفل پڑھنے والے کی اتباع کی اور یہ جائز نہیں ہے امام کی نماز بھی اس صورت میں درست ہوئی جب کہ اس نے قعدہ اولیٰ کرلیا ہو اور سجدہ سہو بھی کرلیا ہو اگر سجدہ سہو نہیں کیا، تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہوگیا؛ البتہ نماز واجب الاعادہ رہی۔ مقتدیوں کو نماز کا دوہرانا لازم ہے ان کو اس کی اطلاع کی جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۴/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بتمامها واجبة، وذكر الآية تمثيل لا تقييد؛ إذ (بترك شيء منها آية أو أقل و: (حرفاً لا يكون آتيا بكلها الذي هو الواجب. (أيضاً:)

وإن تركها في الأخريين لا يجب إن كان في الفرض، وإن كان في النفل أو الوتر وجب عليه لوجوبها في الكل. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة:باب سجود السهو“:ج۲،ص:۱۶۶)

(۱)تنبيه يؤخذ من هذا أنه لو اقتدى مقيمون بمسافر وأتم بهم بلا نية إقامة وتابعوه فسدت صلاتهم لكونه متنفلا في الأخريين، نبه على ذلك العلامة الشرنبلالي في رسالته في المسائل الأثنى عشرية؛ وذكر أنها وقعت له ولم يرها، في كتاب. قلت: وقد نقلها الرملي في باب المسافر عن الظهيرية، وسنذكرها هناك أيضاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحدة؟“:ج۲،ص:۳۲۷)

فلو أتم مسافر إن قعد في) القعدة (الأولىٰ تم فرضه و) لكنه (أساء) لو عامدا لتأخير السلام وترك واجب) القصر وواجب تكبيرة افتتاح النفل وخلط النفل بالفرض، وهذا لايحل كما حرره القهستاني، بعد أن فسر أساء. بأثم واستحق النار (وما زاد نفل) كمصلى الفجر أربعا (وإن لم يقعد بطل فرضه) وصار الكل نفلًا لترك القعدة المفروضه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۶۰۹، ۶۱۰)

قوله:(لم يصر مقيما) فلو أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهيرية، أي إذا قصدوا متابعته أما لو نووا مفارقته ووافقوه صورة فلا فساد. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۶۱۲)

عصر کی چاروں رکعتوں میں سورت ملانا

(۴۶) **سوال**: زید نے عصر کی چاروں رکعتوں میں سورت ملالی اور سجدہ سہو نہیں کیا، تو نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل الرحمٰن، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اس لیے بغیر سجدہ سہو کے نماز صحیح اور درست ہوگئی ہے۔

’’وفي أظهر الروايات لا يجب سجود السهو لأن القراء فيهما مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب‘‘[(۱)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۱ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

واجب نہ ہونے کے باوجود امام نے سجدہ سہو کرلیا، تو مسبوق کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۴۷) **سوال**: نماز میں واجب سمجھ کر امام کا سجدہ سہو کرنا جب کے سجدہ سہو واجب نہ ہو تو مسبوق مقتدی کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة‘‘: ج ۲، ص: ۱۵۰.
كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقراء في الركعتين الأوليين من صلاة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين يطول في الأولىٰ ويقصر في الثانية ويسمع الآية أحيانا وكان يقراء في العصر بفاتحة الكتاب وسورتين وكان يطول في الأولىٰ وكان يطول في الركعة الأولىٰ من صلاة الصبح ويقصر في الثانية. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الأذان: باب القراءة في الظهر‘‘: ج ۱، ص: ۱۰۵، رقم: ۷۵۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسبوق مقتدیوں کی نماز بھی صحیح قول کے مطابق صحیح ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اگر چار کا ظن غالب ہوتے ہوئے ایک اور رکعت ملائی، تو سجدہ سہو کافی ہے یا نماز کا اعادہ ضروری ہے؟

(۴۸) **سوال:** اگر کوئی منفرد فرض نماز ادا کرے اور چوتھی رکعت کے بعد یہ تذبذب ہو جائے کہ تین رکعتیں ہی ہوئیں یا چار، اور ظن غالب چار رکعتوں کا ہو پھر تشہد کے بعد ایک اور رکعت پڑھ لے، تو کیا سجدہ سہو کر سکتا ہے یا نماز لوٹانی پڑے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد جاوید، محی الدین پور

---

(۱) قوله: (كما صلى) أشار بالكمية إلى أن الشك في العدد، فلو في الصفة كما لو شك في ثانية الظهر أنه في العصر، وفي الثالثة أنه في التطوع وفي الرابعة أنه في الظهر، قالوا: يكون في الظهر، ولا عبرة بالشك، وتمامه في البحر.

قوله: (استأنف بعمل مناف إلخ) فلا يخرج بمجرد النية، كذا قالوا. وظاهره أنه لا بد من العمل، فلو لم) يأت بمناف وأكملها على غالب ظنه لم تبطل إلا أنها تكون نفلاً ويلزمه أداء الفرض، ولو كانت نفلاً ينبغي أن يلزمه قضاؤه وإن أكملها؛ لوجوب الاستئناف عليه، بحر، وأقره في النهر والمقدسي.

قوله: (وإن كثر شكه) بأن عرض له مرتين في عمره على ما عليه أكثرهم، أو في صلاته على ما اختاره فخر الإسلام. وفي المجتبى: وقيل: مرتين في سنة، ولعله على قول السرخسي، بحر ونهر.

قوله: (للحرج) أي في تكليفه بالعمل باليقين.

قوله: (وإلا) أي وإن لم يغلب على ظنه شيء، فلو شك أنها أولىٰ الظهر أو ثانيته يجعلها الأولىٰ ثم يقعد لاحتمال أنها الثانية ثم يصلي ركعة ثم يقعد لما قلنا، ثم يصلي ركعة ويقعد لاحتمال أنها الرابعة، ثم يصلي أخرى ويقعد لما قلنا، فيأتي بأربع قعدات قعدتان مفروضتان وهما الثالثة والرابعة، وقعدتان واجبتان؛ ولو شك أنها الثانية أو الثالثة أتمها وقعد ثم صلى أخرى وقعد ثم الرابعة وقعد، وتمامه في البحر وسيذكر عن السراج أنه يسجد للسهو. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲، ص:۵۶۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بھولے سے ایسا ہوا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا ورنہ اعادہ لازم ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

منفرد بھولے سے قاعدہ اولی پر سلام پھیر دے تو نماز از سر نو پڑھے یا نہیں؟

(۴۹) **سوال:** منفرد اگر بھولے سے قعدہ اولیٰ میں سلام پھیر دے اور اتنی دیر بیٹھا رہے کہ تین بار سبحان اللہ کہا جائے تو کیا کرے از سر نو نماز شروع کرے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محمد ذوالفقار، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایک رکن کی مقدار کے بعد یاد آئے تو از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر ایک رکن کی مقدار سے پہلے یاد آئے تو کھڑے ہوکر نماز پوری کرے اور فرض کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۷/۷/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(وإن كثر) شكه (عمل بغالب ظنه إن كان) له ظن للخرج (وإلا أخذ بالأقل) ليتقنه......قوله:(وإلا)......ولو شك أنها الثانية أو الثالثة أتمها وقعد ثم صلى أخرى وقعد ثم الرابعة وقعد، وتمامه في البحر، وسيذكرعن السراج أنه يسجد للسهو. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۶۱)

(۲)ولو سلم على رأس الركعتين على ظن أنها رابعة فإنه يمضى على صلاته ويسجد للسهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع: فيما يفسد الصلاة ما يكره فيها'': ج۱،ص:۱۵۷)
(إلا السلام ساهياً)، للتحليل: أي للخروج من الصلاة (قبل إتمامها على ظن إكمالها) فلا يفسد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غلطی سے مسبوق سمجھ کر کھڑا ہو گیا

(۵۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک شخص شروع سے امام کے ساتھ نماز میں شریک تھا؛ لیکن جب امام نے سلام پھیرا تو اس کے بازو میں مسبوق کھڑا ہوا، تو وہ بھی اپنے آپ کو مسبوق سمجھ کر کھڑا ہو گیا اب اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد، اعظم گنٹور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ شخص مدرک تھا اور غلطی سے اس نے اپنے آپ کو مسبوق سمجھ کر امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو گیا تو جب تک اس نے رکعت پوری نہیں کی ہے اس کو چاہیے کہ واپس تشہد میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے اپنی نماز پوری کرے اور اگر کھڑے ہونے کے بعد ایک رکعت پوری کر چکا ہے تو اسے چاہیے کہ دوسری رکعت بھی مکمل کر لے اور سجدہ سہو کر کے نماز کو پوری کرے؛ لیکن اگر ایک رکعت پر ہی بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز کو مکمل کر لیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

”(وإن قعد في الرابعة) مثلاً قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) (وإن سجد للخامسة سلموا) (وضم إليها سادسة) لو في العصر وخامسة في المغرب ورابعة في الفجر، به يفتى (لتصير الركعتان له نفلاً) والضم هنا آكد، ولا عهدة لو قطع، ولو بأس بإتمامه في وقت كراهة على المعتمد (وسجد للسهو) في الصورتين لنقصان فرضه بتأخير السلام في الأولى وتركه في الثانية“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وما يكره فيها، مطلب: في الفرق بين السهو والنسيان“: ج۲، ص: ۳۷۲)
أما إن طال تفكره بأن كان مقدار مايمكنه أن يؤدي فيه ركناً من أركان الصلاة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سورہ فاتحہ سے پہلے تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

(۵۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

في الفتاوی الهندية: ''ولو قرأ التشهد في القيام إن كان في الركعة الأولى لا يلزمه شيء، وإن كان في الركعة الثانية اختلف المشايخ فيه، والصحيح أنه لا يجب، كذا في الظهيرية'' (عالمگيرى، ''الصلات: باب سجود السهو'': ج ۱، ص: ۱۴۴) اس اعتبار سے اگر دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے کوئی تشہد پڑھ لے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا جب کہ بعض فتاویٰ میں کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو واجب ہوگا؟ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمادیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: احسان قاسمی، بستوی

الجواب و بالله التوفيق: اگر پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے کوئی تشہد پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے اور اگر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے کوئی تشہد پڑھ لے تو اس صورت میں سجدہ سہو کے وجوب میں حضرات فقہا کا اختلاف ہے، اصولی طور پر سجدہ سہو واجب ہونا چاہیے اس لیے کہ واجب میں تاخیر کی بنا پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے پہلی رکعت میں تشہد یہ ثنا کی جگہ میں ہے اس لیے وہاں واجب میں تاخیر نہیں ہوئی لیکن دوسری رکعت میں واجب میں تاخیر ہوئی ہے اسی لیے بعض فقہاء نے اس صورت میں بھی سجدہ سہو کو واجب قرار دیا ہے چناں چہ طحطاوی میں ہے:

''ولو قرأ التشهد مرتين في القعدة الأخيرة أو تشهد قائماً أو راكعاً أو ساجداً

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ...... **كالركوع والسجود ...... وفي الاستحسان عليه السهو ...... وجه الاستحسان، أن الفكر الطويل في هذه الصلاة مما يؤخر الأركان عن أوقاتها فيوجب تمكن النقصان في الصلاة فلا بد من جبره بسجدتي السهو. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو، وسببه'': ج ۱، ص: ۴۰۲)**

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج ۲، ص: ۵۵۳، ۵۵۴.

وإذا قعد المصلي في صلاته وتشهد ثم شك أنه صلى ثلاثاً أو أربعاً حتى شغله ذلك عن التسليم ثم استيقن أنه صلى أربعا فأتم صلاته فعليه سجدتا السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج ۱، ص: ۱۸۷)

لا سهو عليه،منية المصلي. لكن إن قرأ في قيام الأولىٰ قبل الفاتحة أو في الثانية بعد السورة أو في الأخيرتين مطلقاً لا سهو عليه، وإن قرأ في الأوليين بعد الفاتحة والسورة أو في الثانية قبل الفاتحة وجب عليه السجود؛ لأنه أخر واجباً‘‘(۱)

طحطاوی کی اسی عبارت کے پیش نظر فتاوی دارالعلوم زکریا میں بھی سجدہ سہو کے وجوب کا فتوی دیا گیا ہے۔لیکن اس سلسلے میں مفتی بہ قول عدم وجوب سجدہ سہو کا ہے اس لیے کہ حضرات فقہاء نے اس سلسلے میں اختلاف کونقل کرنے کے بعد اصح عدم وجوب سجدہ سہوکوقرار دیا ہے چناں چہ نہر الفائق میں ہے:

’’وقالوا:لو أتى بالتشهد في قيامه أو قعوده أو سجوده فلا شيء عليه؛ لأنها محل الثناء، وهذا يقتضى تخصيص القيام بالأولىٰ، ومن ثم قال في (الظهيرية): إنه في الأولىٰ فلا شيء عليه، واختلف المشايخ في الثانية، والصحيح أنه لا يجب، وقيده الشارح بما قبل الفاتحة، أما بعدها قبل السورة فيجب على الأصح؛ لتأخير السورة‘‘(۲)

’’ومنها: لو تشهد في قيامه بعد الفاتحة لزمه السجود، وقبلها لا، على الأصح؛ لتأخير الواجب في الأول وهو السورة، وفي الثاني محل الثناء وهو منه، وفي الظهيرية: لو تشهد في القيام، إن كان في الركعة الأولىٰ لا يلزمه،شيء وإن كان في الثانية اختلف المشايخ فيه، والصحيح أنه لا يجب‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،’’كتاب الصلاة:باب سجود السهو‘‘:ص:۴۶۱.
(۲) النهر الفائق شرح كنز الدقائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘:ج۱،ص:۳۲۴.
(۳)ابن نجيم،البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۱۷۲.

باب السجود

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد سوچنے لگا

(۵۲) **سوال:** آخری تشہد کے بعد سوچنے لگا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: امام مسجد جھبیرن، متصل: دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں سجدہ سہو تو لازم نہیں لیکن ایسا کرنا نہیں چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۶/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تکبیر دوبارہ کہہ دی اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۵۳) **سوال:** امام صاحب نے سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر دوبارہ کہہ دی اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حسام الدین صدیقی

الجواب و باللہ التوفیق: تکبیر انتقالیہ کے دوبارہ (مکرر) کہہ دینے سے سجدہ سہو

---

(۱)وثانی عشر با التكبيرات التي يؤتى بها في خلال الصلاة عند الركوع والسجود والرفع من والنهوض من السجود أو القعود إلى (القيام وكذا التسميع ونحوه فهي مشتملا على ست سان كا ترى. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“:ج۱،ص:۴۸۳)

ولايجب السجود إلا بترك واجب إلى قوله ولا يجب بترك التعوذ وتكبيرات الانتقال إلا في تكبيرة ركوع الركعة الثانية من صلاة العيد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“:ج۱،ص:۱۲۶)

ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل إساءة لو عامدا غير مستخف. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: سنن الصلاة“:ج۲،ص:۱۷۰)

لازم نہیں ہوتا؛ اس لیے نماز درست ہوگئی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۷/۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض کی تقدیم وتأخیر سے سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے

(۵۴) **سوال:** اگر واجب چھوٹ جائے یا فرض میں تقدیم یا تاخیر ہوجائے اور سجدۂ سہو کرلیا جائے تو نماز ادا ہوجاتی ہے یا اس میں کوئی کمی رہتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، ترکمان گیٹ

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز ادا ہوگئی نماز میں جو کمی آئی تھی وہ سجدہ سہو سے پوری ہوگئی۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۷/۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا یجب السجود إلا بترك واجب، أو تأخیره، أو تأخیر ركن، أو تقدیمه، أو تكراره، أو تغییر واجب بأن یجهر فیما یخافت، وفي الحقیقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۵)

(۲) كل صلاة أدیت مع كراهة التحریم تعاد أي وجوباً في الوقت وأما بعده فندب. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب قضاء الفوائت، مطلب: في تعریف الإعادة'': ج۲،ص:۵۲۰)

تنبیه یؤخذ من لفظ الإعادة ومن تعریفها بما مرأت ینوي بالثانیة الفرض لأن مافعل أولاً وهو الفرض فإعادته فعله ثانیاً؛ أما على القول بأن الفرض یسقط بالثانیة فظاهر وأما على القول الأخر فلان المقصود من تكریرها ثانیاً جبر نقصان الأولیٰ فالأولیٰ فرض ناقص والثانیة فرض كامل مثل الأولیٰ ذاتاً مع زیادة وصف الكمال، ولو كانت الثانیاً لفظاً لزم أن تجب القراءة في ركعاتها الأربع وأن لاتشرع الجماعة فیها ولم یذكروه ولا یلزم من كونها فرض كامل مثل الأولیٰ ذاتاً مع زیادة وصف الكمال،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرض کی تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ دی

(۵۵)**سوال:** زید نے فرض کی تیسری رکعت میں بھولے سے سورہ فاتحہ کے بجائے سورہ اخلاص پڑھ دی اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہ کیا نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجید، آسامی

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں سورہ فاتحہ کے بجائے تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ دی تو نماز درست ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۷/۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولو كانت الثانياً لفظاً لزم أن تجب القراءة في ركعاتها الأربع وأن لا تشرع الجماعة فيها ولم يذكروه ولا يلزم من كونها فرض عدم سقوط الفرض بالأولىٰ؛ لأن المراد أنها تكون فرضاً بعد الوقوع أما قبله فالفرض هو الأولىٰ.

سها عن الوقود الأول من الفرض ولو عملياً أما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة (ثم تذكره عاد إليه وتنهر، ولا سهو)، عليه في الأصح (مالم يستقم قائماً) في ظاهر المذهب وهو الأصح فتح (وإلا) أي وإن استقام قائماً (لا) يعود لاشتغاله لافرض القيام (وسجد السهو) لترك الواجب (فلو عاد إلى قعود) يعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعي (وقيل: لا) تفسد لكنا يكون مسيئاً ويسجد لتأخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال وهو الحق بحر. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص:۵۴۸)

(۱)ولو قرأ في الأخريين الفاتحة و السورة لا يلزمه السهو وهو الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱،ص:۱۸۶)

(واكتفى) المفترض (فيما بعد الأولیين بالفاتحة) فإنها سنة على الظاهر ولو زاد لا بأس به (قوله: (ولو زاد لا بأس) أي لو ضم إليها سورة لابأس به لأن القراءة في الأخريين مشروعة من غير تقدير. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کیسے کریں؟

(۵۶) **سوال:** جمعہ وعیدین میں اگر کوئی ایسی غلطی ہو جائے جس سے سجدہ سہو لازم ہو تو سجدہ سہو کیسے کرے جب کہ لوگ بکثرت ہوتے ہیں ان کو مغالطہ لگنے کا قوی اندیشہ ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فاروق، ضلع: الور، راجستھان

الجواب و بالله التوفيق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں بھی اگر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو سجدہ سہو کیا جائے لیکن کثرت ازدہام کی وجہ سے یہ خوف ہو کہ سجدہ سہو کرنے کی صورت میں کچھ نمازیوں کو سجدہ سہو کا علم نہ ہو سکے گا اور وہ امام کی اتباع سے الگ ہو جائیں گے اور ان کی نماز فاسد ہو جائے گی تو سجدہ سہو نہ کیا جائے نیز ایسی صورت میں بھی نماز ادا ہو جائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۱۱/۲۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مهم في عقد الأصابع أو التشهد"، ج۲، ص:۲۲۱)

وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار أو آية طويلة في الأوليين بعد الفاتحة كذا في النهر الفائق وفي جميع ركعات النفل والوتر هكذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلاة، الفصل الثاني: في واجبات الصلاة": ج۱، ص:۱۲۸)

ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أوتقديمه أو تكراره أو تغير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب، كذا في الكافي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو": ج۱، ص:۱۸۵)

وإن تركها في الأخريين لايجب إن كان في الفرض وإن كان في النفل أو الوتر وجب عليه. (أيضاً: ج۱، ص:۱۸۵)

(۱) (والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر، وأقره المصنف، وبه جزم في الدرر. قوله: (عدمه في الأوليين) الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم ط وكذا بحثه الرحمتي، وقال خصوصاً في زماننا. وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية: أنه ليس المراد عدم جوازه؛ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں آیات کا مکرر پڑھنا

(۵۷) **سوال:** متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: منشی محمد الیاس، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا

(۵۸) **سوال:** ایک شخص منفرد نے دونوں طرف سلام پھیرا اور پھر واجب شدہ سجدہ سہو کیا تو کیا اس کا سجدہ سہو ادا ہو گیا بعض حضرات کہتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو ساقط ہو گیا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان قاسمی، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: درمختار میں ایک قول کی بنا پر یہ ہے کہ اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو ساقط ہو گیا مگر یہ قول مفتی بہ نہیں ہے؛ بلکہ فتویٰ اس پر ہے کہ سجدہ سہو کے لیے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بل الأولیٰ ترکه لئلا. یقع الناس في فتنة. اهـ.

قوله: (وبه جزم في الدرر) لكنه قيده محشيها الوانى بما إذا حضر جمع كثير، وإلا فلا داعي إلى الترك ط. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۶۰)

السهو في الجمعة والعيدين والمكتوبة والتطوع واحد إلا أن مشايخنا قالو: لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنة، كذا في المضمرات. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱، ص:۱۸۷)

(۱) ولو قرأ الفاتحة إلا حرفاً أو قرأ أكثرها ثم أعادها ساهياً، فهو بمنزلة ما لو قرأها مرتين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر في سجود السهو'': ج۱، ص:۱۸۶)

اصل سلام تو ایک ہی طرف پھیرے لیکن اگر کسی وجہ سے دونوں طرف پھیر دیا تب بھی سجدہ سہو کرسکتا ہے اعادہ اس کا واجب نہیں ہے۔

’’لکن الأحوط الاحتراز عن التسلیمتن خروجا من الخلاف فقط قال بعض من قال بتسلیمة واحدة فقط لسقوطه بهما قال قلت وعلیه فیجب ترك التسلیمة الثانیة‘‘(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۲/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

تشہد میں التحیات سے پہلے ’’بسم اللہ‘‘ پڑھنا

(۵۹) **سوال:** مغرب کی دوسری رکعت میں التحیات سے پہلے میں نے بسم اللہ شریف سہواً پڑھ لی تو مجھ پر سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ اور کون سا تشہد واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمتین، اسلام نگر، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: تشہد ابن مسعود واجب نہیں؛ بلکہ اولیٰ ہے اور بعض تشہدات میں بسم اللہ بھی منقول ہے۔ لہٰذا سجدہ سہو کا وجوب صورت مسئولہ میں نہ ہوگا، البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۲/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ‘‘’’: ج۱، ص: ۷۷۳.

والصواب أن یسلم تسلیمة واحدة وعلیه الجمهور وإلیه إشار في الأصل، کذا في الکافي ویسلم عن یمینه، کذا في الزاهدي وکیفیة أن یکبر بعد سلامه الأوّل ویخر ساجداً ویسبح في سجوده ثم یفعل ثانیا کذلك ثم یتشهد ثانیاً ثم یسلم، کذا في المحیط. (جماعة من علماء الهند، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کے سجدہ سہو پر مقتدی کا کھڑا ہونا

(۶۰) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام:

امام کی ایک رکعت ہوچکی تھی کہ ایک مقتدی نماز میں آ کر ملا اتفاقاً امام نے سجدہ سہو کیا مقتدی نے سمجھا کہ نماز ختم ہوگئی اور وہ کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز درست ہوگی یا نہیں کیوں کہ سجدہ سہو امام پر واجب تھا جس کے لیے اس نے سلام پھیرا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فاروق اعظم، چمپارنی

الجواب و بالله التوفيق: مذکورہ صورت میں اس مقتدی کو کھڑے ہونے کے بعد بھی لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہوجانا چاہئے تھا اس سے اس کی نماز درست ہوجاتی مگر وہ امام کے ساتھ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱،ص:۱۸۵)

(۲)تشهد ابن مسعود رضي الله عنه واجب نہیں بلکہ اولی ہے پس اگر تشہد دوسرے طریق مرویہ کے مطابق پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے اور بعض طرف میں بسم اللہ کی زیادتی بھی ہے لہٰذا سجدہ سہو تو نہ ہوگا مگر ایسا کرنا اچھا نہیں اب اگر محض بسم اللہ زیادہ کیا تو جائز تکونه وارداً اور اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زیادہ کیا تو اسمیں کراہت تنزیہی ہوگی لكونه غير وارد اور سجدہ سہو نہ ہوگا لكنه زيادة في التشهد لا على التشهد والله اعلم. وفي شرح معنى الآثار.

حدثنا أبوبكرة قال ثنا ابو عاصم قال ثنا ابن جريج قال قلت لنافع كان ابن عمر رضي الله عنها بتشهد قال كان قول بسم الله استحيان لله والصلوات لله والزاكيات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ثم بتشهد فيقول شهدت ان لا اله الا الله شهدت ان محمد رسول الله كتاب الصلاة باب التشهد في الصلاة كيف هو، ج۱،ص:۲۶۱،ط: عالم الكثير.

وفي حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح. ذكرها الجلال السيوطي في الدر المنثور بالفاظ مختلفة قوله أن يقول اللهم الخ، ذكر السيوطي ان دعاء القنوت من جملة الذي انزله الله على النبي صلى الله عليه وسلم وكانا سورتين كل سورة ببسملة وفواصل إحداهما تسمى سورة الخلع وهي بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إنا نستعينك إلى قوله من بلفرك والاخرى تسمى سورة الهذ وهي بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إياك بعبد إلى ملحق باب الوتر وأحكامه.(أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي،”كتاب الصلاة:باب سجود السهو“:ص:۳۷۸)

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ويكره أن يقرأ في غير حال القيام لأنه صلى الله عليه وسلم نهي عن القراءة في الركوع والسجود وقال إمام الركوع يعظموا فيه الرب وأما السجود فالشرو فيه عن الدعا، فإنه فمن أن يستجالكم فصل بيان ما تستحب في الصلاة وما يكره. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“:ج۱،ص:۲۱۵)

سجدہ سہو میں شریک نہیں ہوا بلکہ کھڑے ہوکر اپنی نماز پوری کر لی اس امام کے ساتھ نماز کے ایک جز میں شرکت ختم ہوگئی جس کی وجہ سے اس کی نماز درست نہیں ہوئی اس نماز کا اعادہ اس پر ضروری ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۰/۴/۱۴۱۱ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

درود اور دعاء ماثورہ کے بعد سجدہ سہو کرنا

(۶۱) **سوال:** زید پر سجدہ سہو واجب تھا، مگر زید نے درود شریف اور دعاء ماثورہ بھی پڑھ لی تو اب سجدہ سہو کرے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری عبدالقیوم، میرٹھ شہر

الجواب و بالله التوفيق: سجدہ سہو اس صورت میں بھی کرنا درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۹/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً) سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده (ثم يقضي مافاته) ولو سها فيه سجد ثانياً.

قوله: (ولو سها فيه) أي فيها: بقضية بعد فراغ الإمام يسجد ثانيا لأنه منفرد فيه والمنفرد يسجد لسهوه وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهوه ثم سها هو أيضا كفته سجدتان عن السهوين لأن السجود لايتكرر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۴۶، ۵۴۷)

(۲)وقيل: يأتي بالتسليمتين، وهو اختيار شمس الأئمة وصدر الإسلام أخى فخر الإسلام، وصححه في الهداية والظهيرية والمفيد والينابيع، كذا في شرح المنية، قال في البحر: وعزاه أي: الثاني في البدائع إلى عامتهم الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۴۰)

ويأتي بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء في القعود الأخير في المختار، وقيل: فيهما احتياطاً. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۴۲)

ولم يذكر حكم الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم في القعدتين ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

چار رکعت والی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیرنا

(۶۲) **سوال**: امام نے چار رکعت والی نماز میں تین پر سلام پھیر دیا پھر مقتدیوں میں تذکرہ ہوا تو امام صاحب کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پوری کرائی سجدہ سہو کیا اور سلام پھیرا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: فصیح الدین سیفی، آگرہ

الجواب و بالله التوفيق: اگر امام صاحب کچھ نہیں بولے تھے بلکہ سن کر چپ چاپ چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور ایسے ہی جو مقتدی نہیں بولے بلکہ چپ چاپ امام کے ساتھ کھڑے ہو کر چوتھی رکعت پوری کر لی تو ان سب کی نماز ہو گئی اور جو مقتدی بولے اور بات کی ان کی نماز نہیں ہوئی ان پر اعادہ لازم اور فرض ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہے؟

(۶۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہمارے علاقہ میں ایک صاحب ہیں جو ماشاء اللہ کئی سالوں سے جماعت کے کام جڑے

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... والأدعية للاختلاف، فصحح في البدائع والهداية أنه يأتي بالصلاة والدعاء في قعدة السهو لأن الدعاء موضعه آخر الصلاة، ونسبة الأول إلى عامة المشايخ بما وراء النهر وقال: فخر الإسلام: إن اختيار عامة أهل النظر من مشايخنا وهو المختار عندنا، واختار الطحاوي أنه يأتي بها فيها، وذكر قاضي خان وظهير الدين أنه الأحوط وجزم به في منية المصلي في الصلاة ونقل الاختلاف في الدعاء، وقيل: إنه يأتي بها في الأول فقط وصححه الشارح معزيا إلى المفيد؛ لأنها للختم. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة:باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۱۶۵)

(۱) (سلم مصلي الظهر) مثلا (على) رأس (الركعتين توهما) إتمامها (أتمها) أربعا (وسجد للسهو) لأن السلام ساهيا لايبطل لأنه دعاء في وجه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۵۵۹)

ہوئے ہیں چند روز پہلے ظہر کی نماز میں میری اور ان کی دو رکعت چھوٹ گئی امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اپنی دونوں رکعتیں پوری کی میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو کیا، اب مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اگر امام کے پیچھے کوئی رکعت چھوٹ جائے، تو سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ رہی ہوگی کہ انہوں نے سجدہ سہو کیا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نسیم، دہلی

الجواب و بالله التوفيق: جس کی امام کے ساتھ کوئی رکعت چھوٹ جائے اس کو مسبوق کہتے ہیں، مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت اسی طرح پوری کرتا ہے جس طرح کہ منفرد اپنی نماز پوری کرتا ہے، یعنی قرأت وغیرہ امور انجام دیتا ہے، اس میں کبھی سجدہ سہو کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے، پس مسبوق کے لیے سجدہ سہو ضروری نہیں ہے، لیکن اگر چھوٹی ہوئی رکعت کے پورا کرنے کے دوران ایسی غلطی ہوگئی جس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، تو مسبوق کو بھی سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔

”(والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد) حتى يثنى ويتعوذ ويقرأ، وإن قرأ مع الإمام لعدم الإعتداد بها لكراهتها مفتاح السعادة (فيما يقضيه) أي:بعد متابعته لإمامه،فلو قبلها فالأظهر الفساد،ويقضى أول صلاته في حق قراءة، وآخرها في حق تشهد؛(في الشاميه)، ويلزمه السجود إذا سها فيما يقضيه كما يأتي، وغير ذلك مما يأتي متنا وشرحا“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۶/۲۹ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده“: ج۲،ص:۳۴۶، ۳۴۷.

باب السجود

وتر میں قعدہ اولیٰ کے ترک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہوگی کہ نہیں؟

(۶۴) **سوال:** اگر امام وتر کی نماز میں دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہوگیا تو سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی یا نہیں جب کہ قعدۂ اولیٰ مکمل طور پر چھوٹ گیا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: خورشید عالم، سہارنپور

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں اگر امام نے سجدۂ سہو کرلیا تو نماز درست ہو جائے گی اس لیے کہ قعدۂ اولیٰ واجب ہے فرض نہیں اور واجب کے ترک کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جاتی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ثنا یا سورت بھول جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۶۵) **سوال:** نماز میں اگر ثنا چھوٹ جائے تو نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ اور اگر سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھول جائے تو کیا حکم ہے، سجدہ سہو واجب ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، مہتاب پور

الجواب و بالله التوفيق: نماز میں اگر ثنا چھوٹ جائے تو نماز نہ قابل اعادہ ہے اور نہ ہی کوئی فساد نماز میں آیا بلکہ صرف ترک سنت ہوا اگر بھول کر ہوا تو وہ معاف ہے اور اگر دانستہ ایسا

(۱) ولا يجب السجود إلا بترك واجب، أو تاخيره، أو تاخير ركن، أو تقديمه، أو تكراره، أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب كذا في الكافي. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱، ص:۱۸۵)

کیا تو اچھا نہیں کیا، بہر صورت سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ (۱)

اگر سورت ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور اگر سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے ترک واجب کی بنا پر۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۱۰/۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں ڈکار، چھینک کی وجہ سے تلاوت میں تاخیر ہونے پر سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۶۶) **سوال:** بعض مرتبہ نماز میں لگاتار ڈکار، چھینک اور کھانسی آتی ہے جس کی وجہ سے تلاوت وغیرہ میں کافی تاخیر ہو جاتی ہے کیا اس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سہیل، کشن گنج

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں طبعی عذر چھینک ڈکار وغیرہ کی وجہ سے جو تاخیر ہو رہی ہے اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ (۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۱/۲۵ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولایجب بترك التعوذ والبسملة في الأولیٰ والثناء. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“: ج۱، ص:۱۸۵)

(۲) لو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو. (أيضاً: ص:۱۸۶)

(۳) أما مالا يمكن الامتناع عنه فلا يفسد عند الكل كالمريض إذا لم يملك نفسه من الأمين والتاؤه لأنه حينئذ كالعطاس والجشاء إذا حصل بهما حروف. (ابن نجيم، البحر الرائق، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مدرک قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے سلام پھیرنے کے تھوڑی دیر بعد سلام پھیرا تو سجدہ سہو کرے گا یا نہیں؟

(۶۷)**سوال:** سجدہ سہو کے باب میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ مقتدی کا ترک واجب اس پر سجدہ سہو کو لازم نہیں کرتا ہے؟ مقتدی مدرک قعدہ اخیرہ میں ہیئت مسنونہ پر سوتا رہا حتی کہ امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو گیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے اتنی دیر بعد بیدار ہوا کہ اس دوران کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جا سکے تو آیا سجدہ سہو کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، باغوں والی

الجواب و باللہ التوفیق: بشرط صحت سوال اگر مقتدی نے امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرا اور سوتا رہا اور جوں ہی بیدار ہو سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۸/۵/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها": ج۲، ص:۷)

(والتنحنح) بحرفين (بلا عذر) أما به بأن نشأ من طبعه فلا (أو) بلا (غرض صحيح) فلو لتحسين صوته أو يهتدى إمامه للإعلام أنه في الصلاة فلا فساد على الصحيح .... قوله: (إلا لمريض) قال في المعراج: ثم إن كان الأنين من وجع مما يمكن الإمتناع عنه، فعن أبي يوسف يقطع الصلا، وإن كان مما لا يمكن لا يقطع. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة: وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها رد السلام": ج۲، ص:۳۷۶، تا۳۷۸)

(۱) وقوله مع الإمام: بيان للأفضل يعنى الأفضل للمأموم المقارنة في التحريمة والسلام عند أبي حنيفة، وعندهما الأفضل عدمها؛ للاحتياط، وله أن الاقتداء عقد موافقة، وإنها في القران لا في التأخير، وإنما شبه السلام بالتحريمة؛ لأن المقارنة في التحريمة باتفاق الروايات عن أبي حنيفة، وأما في السلام ففيه روايتان، لكن الأصح ما في الكتاب، كما في الخلاصة. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة": ج۱، ص:۵۸۱) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دو سجدوں کے بجائے ایک سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا

(۶۸)**سوال**: ایک شخص پہلے سجدے کے بعد اٹھ گیا، دوسرا سجدہ رہ گیا اب وہ کیا کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم عالم، گڈاوی

الجواب و بالله التوفيق: دوران نماز جس وقت یاد آئے اسی وقت دوسرا سجدہ کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز کا اعادہ کرے۔ کیوں کہ دونوں سجدے فرض ہیں اور فرض کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۱ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ومنها) أنه لو سلم ساهيا أو قبله لايلزمه سجود السهو، وإن سلم بعده لزمه، كذا في الظهيرية، هو المختار، كذا في جواهر الأخلاطي، وإن سلم مع الإمام على ظن أن عليه السلام مع الإمام فهو عمد فتفسد، كذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس:في الإمامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق“: ج۱،ص:۱۴۹)

ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره. قوله:(لو أتمه إلخ) أي لو أتم المؤتم التشهد، بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتي بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز:أي صحت صلاته؛ لحصوله بعد تمام الأركان؛ لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهد لكنه قعد قدره؛لأن المفروض من القعدة قدر أسرع ما يكون من قراءة التشهد وقد حصل، وإنما كره للمؤتم ذلك؛ لتركه متابعة الإمام بلا عذر، فلو به كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مار بين يديه فلا كراهة، كما سيأتي قبيل باب الاستخلاف، (قوله: فلو عرض مناف) أي بغير صنعه كالمسائل الأثنى عشرية وإلا بأن قهقه أو أحدث عمدا فلا تفسد صلاة الإمام أيضا كما مر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر ولجميع المؤمنين“: ج۲،ص:۲۴۰)

(۱) ومنها السجود، السجود الثاني فرضٌ كالأول بإجماع الأمة، كذا في الزاهدي. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلوة“: ج۱،ص:۱۲۷)

(و)يفترض(العود إلى السجود)الثاني لأن السجود الثاني كالأول فرض باجماع الأمة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة:باب شروط الصلاة، وأركانها“:ص:۲۳۳،۲۳۴)

قعدہ اخیرہ میں بھول کر سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر تشہد پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۶۹)**سوال:** زید نے صبح کی فرض نماز میں بھول کر التحیات کی جگہ الحمد شریف پڑھ لی پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد اللہ، خانقاہ، دیو بند

الجواب و بالله التوفيق: چوں کہ واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی اس لیے سجدہ سہو سے نماز درست ہوجائے گی۔ اور سجدہ سہو نہ کرنے کی صورت میں نماز قابل اعادہ ہوگی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۱۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

سجدہ سہو کے لئے ایک طرف سلام پھیرے یا دونوں طرف؟

(۷۰)**سوال:** جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ سہو کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف دائیں جانب؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی احسان، الٰہی میرٹھ

الجواب و بالله التوفيق: صرف ایک طرف (دائیں جانب) سلام پھیرے اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تب بھی کوئی حرج نہیں سجدہ سہو ادا ہوجائے گا، لیکن ایسا کرنا نہیں چاہئے۔

”يجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط لأنه المعهود وبه يحصل التحليل

---

(۱) يجب سجدتان بتشهد وتسليم لترك واجب بتقديم أو تأخير أو زيادة أو نقص ...... سهواً. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“، ص: ۴۶۰)

وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو“، ج۱، ص: ۱۸۷)

وهو الأصح"(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام نے ایک آیت چھوڑ دی اور سجدہ سہو نہیں کیا

(۷۱) **سوال**: امام صاحب نے دوران تلاوت بھول کر پوری ایک آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھ دیا بعد میں لقمہ دینے پر اس آیت کو لوٹا دیا تو سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں اور نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حماد و محمد شاہ فیصل، آسامی

الجواب و بالله التوفيق: اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور سب کی نماز درست ہوگئی ہے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲، ص:۵۴۰.
يجب سجدتان لأنه عليه السلام سجد سجدتين للسهو وهو جالس بعد التسليم وعمل به الأكابر من الصحابة والتابعين بتشهد وتسليم. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ص:۴۶۰)

(۲) ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بأن يجهر فيما يخافت وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب...... ولا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأولىٰ والثناء وتكبيرات الانتقالات. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو": ج۱، ص:۱۸۵)

إن ذكر آية مكان إن وقف على الأولىٰ وقفاً تاماً وابتدأ بالثانية لا تفسد صلاته...... وإن تغير المعنى بأن قرأ، إن الأبرار لفي جهيم وإن الفجار لفي نعيم...... تفسد صلاته. (فتاوىٰ قاضي خان، "كتاب الصلاة: باب الحدث في الصلاة، وما يكره فيه ومالا يكره، فصل: فيما يفسد الصلاة": ج۱، ص:۹۷)

تراویح میں قعدہ کئے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور سجدہ سہو کرلیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

(۷۲)**سوال:** تراویح میں قعدہ اخیرہ بھول گیا اور تیسری کے لیے کھڑا ہوا پھر تیسری رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ گیا، تشہد میں سجدہ سہو کرلیا تو تراویح دو رکعت ہوگئی یا نہیں اور تیسری میں پڑھا ہوا قرآن لوٹایا جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد برہان الدین قاسمی، دہرادون

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں قعدہ اخیرہ میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا اور سجدہ سہو کرلیا گیا تو تراویح کی دو رکعت درست ہوگئیں شبہ نہ کیا جائے البتہ تیسری رکعت باطل ہوگئی اس تیسری رکعت میں پڑھا ہوا قرآن پاک لوٹایا جائے گا تاکہ تراویح میں قرآن پاک پورا ہو جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱۴۲۶/۹/۱۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دعاء قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا پھر کھڑے ہو کر دعاء قنوت پڑھی

(۷۳)**سوال:** امام صاحب نے نماز وتر میں دعاء قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا، یاد آنے

---

(۱)ولو صلى أربعاً بتسليمة ولم يقعد في الثانية ففي الاستحسان لاتفسد وهو اظهر الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ......وعن أبي بكر الإسكاف. أنه سئل عن رجل قام إلى الثالثة في التراويح ولم يقعد في الثانية قال إن تذكر في القيام ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم وإن تذكر بعد ما سجد للثالثة، فإن أضاف إليها ركعة أخرى كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة، وإن قعد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعلى قول العامة يجوز عن تسليمتين، وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع: في النوافل، فصل: في التراويح'':ج۱،ص:۱۷۸)

پر کھڑے ہوئے، دعاء قنوت پڑھی، رکوع کیا اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو کیا نماز درست ہوگئی کہ نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: امیر احمد، دیوبند

الجواب و بالله التوفيق: اگر امام نے وتر میں دعا قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا تو بہتر یہ ہے کہ رکوع سے نہ لوٹے اور آخر میں سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے تاہم اگر لوٹ آیا اور دعا قنوت پڑھی پھر رکوع کیا اگر چہ دوبارہ رکوع کی ضرورت نہ تھی تو یہ ٹھیک ہوا مگر سجدہ سہو اس صورت میں بھی لازم ہوگا۔

’’(ولو نسيه) أي القنوت (ثم تذكره في الركوع لا يقنت) فيه لفوات محله (ولا يعود إلى القيام) في الأصح لأن فيه رفض الفرض للواجب، (فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته) لكون ركوعه بعد قراءة تامة (وسجد للسهو) قنت أولا لزواله عن محله‘‘[1]

’’ولو نسي القنوت فتذكر في الركوع فالصحيح أنه لا يقنت في الركوع ولا يعود إلى القيام هكذا في التاتارخانية فإن عاد إلى القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته، كذا في البحر الرائق‘‘[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۹/۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی دوبارہ جہراً پڑھی، سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟

(۷۴) **سوال**: عشاء کی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی پھر یاد آنے پر اس کو

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعي‘‘: ج ۲، ص: ۴۴۶، ۴۴۷ .... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دوبارہ جہراً پڑھا سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران عالم، کیرانوی

الجواب و بالله التوفیق: اس صورت سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز درست ہو گئی ورنہ واجب الاعادہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۱۲/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پہلی رکعت میں سورۃ الناس، دوسری رکعت میں سورۃ الفلق پڑھی

(۷۵) **سوال:** پہلی رکعت میں سورۃ الناس اور دوسرے میں سورہ فلق پڑھی کیا حکم ہے، اس پر سجدہ سہو لازم ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: توکل، مہاراشٹر

الجواب و بالله التوفیق: پہلی رکعت میں سورۃ الناس نہیں پڑھنی چاہئے اگر پڑھ دی تو دوسری رکعت میں الم سے پڑھنا چاہئے تاہم صورت مسئولہ میں نماز ادا ہو گئی ہے سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۳/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثامن: في صلاة الوتر''، ج ۱، ص: ۱۷۰.

(۱) وجهر بقراء ة الفجر وأولي العشائين. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تراویح میں قعدہ کئے بغیر چار رکعت ادا کرلیں

(۷۶)**سوال**: تراویح میں سہواً قعدہ کئے بغیر تیسری رکعت پر کھڑا ہوگیا پھر چار رکعت پر سجدہ سہو کرکے سلام پھیر دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیر احمد، کشمیری

الجواب و بالله التوفيق: دو رکعت پر بیٹھنا فرض کے درجہ میں ہے لہٰذا اس کے ترک کرنے کی تلافی سجدہ سہو سے نہ ہوسکے گی، پہلی دو رکعت فاسد ہوگئی اور صرف اخیر کی دو رکعت نماز صحیح ہوگی، قرآن کریم کا جس قدر حصہ ان دو رکعتوں میں پڑھا گیا اسے دہرا لیا جائے۔

’’إذا صلى الإمام أربع ركعات بتسليمة واحدة ولم يقعد في الثانية في القياس تفسد صلاته وهو قول محمد وزفر، ويلزمه قضاء هذه التسليمة وهو رواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، وفي الاستحسان: وهو أظهر الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله لا تفسد وإذا لم تفسد اختلفوا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله أنها تنوب عن تسليمة أو تسليمتين، قال الفقيه أبو الليث: تنوب عن تسليمتين لأن الأربع لما جاز وجب أن ينوب عن تسليمتين .... وقال الفقيه أبو جعفر والشيخ الإسلام أبو بكر محمد بن الفضل في

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......باب صفة الصلاة‘‘: ج۱، ص:۵۸۵)

ومنها الجهر والاخفاء: حتى لو جهر فيما يخافت أو خافت فيما يجهر وجب عليه سجود السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو‘‘: ج۱، ص:۱۸۸)

(۲) وأن يقراء منكوساً ...... ولايكره في النفل شيء من ذلك. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: الإستمتا ع للقرآن فرض كفاية‘‘: ج۲، ص:۲۶۹)

وإذا قرأ في الأولىٰ قل أعوذ برب الناس لا عن قصد يكررها في الثانية ولا كراهة فيه حذرا عن كراهة القراء ة منكوساً. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على المراقي،’’كتاب الصلاة: فصل: في المكروهات‘‘: ص:۳۵۲)

التراويح: تنوب الأربع عن تسيلمة واحدة وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع، فإذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو وجه القياس وإنما جاز استحساناً، فأخذنا بالقياس وقلنا بفساد الشفع الأول، وأخذنا بالإستحسان في حق بقاء التحريمة وإذا بقيت التحريمة صح شروعه في الشفع الثاني وقد أتمها بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة"(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۸/۱۱/۱۴۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کی سنت قبلیہ میں ضم سورت بھول گیا

(۷۷)**سوال:** سنن ونوافل کا کیا معنی ہے، اگر کسی شخص نے ظہر کی چار رکعت سنت جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اس میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: زاہد الرحمٰن، کشمیر

الجواب و بالله التوفيق: نوافل کے معنی زائد علی الفرائض کے ہیں جس میں سنن مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ شامل ہیں اس سنن مؤکدہ قبل الظہر میں چار رکعتوں میں سورت کا ملانا ضروری ہے اگر کسی وجہ سے ترک ضم سورت ہوگئی تو ترک واجب کی بناء پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔(۲)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۱/۱۴۰۹ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فتاویٰ قاضي خان، "كتاب الصوم: باب التراويح، فصل: في السهو": ج۱، ص:۱۴۸، المکتبۃ الفیصل، دیوبند.

ولو صلى اربعاً بتسليمة ولم يقعد في الثانية، ففي الإستحسان: لاتفسد وهو اظهور الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف......وإن تذكر بعد ما سجد للثالثة فإن أضاف إليها ركعة أخرى ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کو کن الفاظ سے لقمہ دیا جا سکتا ہے؟

(۷۸)سوال: مغرب کی جماعت میں امام صاحب نے تیسری رکعت میں التحیات پڑھنے کے بعد کھڑے ہونے کی غرض سے اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھنا چاہا مقتدی نے لقمہ دے کر بٹھا دیا جس میں پاؤں بھی نہیں کھلے، تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا ہوگا کہ نہیں، مقتدی نے اللہ اکبر کہہ کر لقمہ دیا، تو اس صورت میں لقمہ کے لیے کوئی اور الفاظ استعمال کریں یا ''اللہ اکبر'' ہی صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زید، سہارنپور

الجواب وبا للہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے، امام کو لقمہ دینے کے لئے ''اللّٰہ أکبر، سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ'' کہہ سکتا ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۰/۲۲/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كانت هذه الأربعة عن تسليمة واحدة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: فصل: في التراويح، الباب التاسع: في النوافل'': ج۱، ص:۱۷۸)

(۲) (ولها واجبات) (وهي قراءة فاتحة الكتاب) ...... (و) في (جميع) ركعات (النفل) لأن كل شفع منه صلاة، (و) كل (الوتر). (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: واجبات الصلاة'': ج۲، ص:۱۴۶تا۱۵۰)

والسهو يلزم إذا زاد فی صلاته فعلاً من جنسها ليس منها، أو ترك فعلاً مسنوناً أو ترك قراءة فاتحة الكتاب، أو القنوت، أو التشهد، أو تكبيرات العيدين، أو جهر الإمام فيما يخافت أو خافت فيها يجهر. (عبد الغني الغنيمي، اللباب في شرح الكتاب، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۱، ص:۱۰۴، مکتبہ دارالعلم، دیوبند)

ضم سورة إلى الفاتحة فی جميع ركعات النفل والوتر والأوليين من الفرض ويكفی فی أداء الواجب أقصر سورة أو ما يماثلها كثلاث آيات قصار أو آية طويلة والآيات القصار الثلاث. (عبدالرحمان الجزيری، الفقه علی مذاهب الأربعة: ج۱، ص:۲۵۹، دارالکتب، بیروت)

(۱) واحترز بقصد الجواب عما لو سبح لمن استأذنه في الدخول علی قصد إعلامه أنه في الصلاة كما يأتي أو سبح لتنبيه إمامه فإنه وإن لزم تغييره بالنية عندهما إلا أنه خارج عن القياس بالحديث الصحيح إذا نابت وهو في الصلاة فليسبح. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها رد السلام'': ج۲، ص:۳۸۰)

سہواً ایک رکعت میں تین سجدے کر لینا

(۷۹)**سوال:** ایک شخص نے بھول سے ایک رکعت میں تین سجدے کر لیے اور سجدۂ سہو کرلیا کیا اس صورت میں نماز ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منصور عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحت سوال نماز درست ہوگئی شبہ نہ کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مغرب کی ایک رکعت چھوٹ جائے تو بقیہ کیسے ادا کریں؟

(۸۰)**سوال:** زید کی مغرب کی آخری رکعت میں شرکت کی امام کے سلام کے بعد ایک رکعت پڑھ کر میں نے قعدہ کیا اور پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کر کے نماز پوری کر لی مگر میرے برابر کے آدمی نے قعدہ نہیں کیا بلکہ تیسری رکعت میں قعدہ اخیرہ کر کے سلام پھیرا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو اس کی نماز کیا واجب الاعادہ ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ واحد حسین، ہریدوار

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ایک رکعت کے بعد قعدہ کرنا بہتر تھا جو آپ نے کیا وہ درست کیا آپ کے ساتھی نے قعدہ نہیں کیا تو خلاف اولیٰ کیا مگر نماز اس کی بھی صحیح

---

(۱) كذا صرح بذلك في غير هذا المصنف على هذه الواجبات في باب صفة الصلاة وبقي واجب آخر وهو عدم تأخير الفرض والواجب وعدم تغييرهما وعليه تفرع مسائل منها لو ركع ركوعين أو سجد ثلاثا في ركعة لزمه السجود لتأخير الفرض وهو السجود في الأول والقيام في الثاني. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص: ۱۷۱، ۱۷۲)

ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسروق اور حضرت جندب کو بھی یہ بات پیش آئی تو حضرت مسروق نے قعدہ کیا اور حضرت جندب نے نہیں کیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس واقعہ پہونچا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں کی نماز ہوگئی مگر مسروق نے افضل پر عمل کیا ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۱۰/۱۴۱۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

درود شریف یا دعاء کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۸۱) **سوال**: اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف کو یا دعاء ماثورہ کو بھول سے دوبارہ پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نور الحق، دہلوی

الجواب وبا للہ التوفیق: اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۶/۳/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ويقضي أول صلاته في حق قراءة، وآخرها في حق تشهد؛ فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما، وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط، ولا يقعد قبلها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: فيما لو أتى بالركوع والسجود الخ": ج۲، ص:۳۴۷)

وفي الفيض عن المستصفى: لو أدركه في ركعة الرباعي يقضي ركعتين بفاتحة وسورة، ثم يتشهد، ثم يأتي بالثالثة بفاتحة خاصة عند أبي حنيفة. وقالا: ركعة بفاتحة وسورة وتشهد، ثم ركعتين أولاهما بفاتحة وسورة، وثانيتهما بفاتحة خاصة. اهـ. وظاهر كلامهم اعتماد قول محمد. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "أيضا:") ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرض، واجب، سنت کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۸۲) **سوال:** فرض، واجب اور سنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھ دیا تو سجدہ سہو لازم ہوا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شرافت حسین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: نماز واجب کا وہی حکم ہے جو نماز فرض کا ہے پس اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں مگر احوط یہی ہے کہ سجدہ سہو کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ولو كرر التشهد في القعدة الأولى فعليه السهو وكذا لو زاد على التشهد الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، هكذا في التبيين. وعليه الفتوىٰ، كذا في المضمرات......ولو كرره في القعدة الثانية فلا سهو عليه، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو'': ج۱،ص:۱۸۷)

(وتأخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن) وقيل: بحرف، وفي الزيلعي: الأصح وجوبه باللهم صلّ على محمد قوله: (وفي الزيلعي الخ) جزم به المصنف في متنه في فصل إذا أراد الشروع وقال إنه المذهب واختاره في البحر تبعا للخلاصة والخانية. والظاهر أنه لا ينافي قول المصنف هنا بقدر ركن تأمل. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'':ج۲،ص:۵۴۴،۵۴۵)

(۱) ولو قراء آية في الركوع أو السجود أو القومة فعليه السهو، ولو قراء في القعود إن قراء قبل التشهد في القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس. (أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'':ص:۴۶۱)

وإذا قراءالفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الثاني عشر:في سجود السهو'':ج۱،ص:۱۸۷)

رکعتوں کی تعداد میں سہو ہوجائے تو نمازی کیا کرے؟

(۸۳)**سوال:** مجھ کو نماز میں اکثر و بیشتر رکعتوں کی گنتی اور سجدے میں سہو ہوجاتا ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مکرم حسین سنسار پور سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں گمان غالب کا اعتبار ہوگا آپ کے گمان کے مطابق جو مقدار رکعتوں کی یا سجدے کی غالب ہوجائے اسی کا اعتبار کر کے نماز پوری کریں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۳/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)وإذا شك) في صلاته (من لم يكن ذلك) أي الشك (عادة له)، وقيل:من لم يشك في صلاة قط بعد بلوغه، وعليه أكثر المشايخ، بحر عن الخلاصة، (كما صلى استأنف) بعمل مناف وبالسلام قاعداً أولى؛ لأنه المحلل (وإن كثر) شكه (عمل بغالب ظنه إن كان) له ظن للحرج (وإلا أخذ بالأقل)؛ لتيقنه. قوله: (من لم يكن ذلك عادة له) هذا قول شمس الأئمة السرخسي واختاره في البدائع،ونص في الذخيرة على أنه الأشبه. قال في الحلية:وهو كذلك. وقال فخر الإسلام: من لم يقع له في هذه الصلاة واختاره ابن الفضل.
قوله:(استأنف بعمل مناف إلخ) فلا يخرج بمجرد النية، كذا قالوا. وظاهره أنه لا بد من العمل، فلو لم يأت بمناف وأكملها على غالب ظنه لم تبطل إلا أنها تكون نفلاً ويلزمه أداء الفرض، ولو كانت نفلاً ينبغي أن يلزمه قضاؤه وإن أكملها؛ لوجوب الاستئناف عليه، بحر، وأقره في النهر والمقدسي.
قوله:(وإن كثر شكه) بأن عرض له مرتين في عمره على ماعليه أكثرهم، أو في صلاته على ما اختاره فخر الإسلام. وفي المجتبى: وقيل: مرتين في سنة، ولعله على قول السرخسي، بحر ونهر.
قوله: (للحرج) أي في تكليفه بالعمل باليقين قوله: (وإلا) أي وإن لم يغلب على ظنه شيء، فلو شك أنها أولى الظهر أو ثانيته يجعلها الأولى ثم يقعد لاحتمال أنها الثانية ثم يصلي ركعة ثم يقعد لما قلنا، ثم يصلي ركعةً ويقعد لاحتمال أنها الرابعة، ثم يصلي أخرى ويقعد لما قلنا، فيأتي بأربع قعدات قعدتان مفروضتان وهما الثالثة والرابعة، وقعدتان واجبتان؛ ولو شك أنها الثانية أو الثالثة أتمها وقعد ثم صلى أخرى وقعد ثم الرابعة وقعد، وتمامه في البحر وسيذكر عن السراج أنه يسجد للسهو. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الصلاة:باب سجود السهو": ج۲،ص:۵۶۰،۵۶۱)

پہلی یا تیسری رکعت میں سجدۂ ثانیہ کے بعد بیٹھ جانا

(۸۴) **سوال:** امام پہلی رکعت میں سجدہ ثانیہ کے بعد بیٹھ گیا لیکن اتنی دیر نہیں بیٹھا کہ دو یا تین مرتبہ تسبیح پڑھ سکے فوراً کسی نے پیچھے سے لقمہ دیدیا امام فوراً کھڑا ہو گیا تو امام پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

اور اسی طرح امام تیسری رکعت میں بیٹھ گیا اور فوراً خود کھڑا ہو گیا تو امام پر سجدہ سہو ہے یا نہیں۔ جب کہ بعض مقتدی کہتے ہیں کہ میں نے دو تسبیح پڑھی اور بعض کہتے ہیں کہ میں نے تین پڑھی، جب کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ میں پورا کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں امام کا قول معتبر ہوگا یا مقتدیوں کا؟

فقط: والسلام

المستفتی: اسلام الدین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر امام پہلی یا تیسری رکعت میں تین تسبیح پڑھنے کی مقدار نہیں بیٹھا بلکہ فوراً ہی کھڑا ہو گیا خواہ خود بخود یا دوسرے مقتدیوں کے لقمہ دینے سے تو ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ نماز درست اور صحیح ہو گئی ہے۔ صورت مذکورہ میں امام کا قول معتبر ہوگا مقتدیوں کا قول اس بارے میں معتبر نہ ہوگا۔ کہ امام جماعت میں اصل ہوتا ہے اور مقتدی حضرات اس کے تابع ہوتے ہیں۔ (۱)

نوٹ: تسبیح کی مقدار ٹھیرنا مراد ہوگا نہ کہ تسبیح پڑھنا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۶/۲۲/۱۴۱۱ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) وکذا القعدة في آخر الركعة الأولىٰ أو الثالثة فيجب تركها، ويلزم من فعلها أيضاً تأخير القيام إلى الثانية أو الرابعة عن محله، وهذا إذا كانت القعدة طويلة، أما الجلسة الخفيفة التي استحبها الشافعي فتركها غير واجب عندنا، بل هو الأفضل كما سيأتي. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية'': ج۲،ص:۱۶۴)

سجدۂ تلاوت، سجدہ سہو دونوں کو چھوڑنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۸۵) **سوال**: تراویح کی نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت نہیں کیا اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہ کیا بلکہ بھول گیا تو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد قریشی، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں جو سجدہ تلاوت واجب ہوا اس کو نماز ہی میں کرنا چاہئے تھا لیکن اگر بھول گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوا اس لئے سجدہ سہو نماز کے کسی واجب کے ترک کی بنا پر لازم ہوتا ہے اور سجدہ تلاوت نماز کے واجبات میں سے نہیں ہے؛ بلکہ تلاوت کا ہے اس لئے نماز درست ہوگئی۔

’’(ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها) لما مر وفي البدائع: وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة، قال ابن عابدين: وكل سجدة وجبت في الصلاة ولم تؤد فيها سقطت أي لم يبق السجود لها مشروعاً لفوات محله‘‘[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۴۱/۵/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ترک واجب کے شک کی وجہ سے سجدہ سہو کر لیا

(۸۶) **سوال**: اگر نماز کے اندر کوئی واجب ترک ہونے کا شک ہو جائے اور کسی طرف گمان غالب بھی نہیں ہے تو سجدہ سہو کرے گا یا نماز دہرائے گا، اگر کسی نے سجدہ سہو کر لیا تو نماز صحیح

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج ۲، ص: ۵۸۵.
والسجدة التي وجبت في الصلاة لاتؤدي خارج الصلاة، كذا في السراجية، وهكذا في الكافي، ويكون آثماً بتركها هكذا في البحرالرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر في سجود التلاوة‘‘: ج ۱، ص: ۱۹۴)

ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یوسف، ندیاوی

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اگر چہ صرف شک کی بنیاد پر سجدہ سہو واجب نہیں تھا، لیکن اگر سجدہ سہو کرلیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۷/۳/۲۷ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بھول سے وتر کی دوسری اور تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھی

(۸۷) **سوال**: ایک شخص نماز وتر میں کھڑے کھڑے سو گیا اس کو پتہ نہیں رہا کہ تیری کونسی رکعت ہے اس نے بھول سے دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھی پھر سوچا کہ شاید تیری دوسری رکعت ہوگی اس لیے کھڑے ہوکر تیسری رکعت میں بھی اس نے دعا قنوت پڑھی پھر آخری میں سجدہ سہو کرلیا تو اس کی نماز درست ہوگئی؟

اسی طرح دوسرا سوال یہ ہے کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھی لیکن دل میں خیال آ گیا کہ تیری دوسری رکعت تھی اسی وجہ سے قعدہ کے بعد کھڑے ہوکر چوتھی رکعت میں دعاء قنوت پڑھ لی، بھول سے ایسا کیا گیا پھر آخر میں سجدۂ سہو کرلیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رمضان پھلاودہ، میرٹھ

---

(۱)ولو ظن الإمام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد لاقتدائه في موضع الإنفراد.
قوله:(فالأشبه الفساد) وفي الفيض:وقيل لا تفسد وبه يفتى، وفي البحر عن الظهيرية قال الفقيه أبو الليث:في زماننا لاتفسد لأن الجهل في القراء غالب. (ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختار،"كتاب الصلاة:باب الإمامة،مطلب:فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده":ج۲،ص:۳۵۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں سجدہ سہو کرلیا گیا تو نماز درست ہوگئی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۷/۵/۴ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض کی چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ مکرر پڑھ دی

(۸۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام:
کسی نے فرض نماز کی چوتھی رکعت میں سہواً سورہ فاتحہ کا تکرار کرلیا تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہاشم صاحب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز درست ہے سجدہ سہو لازم نہیں۔

’’ولو كررها (أي الفاتحة) في الأوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو اعادها بعد السورة أو كررها في الأخريين، وكذا في التبيين‘‘(۲)

’’ولو قرأ الحمد في الأخريين مرتين لا سهو عليه‘‘(۳)

’’وينبغي أن يفيد ذلك بالفرائض لأن تكرار الفاتحة في النوافل لم يكره،

(۱)ولو شك في الوتر وهو قائم أنها ثانية يتم تلك الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلى ركعة أخرى ويقنت فيها أيضا هو المختار إلى هنا عبارة الخلاصة. ومما لا ينبغي إغفاله أنه يجب سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحرى أو بنى على الأقل، كذا في البحر الرائق ناقلا عن فتح القدير. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،’’كتاب الصلاة:الباب الثاني عشر:في سجود السهو‘‘:ج۱،ص:۱۹۰،۱۹۱)

(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،’’كتاب الصلاة:الباب الثاني عشر:في سجود السهو‘‘:ج۱،ص:۱۸۵.

(۳)الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،’’كتاب الصلاة:فصل: في سجود السهو‘‘:ج۱،ص:۴۰۶.

کما في القهستاني''(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۱/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ سہو لازم تھا تو کیا کرے؟

(۸۹) **سوال**: نماز پڑھنے کے بعد استغفر اللہ پڑھتے ہوئے یاد آیا کہ سجدہ سہو لازم ہے۔ تو سجدہ سہو کیا، نماز ہوئی یا نہیں اور یہ سجدہ معتبر ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی:

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے بعد اگر کوئی منافیٔ صلوۃ کام نہیں کیا بلکہ اسی جگہ نماز کی ہیئت پر رہتے ہوئے استغفر اللہ پڑھتے ہوئے یاد آیا اور سجدہ سہو کر لیا تو سجدہ سہو معتبر ہوگا اور نماز درست ہو جائے گی؛ لیکن اگر کوئی عمل کثیر کر لیا تھا یا اور کوئی منافیٔ نماز کام کر لیا تو پھر سجدہ سہو کی بناء درست نہیں ہوگی اور وقت کے اندر نماز لوٹانی ہوگی۔

''(ويسجد للسهو ولو مع سلامه) ناويا (للقطع) لأن نية تغيير المشروع لغو (ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم)''(۲)

''(ويسجد للسهو) وجوبا (وإن سلم عامدا) مريدا (للقطع) لأن مجرد نية تغيير المشروع لا تبطله ولا تعتبر مع سلام غير مستحق وهو ذكر فيسجد للسهو لبقاء حرمة الصلاة (ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم) لإبطالهما التحريمة وقيل

(۱) عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو''، ج۱، ص:۲۲۰.
(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو''، ج۲، ص:۵۵۸.

التحول لا يضره ما لم يخرج من المسجد أو يتكلم‘‘[1]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۷/۱۴۴۲ھ)

بیٹھنے کے قریب امام نے بیٹھ کر سجدۂ سہو کیا

(۹۰)**سوال:** امام صاحب مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے آخری قعدہ میں بھول سے کھڑے ہونے لگے ابھی بیٹھنے سے زیادہ قریب تھے کہ مقتدیوں نے لقمہ دیا تو بیٹھ گئے بیٹھ کر فوراً سجدہ سہو کیا یعنی لقمہ دیتے ہی بیٹھے اور سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا اور پھر التحیات درود دعا پڑھ کر نماز مکمل کی تو اس طرح نماز درست ہوگئی؟ کیا سجدہ سہو واجب تھا اور کیا سجدہ سہو کرنے سے پہلے التحیات پڑھنا ضروری تھا یا امام نے صحیح کیا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احسان قاسمی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جب کہ امام صاحب بیٹھنے کے قریب تھے، ان پر سجدہ سہو لازم نہیں تھا، ان کو سجدہ سہو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تاہم اگر سجدہ سہو کرلیا تو بھی صحیح قول کے مطابق نماز درست ہوگئی۔ البتہ سجدہ سہو کا مذکورہ طریقہ درست نہیں ہے، سجدہ سہو کے لیے التحیات ضروری ہے، احناف کے یہاں سجدہ سہو، التحیات دوسجدے اور سلام کے مجموعہ کا نام ہے۔

’’وإن قعد الأخير ثم قام عاد وسلم من غير إعادة التشهد. فإن سجد لم يبطل فرضه وضم إليها أخرى لتصير الزائدتان له نافلة وسجد للسهو‘‘[2]

’’ثم في القيام إلى الخامسة إن كان قعد على الرابعة ينتظره المقتدى قاعدا،

(۱) أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على المراقي، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۱، ص: ۴۷۲.
(۲) نور الایضاح، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۱، ص: ۱۱۰.

فإن سلم من غير إعادة التشهد سلم المقتدى معه‘‘[(۱)]

’’ولو ظن الإمام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لا سهو فالأشبه الفساد لاقتدائه في موضع الانفراد‘‘[(۲)]

’’ولو ظن الإمام أن عليه سهوا فسجد للسهو فتابعه المسبوق فيه ثم علم أنه لم يكن عليه سهو فأشهر الروايتين أن صلاة المسبوق تفسد؛ لأنه اقتدى في موضع الانفراد قال الفقيه أبو الليث:في زماننا لا تفسد، هكذا في الظهيرية‘‘[(۳)]

’’ومن سها عن القعدة الأولىٰ ثم‌تذكر وهو إلى حالة القعود أقرب عاد وقعد وتشهد لأن ما يقرب من الشيء يأخذ حكمه، ثم قيل يسجد للسهو للتأخير، والأصح أنه لا يسجد كما إذا لم يقم ولو كان إلى القيام أقرب لم يعد لأنه كالقائم معنى،ويسجد للسهو لأنه ترك الواجب‘‘[(۴)]

’’إذا ظن الإمام أنه عليه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلك ثم علم أن الامام لم يكن عليه سهو فيه روايتان ...... وقال الإمام أبو حفص الكبير: لايفسد،والصدر الشهيد أخذ به في واقعاته،وإن لم يعلم الإمام أن ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعاً‘‘[(۵)]

’’ويجب (سجدتان) (بتشهد و تسليم) قوله: (بتشهد وتسليم) ...... هما واجبان بعد سجود السهو لأن الأولين ارتفعا بالسجود‘‘[(۶)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۰/۳/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: في القنوت للنازلة‘‘: ج۲،ص:۴۵۰. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دو رکعت نفل پر قعدہ نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

(۹۱)**سوال**: دو رکعت نفل پڑھ رہا تھا لیکن بھول کر قعدہ نہیں کیا بلکہ تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا اور چار رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کیا۔ اب کیا دو رکعت کی جو نیت کی تھی وہ دوبارہ قضا پڑھنے ہوں گے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احمد، غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دو رکعت نفل نماز کی نیت کی اور دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور چار رکعت پڑھ کر قعدہ کر کے سجدہ سہو کے ساتھ سلام پھیرا تو استحساناً نماز درست ہو جائے گی۔

''وأصل المسألة یصلی التطوع أربع رکعات إذا لم یقعد في الثانیة قدر التشهد وقام وأتم صلاته أنه یجوز استحسانا عندهما، ولا یجوز عند محمد قیاساً''(۱)

''ولو لم یقعد علی رأس الشفع الأول القیاس أنه لا یجوز وبه أخذ محمد وزفر وروایة عن أبی حنیفة، وفي الاستحسان: یجوز وهو ظاهر الروایة عن أبي حنیفة وهو قول أبي یوسف''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: فیما لو أتي بالرکوع والسجود أو بهما مع الإمام قبله أو بعده'': ج۲،ص:۳۵۰.

(۳)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الخامس: في الإمامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق'': ج۱،ص:۱۵۰.

(۴)المرغیناني، الهدایة شرح البدایة، ''کتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۱،ص:۱۵۹.

(۵)خلاصة الفتاویٰ، ''کتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۱،ص:۱۶۳، امجد اکیڈمی انڈیا.

(۶)أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ص:۴۶۰.

(۱)الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ''کتاب الصلاة: فصل: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قعدہ اخیرہ میں امام سے سہو ہوجائے تو مسبوق متابعت کرے یا نہیں؟

(۹۲) **سوال**: بعض دفعہ امام کو نماز میں سہو ہوجاتا ہے مثلاً قعدہ اخیرہ کے بعد امام صاحب اٹھنے لگے تو مقتدیوں نے لقمہ دیا تو بیٹھ گئے اب جو لوگ بعد میں شریک ہوکر مسبوق بنے ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ قعدہ اولی ہے یا اخیرہ، وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہوگئے تھے پھر امام کے ساتھ بیٹھ گئے تو ان مسبوقوں کی نماز کا کیا حکم ہے کیا فساد کا حکم لگے گا کہ انہوں نے غیر نماز میں امام کی اتباع کی ہے یا نماز درست مانی جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ولی اللہ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: ان مسبوقین کو کھڑا نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ امام کا انتظار کرنا چاہیے، اس لیے ان کی نماز فاسد ہوگئی۔ وہ نماز توڑ کر اپنی انفرادی نماز ادا کریں۔

”ولوقام إمامه لخامسة فتابعه إن بعد القعود تفسد وإلا لا حتی یقید الخامسة بسجدة“[۱]

”ولو قام الإمام إلی الخامسة فتابعه المسبوق إن قعد الإمام علی رأس الرابعة تفسد صلاة المسبوق وإن لم یقعد لم تفسد حتی یقید الخامسة بالسجدة فإذا قیدها بالسجدة فسدت صلاة الکل“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۳/۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في سنن صلاة التراویح“: ج۱، ص:۶۴۷.

(۲) العیني، البنایة، ”کتاب الصلاة: فصل: في قیام شهر رمضان صلاة الوتر جماعة في غیر رمضان“: ج۲، ص:۵۵۹.

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: فیما لو أتی بالرکوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده“: ج۲، ص:۳۵۰.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلاة: الباب الخامس: في الإمامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق“: ج۱، ص:۱۵۰.

التحیات کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

(۹۳)**سوال:** نماز میں اگر التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ لیں یا فاتحہ کی جگہ التحیات پڑھ لیں تو سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کتنے حروف پڑھنے سے واجب ہوگا آیا شروع کرتے ہی واجب ہوجائے گا یا مکمل پڑھنے سے واجب ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: احسان، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: التحیات کی جگہ سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کردیا تو اگر اس نے جملہ مکمل کردیا ہے تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں ہوگا مثلاً ''**الحمد للّٰہ**'' پڑھ دیا، یا قعدہ اولی میں ''**اللھم صل علی محمد**'' پڑھ دیا تو اس سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ اسی طرح کسی غیر محل میں ''**التحیات للّٰہ**'' پڑھ دیا تو ان تمام صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور اگر ابھی صرف ''**الحمد**'' یا ''**التحیات**'' یا ''**اللھم صلی علی محمد**'' کہا تھا اور یاد آنے پر خاموش ہوگیا تو ان صورتوں میں جملہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔

''(ولا يزيد) في الفرض (على التشهد في القعدة الأولىٰ) إجماعا (فإن زاد عامدا كره) فتجب الإعادة (أو ساهيا وجب عليه سجود السهو إذا قال: اللهم صل على محمد) فقط''(۱)

''وفي الزيلعي:الأصح وجوبه باللهم صل على محمد''(۲)

''قال أبو شجاع:إذا قال في القعدة الأولى: اللهم صل على محمد يلزمه السهو، وعن أبي حنيفة إذا زاد حرفا يجب سجود السهو، وقال الإمام أبو منصور الماتريدى: لا يجب ما لم يقل وعلى آل محمد وعن الصفار: لا سهو عليه في هذا،وعن محمد أنه استقبح إن أوجب سجود السهو بالصلاة على النبي صلى الله

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع در المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في مهم عقد الأصابع عند التشهد'': ج۲،ص:۲۲۰.

(۲)أيضاً: ''باب سجود السهو'': ج۲،ص:۵۴۴.

علیه وسلم، ولو قرأ فاتحة الکتاب قبل التشهد یلزمه السهو وبعده لا''(۱)

''والمختار کما صرح به في الخلاصة أنه یجب السجود للسهو إذا قال اللهم صل علی محمد لا لأجل خصوص الصلاة بل لتأخیر القیام المفروض واختاره قاضي خان وبهذا ظهر ضعف ما في منیة المصلي من أنه إذا زاد حرفا واحدا وجب علیه سجود السهو علی قول أکثر المشایخ؛ لأن الحرف أو الکلمة یسیر یعسر التحرز عنه وما ذکره القاضی الإمام من أن السجود لا یجب حتی یقول وعلی آل محمد؛ لأن التأخیر حاصل بما ذکرناه وما في الذخیرة من أنه لا یجب حتی یؤخر مقدر ما یؤدی رکنا فیه؛ لأنه لا دلیل علیه''(۲)

''ومنها لو تشهد في قیامه بعد الفاتحة لزمه السجود وقبلها لا علی الأصح لتأخیر الواجب في الأول وهو السورة''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۲/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تیسری رکعت میں بیٹھ کر لقمہ لے کر کھڑا ہو گیا اور سجدہ سہو نہیں کیا

(۹۴) **سوال**: حضرات علمائے دین ومفتیان عظام: مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ عشاء کی نماز میں ہمارے امام صاحب تیسری رکعت میں ہی بیٹھ گئے پیچھے سے مقتدیوں نے لقمہ دیا تو وہ کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پوری کی، لیکن امام صاحب نے سجدہ سہو بھی نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے نماز کو لوٹایا؟ ہماری نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ اگر ادا نہیں ہوئی تو اعادہ کی کیا صورت ہوگی؟ قرآن وحدیث کی

(۱) العیني، البنایة، ''کتاب الصلاة: باب سجود السهو، حکم الشك في عدد رکعات الصلاة'': ج۲، ص:۶۳۴.
(۲) ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، آداب الصلاة'': ج۱، ص:۵۲۸.
(۳) أیضاً: ''باب سجود السهو'': ج۲، ص:۱۷۲.

روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قمرالدین، دیوبند

الجواب وبالله التوفیق: ذکرکردہ سوال میں اگر امام صاحب تیسری رکعت میں بیٹھنے کے بعد فوراً کھڑے ہوگئے اتنا بھی وقت نہیں گزرا کہ تین مرتبہ ''سبحان اللّٰه'' کہا جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر تین مرتبہ ''سبحان اللّٰه'' کہنے کے بقدر تاخیر ہوگئی اس کے بعد امام صاحب کھڑے ہوئے تو اس صورت میں چوتھی رکعت میں سجدہ سہو کرنا لازم تھا اگر امام صاحب نے سجدہ سہو نہیں کیا تو وقت کے رہتے ہوئے نماز کا لوٹانا لازم تھا۔ البتہ وقت کے گزرنے کے بعد اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم لوٹا لینا چاہیے تاکہ نماز کسی کوتاہی کے بغیر صحیح ادا ہوجائے۔

''وكذا القعدة في آخر الركعة الأولىٰ أو الثالثة فيجب تركها، ويلزم من فعلها أيضا تأخير القيام إلى الثانية أو الرابعة عن محله، وهذا إذا كانت القعدة طويلة، أما الجلسة الخفيفة التي استحبها الشافعي فتركها غير واجب عندنا، بل هو الأفضل كما سيأتي وهكذا كل زيادة بين فرضين يكون فيها ترك واجب بسبب تلك الزيادة؛ ويلزم منها ترك واجب آخر وهو تأخير الفرض الثاني عن محله''(۱)

''وإعادتها بتركه عمداً أي ما دام الوقت باقياً وكذا في السهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان وكراهة التحريم، ويكون فاسقاً آثماً، وكذا الحكم في كل صلاة أديت مع كراهة التحريم، والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولىٰ؛ لأن الفرض لايتكرر، كما في الدر وغيره. ويندب إعادتها لترك السنة''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحكصفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدۂ سہو کے تین طریقے

(۹۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
سجدہ سہو کا ایک تو معروف طریقہ ہے کہ تشہد کے بعد دائیں جانب سلام پھیر کر دو سجدہ کرے پھر تشہد، درود اور دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے کیا ہم درود دعا ماثورہ سب کچھ پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کریں پھر صرف تشہد پڑھ کر سلام سے نماز ختم کر دیں تو کوئی حرج ہے؟

اسی طرح اگر ہم دورد دعائے ماثورہ کے بعد دونوں طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کریں اور پھر بیٹھ کر بلا سلام پھیرے نماز ختم کر دیں تو کوئی خرابی آئے گی یا نہیں؟ ایسی صورت میں کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں نے سجدہ سہو کیا یا سجدہ شکر ادا کیا یا سجدہ تلاوت کیا ہے کیا ان صورتوں میں کسی میں بھی نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت ہوگی؟ ''بینوا توجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: اخلاق الرحمٰن، پورنیہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احناف کے نزدیک سجدہ کی کیفیت یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر ایک سلام پھیرے پھر دو سجدہ کرے اور اس کے بعد تشہد، دورد اور دعائے ماثورہ پڑھے پھر دونوں طرف سلام پھیر کر نماز سے نکل جائے جیسا کہ آپ نے پہلی صورت ذکر کی ہے۔

''(ویسجد له بعد السلام سجدتين ثم يتشهد ويسلم) قال عليه الصلاة والسلام: لكل سهو سجدتان بعد السلام، وروي عمران بن حصين وجماعة من الصحابة:أنه صلى الله عليه وسلم سجد سجدتى السهو بعد السلام، ثم قيل يسلم تسليمتين،وقيل تسليمة واحدة وهو الأحسن، ثم يكبر ويخر ساجدا ويسبح، ثم

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مطلب: لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية'': ج۲،ص:۱۶۴.

(۲) أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلاة: فصل: في بيان واجب الصلاة''،ص:۲۴۷، ۲۴۸.

يرفع رأسه، ويفعل ذلك ثانيا، ثم يتشهد ويأتي بالدعاء؛ لأن موضع الدعاء آخر الصلاة،وهذا آخرها''(۱)

''وإذا عرف أن محله المسنون بعد السلام فإذا فرغ من التشهد الثاني يسلم ثم يكبر ويعود إلى سجود السهو،ثم يرفع رأسه مكبرا،ثم يتشهد ويصلي على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ويأتي بالدعوات،وهو اختيار الكرخي واختيار عامة مشايخنا بما وراء النهر''(۲)

امام طحاوی کی رائے ہے کہ دونوں قعدہ میں درود اور دعائے ماثورہ پڑھے، علامہ ابن الہمام نے اسی کو احوط قرار دیا ہے اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ حضرات شیخین کے نزدیک سجدہ سہو کے ہی قعدہ میں درود اور دعائے ماثورہ پڑھ لے اور امام محمد کے مطابق قعدہ اخیرہ کے تشہد میں درود اور دعائے ماثورہ پڑھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورت کی گنجائش ہے۔ حضرات فقہائے احناف نے سہو کے قعدہ میں درود اور دعائے ماثورہ اس لیے بھی پڑھنے سے منع کیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ قعدہ اخیرہ نہیں؛ بلکہ سہو کا قعدہ ہے اور مسبوق اس میں سلام پھیرنے سے رک سکے اس لیے جماعت کی نماز میں تو امام کو سہو کے قعدہ میں درود اور دعائے ماثورہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ ہاں انفرادی نماز میں اگر سہود کے قعدہ میں تشہد کے ساتھ دوردہ اور دعائے ماثورہ پڑھ لے اور قعدہ اخیرہ میں صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے تو اس کی گنجائش ہے۔ نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی اس صورت میں دونوں طرف سلام پھیر کر بھی سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ احناف کے یہاں دونوں سلام کا بھی قول ہے اور روایت سے بھی دونوں سلام ثابت ہے۔

''ويأتي بالصلاة على النبي عليه الصلاة والسلام، والدعاء في قعدة السهو هو الصحيح لأن الدعاء موضعه آخر الصلاة،(قوله هو الصحيح) احتراز عما قال الطحاوي في القعدتين لأن كلا منهما آخر. وقيل قبل السجود عندهما وعند

(۱)الاختيار لتعليل المختار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'':ج۱،ص:۲۴۸،دارالکتب العلمیة، بیروت.

(۲)الكاساني، بدائع الصنائع،''كتاب الصلاة:باب سجود السهو، فصل: بيان محل سجود السهو'':ج۱،ص:۴۱۷.

محمد بعده"(۱)

"وإذا عرف أن محله المسنون بعد السلام فإذا فرغ من التشهد الثاني يسلم ثم يكبر ويعود إلى سجود السهو، ثم يرفع رأسه مكبرا، ثم يتشهد ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويأتي بالدعوات، وهو اختيار الكرخي واختيار عامة مشايخنا بما وراء النهر، وذكر الطحاوي أنه يأتي بالدعاء قبل السلام وبعده وهو اختيار بعض مشايخنا، والأول أصح؛ لأن الدعاء إنما شرع بعد الفراغ من الأفعال والأذكار الموضوعة في الصلاة"(۲)

جہاں تک تیسری صورت کا تعلق ہے کہ سہو کے قعدہ میں ہی تشہد اور دورد اور دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے پھر دو سجدہ کرے اور بلا سلام کے نماز سے نکل جائے تو یہ صورت درست نہیں ہے اس سے سجدہ سہو ادا نہ ہوگا اور سجدہ سہو ادا نہ ہونے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ اس لیے کہ سجدہ سہو کے لیے تشہد اور سلام ضروری ہے۔

"عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه: إذا قام أحدكم في قعود، أو قعد في قيام، أو سلم في الركعتين، فليتم ثم ليسلم ثم يجسد سجدتين يتشهد فيهما ويسلم"(۳)

"(يجب ...... سجدتان، و) يجب أيضاً (تشهد وسلام) لأن سجود السهو يرفع التشهد"(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب	**الجواب صحیح:**
کتبہ: امانت علی قاسمی	محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند	محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
(۱۴۴۳/۶/۹ھ)	مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) كمال الدين ابن همام، فتح القدير، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۱، ص: ۵۱۸.
(۲) الكاساني، بدائع الصنائع، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو، فصل: بيان محل سجود السهو": ج۱، ص: ۴۱۷.
(۳) أخرجه سحنون في المدونة الكبرى له: ج۱، ص: ۸۲۱.
(۴) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲، ص: ۵۴۰، ۵۴۱.

مصلی اگر ضم سورت یا سورۂ فاتحہ بھول جائے؟

(۹۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص چار رکعت والی نماز میں پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھا؛ لیکن قرأت پڑھنا بھول گیا، یا ثناء کے بعد اس نے قرأت کی لیکن سورۃ فاتحہ پڑھنا بھول گیا، پوچھنا یہ ہے کہ ان صورتوں میں کیا نماز سجدہ سہو کے بعد درست ہوگی یا نہیں؟ نیز سورہ کن کن رکعتوں میں ملانا ضروری ہے؟ از روئے شریعت رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نورالاسلام، دربھنگہ

الجواب وباللہ التوفیق: علمائے احناف کے نزدیک مطلقاً قرأت کرنا فرض ہے اگر کوئی شخص سورۃ فاتحہ پڑھا اور قرأت کرنا (کوئی سورۃ یا آیات کریمہ پڑھنا) بھول گیا اخیر رکعت میں ایک سلام کے بعد سجدہ سہو کر لیا یا اس نے ثناء کے بعد سورہ فاتحہ کے بجائے بھول سے قرأت (کوئی سورت یا آیات کریمہ پڑھ لی) کر لیا اور اخیر رکعت میں سجدہ سہو کر لیا تو دونوں صورتوں میں نماز درست ہو جائے گی؛ البتہ اگر جان بوجھ کر کسی نے سورۃ فاتحہ یا سورہ نہ ملائی تو نماز نہیں ہوگی اس نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

’’عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر‘‘(۱)

نیز فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ کو ملایا جائے گا باقی رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دو سورتیں پڑھتے، پہلی میں طویل قرأت کرتے اور دوسری میں مختصر اور کسی آیت کو قصداً سنا بھی دیتے اور نماز عصر میں

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ’’كتاب الصلاة: أبواب تفريع استفتاح الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته‘‘: ج۱، ص: ۱۱۸، رقم: ۸۱۸.

سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور پہلی رکعت میں قرأت طویل فرماتے اور نماز فجر کی پہلی رکعت میں بھی قرأت فرماتے اور دوسری میں مختصر پڑھتے۔

''كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الركعتين الأوليين من صلاة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين،يطول في الأولى،ويقصر في الثانية، ويسمع الآية أحيانا، وكان يقرأ في العصر بفاتحة الكتاب وسورتين، وكان يطول في الأولى، وكان يطول في الركعة الأولى من صلاة الصبح، ويقصر في الثانية''(۱)

وفي الفقه على مذاهب الأربعة:

''ضم سورة إلى تحته في جميع ركعات النفل والوتر والأوليين من الفرض ويكفى في أداء الواجب أقصر سورة أو بماثاها كثلاث آيات قصار أو آية طويلة والأيات القصار الثلاث''(۲)

الجواب صحيح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

دورانِ قرأت آیات کو دہرانے کا حکم

(۹۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے امام صاحب آج فجر کی نماز میں دورانِ قرأت ایک آیت بھول گئے اس درمیان گذشتہ آیت کو دو یا تین مرتبہ لوٹاتے رہے پھر آیت یاد آنے پر آگے پڑھنے لگے اس کے بعد اخیر میں انہوں نے سجدہ سہو بھی کرلیا اس صورت میں فجر کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ''بينوا وتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد دلشاد، کلکتہ

---

(۱) أخرجه البخاري، فى صحيحه، ''كتاب الأذان: باب القراءة في الظهر'': ج۱،ص:۱۰۵، رقم:۷۵۹.

(۲) عبد الرحمن الجزيري، الفقه على مذاهب الأربعة، ''كتاب الصلاة: واجبات الصلاة'': ج۱،ص:۲۲۵.

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں ایک آیت کو دو یا تین مرتبہ لوٹانے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا ہے، لیکن اخیر میں امام صاحب نے لازم سمجھ کر سجدہ سہو کرلیا ہے اس صورت میں بھی نماز ادا ہوگئی اس نماز کو اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم امام صاحب کو چاہئے کہ آئندہ محض شک وشبہ کی بنا پر سجدہ سہو نہ کیا کریں اس لیے کہ سجدہ سہو کسی فرض کو اس کے وقت سے بھول کر مؤخر کرنے یا کسی واجب کے نسیاناً فوت ہونے سے لازم آتا ہے، قرأت کی غلطیوں کی وجہ سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا بلکہ اگر دوبارہ صحیح پڑھ لیا گیا تو نماز درست ہوجاتی ہے۔

’’إذا كرر آية واحدة مرارًا إن كان في التطوع الذي يصليه وحده فذلك غير مكروه،وإن كان في الفريضة فهو مكروه،وهذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به،تتمات فيما يكره من القراءة في الصلاة‘‘(۱)

’’ذكر في الفوائد لوقرأ في الصلاة بخطأ فاحش ثم رجع وقرأ صحيحا قال عندي صلاته جائزة وكذلك الإعراب‘‘(۲)

’’إذا ظن الإمام أنه عليه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق في ذلك ثم علم أن الإمام لم يكن عليه سهو فيه روايتان ...... وقال الإمام أبو حفص الكبير: لايفسد،والصدر الشهيد أخذ به في واقعاته، وإن لم يعلم الإمام أن ليس عليه سهو لم يفسد صلاة المسبوق عندهم جميعاً‘‘(۳)

’’قوله: (مع كونها صحيحة) لإستجماع شرائطها كذا في الشرح قوله: (لترك واجب وجوبا) في الوقت وبعده ندبًا،كذا في الدر أول قضاء الفوائت‘‘(۴)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی	**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۵/۱۱/۱۴۱۸ھ)

(۱)إبراهيم الحلبي،حلبي كبيري: ج۱،ص:۴۶۲.　　......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قرأت میں غلطی کرنے سے سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟

(۹۸)**سوال:** اگر قرأت میں کوئی غلطی ہو جائے، تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید، غازی آباد

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: قرأت کی غلطی کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوسکتی ہے؛ اس لیے کہ سجدہ سہو کسی فرض کو مؤخر کرنے یا کسی واجب کے بھول سے چھوٹ جانے سے واجب ہوتا ہے؛ اگر قرأت میں غلطی کی اور صحیح پڑھ لیا تو نماز درست ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۲۰/۱/۳۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سری نماز میں کس قدر جہر کرنے پر سجدہ سہو لازم ہوگا؟

(۹۹)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر امام صاحب نے سری نماز میں جہراً قرأت کردی تو کتنی آیت قرأت کریں گے کہ سجدہ سہو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع: في صفة الصلاة، الفصل الخامس: في زلة القاري''، ج۱، ص:۱۴۰.

(۳)طاهر بن عبد الرشيد البخاري، خلاصة الفتاوى: ج۱، ص:۱۶۳.

(۴)أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ''كتاب الصلاة: فصل: في المكروهات''، ج۱، ص:۳۴۴.

(۱)ولا يجب السجود إلا بترك واجب أو تاخيره أو تاخير ركن أو تقديمه أو تكراره أو تغيير واجب بان يجهر فيما يخافت، وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد وهو ترك الواجب كذا في الكافي، ولا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأول والثناء وتكبيرات الانتقالات. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو''، ج۱، ص:۱۸۵)

واجب ہوگا ہمیں اس کی مثال سورۃ فاتحہ سے دیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخر عالم

الجواب وباللہ التوفیق: جن نمازوں میں قرأت سری ہے اگر کوئی اس میں اتنی دیر جہری قرأت کرتا ہے جس میں نماز درست ہوجاتی ہے یعنی تین چھوٹی آیت یا ایک بڑی آیت کے بقدر جہری کرتا ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوجائے گا۔ سورۃ فاتحہ میں مالک یوم الدین تک قرأت کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

"(والجهر فيما يخافت فيه) للإمام، (وعكسه) لكل مصل في الأصح، والأصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين. وقيل: قائله قاضي خان، يجب السهو (بهما) أي بالجهر والمخافتة (مطلقاً) أي قل أو كثر"[۱]

"(ومنها الجهر والإخفاء) حتى لو جهر فيما يخافت أو خافت فيما يجهر وجب عليه سجود السهو واختلفوا في مقدار ما يجب به السهو منهما قيل: يعتبر في الفصلين بقدر ما تجوز به الصلاة وهو الأصح ولا فرق بين الفاتحة وغيرها، والمنفرد لا يجب عليه السهو بالجهر والإخفاء؛ لأنهما من خصائص الجماعة، هكذا في التبيين"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۱۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

درود شریف پڑھنے کے دوران یاد آیا کہ سجدہ سہو کرنا تھا

(۱۰۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: سجدہ سہو کا محل یہ ہے کہ تشہد کے بعد سلام پھیر کر سجدہ کیا جائے تو اگر کسی کو تشہد کے فوراً بعد سجدہ سہو کرنا یاد نہ

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲، ص: ۵۴۵۔
(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود السهو": ج۱، ص: ۱۸۸۔

رہے اور وہ درود شریف اور دعا پڑھ دے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے کیا اب بھی سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: راشد بیگ، علی گڈھ

الجواب وبالله التوفيق: سجدہ سہو کا محل تو تشہد کے فوراً بعد ہے لیکن اگر کسی نے اس وقت نہیں کیا اور درود شریف پڑھنے یا دعا پڑھنے کے دوران یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کر لے حتی کہ سلام پھیرنے کے فورا بعد جب کہ کوئی نماز کے منافی عمل نہ کیا ہو تو سجدہ سہو کر کے پھر التحیات، درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر کر نماز مکمل کر لے تو نماز درست ہو جاتی ہے۔

”ویأتي بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعاء في القعود الأخير في المختار، وقيل: فيهما احتياطاً“(۱)

”ولم يذكر حكم الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم في القعدتين والأدعية للاختلاف، فصحح في البدائع والهداية أنه يأتي بالصلاة والدعاء في قعدة السهو؛ لأن الدعاء موضعه آخر الصلاة، ونسبة الأول إلى عامة المشايخ بما وراء النهر وقال: فخر الإسلام: إنه اختيار عامة أهل النظر من مشايخنا وهو المختار عندنا، واختار الطحاوی أنه يأتی بهما فيهما،وذكر قاضي خان وظهير الدين أنه الأحوط وجزم به في منية المصلی في الصلاة ونقل الاختلاف في الدعاء، وقيل: إنه يأتي بهما في الأول فقط وصححه الشارح معزيا إلى المفيد؛ لأنها للختم“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحيح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص:۵۴۲.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق،”كتاب الصلاة:باب سجود السهو“: ج۲،ص:۱۶۵.

فصل ثانی

سجدۂ تلاوت کا بیان

نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا یا نہیں؟

(۱۰۱)**سوال:** نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ رئیس احمد، منگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نابالغ پر نماز، روزہ فرض نہیں، اس لیے کہ وہ معصوم ہے احکام شرعیہ کا مکلّف نہیں ہوتا؛ اس لیے اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

معذوری کی حالت میں سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

(۱۰۲)**سوال:** میری عادت ہے کہ سفر وحضر میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہتا ہوں،

---

(۱) والأصل في وجوب السجدة أن كل من كان من أهل وجوب الصلاة إما أدا أو قضاءً كان أهلاً لو جوب سجدة التلاوة ومن لا فلا، كذا في الخلاصة، حتى لو كان التالي كافراً أو مجنوناً أو صبياً أو حائضاً أو نفساء أو عقيب الطهر دون العشرة والأربعين لم يلزمهم وكذا السامع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة‘‘: ج۱،ص:۱۹۲)

فكل من كان أهلاً لوجوب الصلاة عليه إما أداء أو قضاء فهو من أهل وجوب السجدة عليه ومن لا فلا لأن السجدة جزء من أجزاء الصلاة فيشترط لوجوبها أهلية وجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحيض والنفاس. (الكاساني، بدائع الصنائع، ’’كتاب الصلاة: باب شرائط جواز السجدة ومحل أدائها‘‘: ج۱،ص:۴۳۹، ۴۴۰)

ٹرین میں آیات سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدے نہ کرسکا، میرے ذمہ متعدد سجدے واجب ہیں اوراب میں اپنی بیماری کی وجہ سے سجدہ نہیں کرسکتا نماز میں بھی اشارہ سے سجدہ کرتا ہوں، اب یہ واجب میرے ذمہ سے کس طرح ادا ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مفید عالم، سہرساوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ریل گاڑی میں سجدہ کی آیت پڑھی گئی مگر سجدہ نہیں کیا گیا اس لیے بہت سے سجدہ تلاوت رہ گئے ان سب کو موقع مل جانے پر فوراً کرلینا ضروری ہے اور تاخیر کے لیے توبہ استغفار ضروری ہے اوراب جب کہ سجدہ کرنے سے معذوری ہے تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ کرکے کرتے ہیں اسی طرح تلاوۃ کے سجدے کی ادائے گی بھی اشارہ سے کرسکتے ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۶/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آیت سجدہ متعدد بار پڑھنے پر کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

(۱۰۳) **سوال:** میں نے ایک آیت سجدہ تین بار پڑھی اور سجدہ صرف ایک کیا، معلوم کرنا ہے کہ مجھ پر کتنے سجدے واجب ہوئے تین یا ایک؟

فقط: والسلام

المستفتی: حکیم عبدالباسط خاں، دیوبند

---

(۱)(وهي على التراخي) على المختار ويكره تأخيرها تنزيها ويكفيه أن يسجد عدد ما عليه بلا تعيين ويكون مؤدياً وتسقط بالحيض والردة (إن لم تكن صلاته) فعلى الفور لصيرورتها جزءاً منها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج۲،ص:۵۸۳،۵۸۴)

وصفتها الوجوب على الفور في الصلاة،وعلى التراخي إن كانت غير صلاتية قوله:(وعلى التراخي إن كانت غير صلاتية) لكن يكره تاخيرها تنزيهاً. (أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،”كتاب الصلاة:باب سجود التلاوة“:ص:۴۷۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت سجدہ اگر ایک ہی مجلس میں مکرر پڑھی جائے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے پس صورت مسئولہ میں ایک ہی سجدہ کافی ہے کیوں کہ آیت بھی ایک ہی ہے اور مجلس بھی ایک ہی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۱۲ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ریڈیو پر آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت کا حکم کیا ہے؟

(۱۰۴) **سوال**: ریڈیو پر تلاوت نشر کی جاتی ہے، اس میں آیت سجدہ سننے پر سامعین پر سجدہ تلاوت لازم ہوتا ہے کہ نہیں، نیز براہ راست نشر کئے جانے یا ریکارڈ شدہ کو نشر کئے جانے میں کوئی فرق ہے یا نہیں یا دونوں کا حکم ایک ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ریڈیو پر تلاوت کبھی براہِ راست نشر کی جاتی ہے اور کبھی تلاوت کو ٹیپ کر کے پھر ٹیپ کو مشین پر چڑھا کر اس کو پھیلایا جاتا ہے اگر پڑھنے والے کی آواز کو براہِ

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج۲،ص: ۵۹۰، ۵۹۱؛ وابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج۲،ص: ۲۲۰.

(وهو) أي سجود التلاوة (واجب على التراخي) عند محمد رحمه الله وورواية عن الإمام و هو المختار. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ص: ۴۷۹)

(ولو كرر رها في مجلسين تكررت وفي مجلس) واحد لا تتكر بل كفته واحدة وفعلها بعد الأولىٰ أو لىٰ قنية، وفي البحر: التاخير أحوط والأصل أن مبناها على التداخل دفعاً للحرج بشرط اتحاد الآية، والمجلس (وهو تداخل في السبب) بأن يجعل الكل كتلاة واحدة فتكون الواحدة سبباً والباقي تبعاً لها.

قوله: (بشرط اتحاد الآية والمجلس) أي بأن يكون المكرر آية واحدة في مجلس واحد فلو تلا آئتين في مجلس واحد أو آية واحدة في مجلسين فلا تداخل الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج۲،ص: ۵۹۰، ۵۹۱)

راست نشر کیا جائے، تو آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے اور ٹیپ میں بھر کر پھر ٹیپ کو مشین میں لگا کر سنوایا جائے، تو آیت سجدہ پڑھنے پر کوئی سجدہ سننے والوں پر واجب نہیں ہوگا تاہم چوں کہ معلوم نہیں ہوتا؛ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ سجدہ تلاوت ادا کرلیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۱/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کرنے سے سجدہ اداء ہوگا یا نہیں؟

(۱۰۵)**سوال**: اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ تلاوت نہیں کیا؛ بلکہ فوراً یا دو تین آیت کے بعد رکوع کیا اور اسی میں سجدہ کی ادائے گی کی نیت کرلی، تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان اللہ، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور مقتدی بھی نیت

---

(۱)وکذا تجب علی السامع بتلاوة هؤلاء إلا المجنون؛ لأن التلاوة منهم صحيحة كتلاوة المؤمن والبالغ وغير الحائض والمتطهر لأن تعلق السجدة بقليل القراءة وهو ما دون آية فلم يتعلق به النهي فينظر إلى أهلية التالي وأهليته بالتمييز وقد وجد،فوجد سماع تلاوة صحيحة فتجب السجدة، بخلاف السماع من الببغاء، والصدي، فإن ذلك ليس بتلاوة، وكذا إذا سمع من المجنون لأن ذلك ليس بتلاوة صحيحة لعدم أهليته لإنعدام التمييز. (الكاساني، بدائع الصنائع،''كتاب الصلاة:فصل: شرائط جواز السجدة'':ج۱،ص:۴۴۰)

والأصل في وجوب السجدة: أن كل من كان من أهل وجوب الصلاة أما أداً أو قضاءاً وكان أهلاً لوجوب سجدة التلاوة ومن لا فلا......ولو سمع منهم مسلمٌ عاقل بالغ تجب عليه لسماعه......ولا تجب إذا سمعها من طير هو المختار......ومن النائم،الصحيح أنها تجب،وإن سمعها من الصدي لا تجب عليه. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الثالث عشر:في سجود التلاوة'':ج۱،ص:۱۹۲)

کریں اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا؛ اس لیے بہتر یہ ہے کہ امام رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے تا کہ مقتدیوں کی بھی نماز درست ہو جائے، نیز تین آیات سے زیادہ (سجدہ کی آیت کے بعد) پڑھ لیں، تو اب یہ صورت نہ ہو سکے گی اور رکوع میں نیت سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۱۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ تلاوت میں قیام ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۰۶) **سوال**: سجدہ تلاوت میں قیام کرنا ضروری ہے یا بیٹھ کر ایک ہی نشست میں کئی کئی سجدے کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی رضوان احمد، مدھوبنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سجدہ تلاوت کے لیے قیام ضروری نہیں ہے بیٹھے ہی بیٹھے ایک ہی نشست میں جتنے چاہے سجدے کر سکتا ہے شرعاً جائز ہے البتہ وضو ہونا شرط ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۷/۹/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولو نواها في الركوع عقيب التلاوة ولم ينوها المقتدي لا ينوب عنه ويسجد إذا سلم إمامه ويعيد القعدة ولو تركها تفسد صلاته. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة'': ج۱، ص: ۱۹۴)

وفي الدر ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم يجزه ويسجد إذا سلم مع الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته، كذا في القنية وينبغي حمله على الجهرية. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ص: ۴۸۷)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقراء علينا القرآن فإذا مر بالسجدة كبر وسجد وسجدنا معه، رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں

(۱۰۷)**سوال**: امام نے تراویح میں پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں اسی آیت سجدہ کو پڑھا، تو پہلا سجدہ کافی ہوگا یا سجدہ بھی دہرانا پڑے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں پہلا سجدہ کافی ہوگیا دوسرا سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

’’وأما إذا كرر التلاوة في ركعتين فالقياس أن يكفيه سجدة واحدة، وهو قول أبو يوسف: الأخير وفي الإستحسان يلزمه؛ لكل تلاوة سجدة وهو قول أبي يوسف الأول وهو قول محمد: وهذا من المسائل الثلاث التي رجع فيها أبو يوسف عن الإستحسان إلى القياس الخ‘‘[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۲/۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ تلاوت کے بعد شریک جماعت ہونے والے کا حکم

(۱۰۸)**سوال**: کچھ لوگ وضو کر رہے تھے کہ امام صاحب نے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ’’كتاب الإيمان: باب سجود القرآن‘‘: ج۱، ص:۹۳)

وسنتها: التكبير إبتداءاً وانتهاءاً......فإذا أراد السجود كبر ولا يرفع يديه وسجد ثم كبر ورفع رأسه ولا تشهد عليه لا وسلام......والمستحب أنه إذا أراد أن يسجد وإذا رفع رأسه من السجود يقوم ثم يقعد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة‘‘: ج۱، ص:۱۹۵)

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ’’كتاب الصلاة: فصل: في سبب وجوب التلاوة‘‘: ج۱، ص:۴۳۴.

قوله: (ولو كررها في مجلسين تكررت): الأصل أنه لا يتكرر الوجوب إلا بأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة أو السماع أو المجلس الخ ملخصاً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج۲، ص:۵۹۰)

سجدہ تلاوت بھی کرلیا، لیکن یہ لوگ سجدہ تلاوت کے بعد شریک جماعت ہوئے، تو نماز کے بعد ان لوگوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا نہیں اور نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: صفیر احمد صدیقی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام کے آیت سجدہ کی تلاوت کرتے وقت جو لوگ جماعت میں شریک نہیں رہے اور انہوں نے آیت سجدہ سنی ان پر نماز سے فارغ ہوکر سجدہ تلاوت کی ادائیگی جماعت سے الگ ہی واجب ہے، اگر سجدہ تلاوت نہ کرے گا، تو گنہگار ہوگا، بہر حال نماز بلاشبہ درست ہوجائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۳/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام سجدہ تلاوت بھول جائے تو مقتدی کیا کرے؟

(۱۰۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
امام نے آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہیں کیا تو مقتدی از خود سجدہ تلاوت کریں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالکبیر مشیری، دیوبند

---

(۱) ولو سمعها من الإمام أجنبي ليس معهم في الصلاة ولم يدخل معهم في الصلاة لزمه السجود، كذا في الجوهرة النيرة، وهو الصحيح، كذا في الهداية. سمع من إمام فدخل معه قبل أن يسجد، سجد معه، وإن دخل في صلاة الإمام بعد ماسجدها الإمام لايسجدها، وهذا إذا أدركه في آخر تلك الركعة، أما لو أدركه في الركعة الأخرى يسجدها بعد الفراغ، كذا في الكافي، وهكذا في النهاية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة“: ج۱، ص:۱۹۳)

قال الحصكفي: (ومن سمعها من إمام) ولو بإقتدائه به (فائتم به قبل أن يسجد الإمام لها سجد معه) ولو ائتم (بعده لا) يسجد أصلا كذا أطلق في الكنز تبعا للأصل (وإن لم يقتد به) أصلا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں مقتدی بھی سجدہ تلاوت نہ کریں، کیوں کہ امام کی اتباع ضروری ہے تو جب کہ امام نے نہیں کیا تو مقتدی بھی سجدہ تلاوت نہیں کریں گے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۳/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

منفرد کا امام تراویح سے آیت سجدہ سننا

(۱۱۰) **سوال:** کسی منفرد نے امام تراویح کو آیت سجدہ پڑھتے ہوئے سنا تو کیا اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو گیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جان محمد صاحب

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(سجدها) وكذا لو اقتدى به في ركعة أخرى على ما اختاره البزدوي وغيره وهو ظاهر الهداية. قال ابن عابدين: قوله: (لا يسجد أصلا) أي لا في الصلاة ولا بعدها فافهم. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ج۲،ص:۵۸۵)

(۱)المصلي إذا نسي سجدة التلاوة في موضعها ثم ذكرها في الركوع، أو السجود، أو في القعود فإنه يخر لها ساجدا ثم يعود إلى ما كان فيه ويعيده استحسانا وإن لم يعد جازت صلاته، كذا في الظهيرية في فصل السهو. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر:في سجود التلاوة'': ج۱،ص:۱۹۴)

قوله:(ويأثم بتأخيرها الخ) لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلاة وهو القراءة وصارت من أجزائها فوجب أداؤهامضيقاكما في البدائع،ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها كما قدمناه في بابه عند قوله:(بترك واجب) فصارت كما لو أخر السجدة الصلبية عن محلها فإنها تكون قضاءً. (حاشية رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'':ج۲،ص:۵۸۴)

وظاهر كلامهم أنه إذا لم يسجد فإنه يأثم بترك الواجب ولترك سجود السهو،ثم اعلم أن الوجوب مقيد بما إذا كان الوقت صالحا حتى أن من عليه السهو في صلاة الصبح إذا لم يسجد حتى طلعت الشمس بعد السلام الأول سقط عنه السجود. (ابن نجيم،البحر الرائق شرح كنز الدقائق،''كتاب الصلاة:باب سجود السهو'':ج۲،ص:۱۶۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس منفرد نے امام تراویح سے آیت سجدہ سنی اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۳/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ تلاوت کی رکوع میں نیت کرنے سے سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟

(۱۱۱) **سوال:** امام صاحب نے یہ عادت بنا رکھی ہے کہ سورۂ سجدہ نماز میں پڑھتے ہیں اور سجدہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ سجدہ کی نیت رکوع میں کر لیتا ہوں اس سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے یا نہیں؟ کیا ان کا یہ فعل درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرات مفتیان نے سجدہ تلاوت کی ادائیگی کی تین صورتیں ذکر کی ہیں۔ اول: یہ کہ تلاوت کے بعد مستقل طور پر سجدۂ تلاوت ادا کیا جائے۔ دوم: یہ کہ نماز کے سجدہ میں ہی سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی جائے۔ سوم: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر فوراً یا تین یا اس سے زیادہ آیات کی تلاوت سے پہلے رکوع کر لیا جائے اور رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی جائے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا؛ البتہ امام کو مستقل سجدہ تلاوت کرنا چاہئے، نماز کے رکوع میں

---

(۱)(ولو سمع المصلي) السجدة (من غيره لم يسجد فيها) لأنها غير صلاتية (بل يسجد (بعدها) لسماعها من غير محجور (ولو) (سجد فيها لم تجزه). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج۲،ص:۵۸۸،۵۸۹)

قال الحصكفي:(ومن سمعها من إمام) ولو باقتدائه به (فائتم به قبل أن يسجد الإمام لها سجد معه) ولو ائتم (بعده لا) يسجد أصلا كذا أطلق في الكنز تبعا للأصل (وإن لم يقتد به) أصلا (سجدها) وكذا لو اقتدى به في ركعة أخرىٰ على ما اختاره البزدوي وغيره وهو ظاهر الهداية، قال ابن عابدين: (قوله لا يسجد أصلا) أي لا في الصلاة ولا بعدها فافهم. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج۲،ص:۵۸۵)

سجدے کی نیت کر کے سجدہ تلاوت نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ رکوع میں سجدہ کی نیت کرنے سے امام کے ساتھ ہر مقتدی کا نیت کرنا بھی ضروری ہوگا ورنہ مقتدی کا سجدہ تلاوت اداء نہ ہوگا۔

”(و) تؤدي (بركوع صلاة) إذا كان الركوع (على الفور من قراءة آية) أو آيتين إن نواه أي كون الركوع (لسجود) التلاوة على الراجح (و) تؤدي (بسجودها كذالك) أي على الفور (وإن لم ينو) بالإجماع ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه، ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته، كذا في القنية“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵/۹/۲۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرنا بھول گیا

(۱۱۲) **سوال**: ہماری مسجد کے امام صاحب نے نماز کے دوران آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تو اب مقتدی حضرات کیا کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نسیم، فولادپورہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں اگر امام سجدہ تلاوت نہ کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کریں تاکہ امام کی اتباع جو لازم ہے وہ پوری ہو جائے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“: ج ۲، ص: ۵۸۶، ۵۸۷، زکریا.
ولو قرأ آية السجدة في الصلاة، فأراد أن يركع بها، يحتاج إلى النية عند الركوع،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فجر کے بعد سجدہ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۳)**سوال:** فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت اور تفسیر میں سجدہ کی آیت پڑھی جائے تو سجدہ کب کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱۴۳۰/۱۱/۳۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإن لم يوجد منه النية عند الركوع لا يجز به عن السجدة......ولو نواها في الركوع عقيب التلاوة ولم ينوها المقتدي لا ينوب عنه، ويسجد إذا سلم إمامه ويعيد القعدة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة'': ج۱،ص:۱۹۳،۱۹۴)

(۲)ويأثم بتأخيرها ويقضيها ما دام في حرمة الصلاة ولو بعد السلام،(قوله ويأثم بتأخيرها إلخ) لأنها وجبت بما هو من أفعال الصلاة. وهو القراءة وصارت من أجزائها فوجب أداؤها مضيقا. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب سجود التلاوة'': ج۲،ص:۵۸۴)

والسجدة التي وجبت في الصلاة لو تؤدي خارج الصلاة، كذا في السراجية، وهكذا في الكافي، ويكون آثما بتركها، هكذا في البحر الرائق، هذا إذا لم يفسدها قبل السجود، فإن أفسدها قضاها خارجها ولو بعد ما سجدها، لا يعيدها، كذا في القنية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة'': ج۱،ص:۱۹۴،۱۹۵)

(۱)تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما فى معناها لا الفرائض هكذا في النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة، كذا في فتاوى قاضي خان،منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر ......ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس، هكذا في النهاية والكفاية......ومنها بعد صلاة العصر قبل التغير، هكذا في النهاية والكفاية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة: الباب الأول: في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث: في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها'': ج۱، ص:۱۰۸)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آیت سجدہ دل میں پڑھنے سے سجدہ تلاوت لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۱۴)**سوال:** ایک شخص نے قرآن پاک میں سجدہ کی آیت دل ہی دل میں پڑھی زبان سے نہیں پڑھی زبان سے حروف ادا نہیں کئے کیا اس پر سجدہ تلاوت لازم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد معزالدین، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبان سے آیت سجدہ تلاوت کئے بغیر سجدہ تلاوت لازم نہیں آتا ہے؛ لہٰذا اس صورت میں چوں کہ زبان سے نہیں پڑھا اس لیے سجدہ تلاوت لازم نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے ساتھ بعض مقتدیوں نے سجدہ تلاوت کیا اور بعض نے نہیں کیا

(۱۱۵)**سوال:** امام صاحب نے نماز فجر میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور سجدہ تلاوت ادا کیا اور بعض مقتدی حضرات نے سجدہ تلاوت ادا کیا اور بعض رکوع میں چلے گئے اور کچھ کھڑے رہے تو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (لا) يكره (قضاء فائتة و) لو وترا أو (سجدة تلاوة وصلاة جنازة وكذا) الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه (بعد طلوع فجر سوى سنته) لشغل الوقت به. (قوله: أو سجدة تلاوة) لوجوبها بإيجابه تعالى لا بفعل العبد كما علمته فلم تكن في معنى النفل. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت": ج۲،ص:۳۷)

(۱)رجل قراء آية السجدة لا يلزمه السجدة بتحريك الشفتين وإنما تجب إذا صحح الحروف وحصل به صوت سمع هو أو غيره إذا قرب أذنه إلى فمه كذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الثاني عشر: في سجود التلاوة": ج۱،ص:۱۹۲)

(ويجب) السجود (على من تلا آية) مكلفا بالصلاة ...... قوله: (و في مختصر البحر الخ) قد علمت أن هذا أحد أقوال، ولا تجب بكتابة، ولا تظر من غير تلفظ لأنه لم يقرأ ولم يسمع وكذا التهجي فلا تجب عليه. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة": ص:۴۸۰، ۴۸۱)

جن حضرات نے رکوع کیا ہے اور جو کھڑے رہ گئے تو کیا سب کی نماز درست ہے، اور سجدہ تلاوت پھر بعد نماز فراغت کے ادا کرے یا معاف ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یامین، پہاڑ پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بقیہ نماز امام کے ساتھ پوری کی تو مذکورہ صورت میں نماز سبھی مقتدیوں کی ادا ہوگئی اور جن لوگوں نے امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہیں کیا اب وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ نہ کریں چوں کہ ترک مقام کی وجہ سے سجدہ ساقط ہوگیا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۷/۸/۱۴۰۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سجدۂ تلاوت ایک ساتھ کرنا کیسا ہے؟

(۱۱۶) **سوال:** قرآن پاک پڑھنے والا قرآن پورا کرنے کے بعد تمام سجدہ تلاوت ایک ساتھ کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: زبیدہ خاتون، دیوبند

---

(۱)(ومقتد بسهو إمامه إن سجد إمامه) لوجوب المتابعة (لا بسهوه) أصلا. قوله: (لا بسهوه أصلا)........... بل الأولى التمسك بما روي ابن عمر عنه صلى الله عليه وسلم "ليس على من خلف على الإمام سهوا".
(الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب سجود السهو": ج۲،ص:۵۴۶)

(ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها) لما مر. وفي البدائع: وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة. (قوله وإذا لم يسجد أثم إلخ) أفاد أنه لا يقضيها. قال في شرح المنية وكل سجدة وجبت في الصلاة ولم تؤد فيها سقطت أي لم يبق السجود لها مشروعا لفوات محله. أقول: وهذا إذا لم يركع بعدها على الفور وإلا دخلت في السجود وإن لم ينوها كما سيأتي وهو مقيد أيضا بما إذا تركها عمدا حتى سلم وخرج من حرمة الصلاة. أما لو سهوا وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافيا يأتي بها ويسجد للسهو كما قدمناه.
(الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة:باب سجود التلاوة": ج۲،ص:۵۸۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سجدہ تلاوت کی نیت کر کے ایک ساتھ چودہ سجدہ کر لینا شرعاً جائز ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ جب آیت سجدہ تلاوت کرے تو فوراً ہی سجدہ کرے اس میں زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۹/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدۂ تلاوت کا شرعی کیا حکم ہے؟

(۱۱۷) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! عرض ہے کہ کیا سجدہ تلاوت کرنا سنت ہے یا واجب؟ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، مظفر پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واضح رہے کہ اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے یا کوئی سامع آیت سجدہ کو سنتا ہے، تو تلاوت کرنے یا سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہے، آیت سجدہ پر

---

(۱) (وهي على التراخي) على المختار ويكره تأخيرها تنزيها، ويكفيه أن يسجد عدد ما عليه بلا تعيين ويكون مؤديا وتسقط بالحيض والردة (إن لم تكن صلوية) فعلى الفور لصيرورتها جزءا منها. (قوله على المختار) كذا في النهر والإمداد، وهذا عند محمد وعند أبي يوسف على الفور هما روايتان عن الإمام أيضا، كذا في العناية قال في النهر: وينبغي أن يكون محل الخلاف في الإثم وعدمه حتى لو أداها بعد مدة كان مؤديا اتفاقا لا قاضيا. اهـ قال الشيخ إسماعيل وفيه نظر أي لأن الظاهر من الفور أن يكون تأخيره قضاء.

قلت: لكن سيذكر الشارح في الحج الإجماع على أنه لو تراخي كان أداء مع أن المرجح أنه على الفور ويأثم بتأخيره فهو نظير ما هنا تأمل. (قوله تنزيها) لأنه بطول الزمان قد ينساها، ولو كانت الكراهة تحريمية لوجبت على الفور وليس كذلك ولذاكره تحريما تأخير الصلاتية عن وقت القراءة -إمداد- واستثنى من كراهة التأخير ما إذا كان الوقت مكروها كوقت الطلوع.

(فرع) في التتارخانية: يستحب للتالي أو السامع إذا لم يمكنه السجود أن يقول ﴿سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا وإليك المصير﴾ (قوله ويكفيه إلخ) مكرر مع ما قدمه في قوله: ''خلا التحريمة ونية التعيين''. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ج۲، ص: ۵۸۳، ۵۸۴)

عمل کرنے میں تاخیر نہ کی جائے اور اگر کوئی عذر یا امر مانع نہ ہوتو سجدہ والی آیت پر فوراً سجدہ کرنا چاہئے، نیز اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے، اس کو نماز میں ہی ادا کرنا واجب ہے اگر کسی وجہ سے وہ نماز میں سجدہ نہیں کرسکا تو نماز کے بعد یہ سجدہ ساقط ہوجاتا ہے نماز کے بعداب الگ سے وہ سجدہ نہیں کرے گا؛ لیکن ترکِ واجب کی وجہ سے وہ شخص گناہ گار ہوگا، اس پر توبہ اوراستغفار لازم ہے، جیسا کہ کتب فقیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

’’والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد‘‘(۱)

’’وفي التجنيس: وهل يكره تأخيرها عن وقت القراءة ذكر في بعض المواضع: أنه إذا قرأها في الصلاة فتأخيرها مكروه، وإن قرأها خارج الصلاة لايكره تأخيرها، وذكر الطحاوي: أن تأخيرها مكروه مطلقاً، وهو الأصح. اهـ. وهي كراهة تنزيهيةفي غيرالصلاتية؛ لأنها لو كانت تحريميةً لكان وجوبها على الفور وليس كذلك‘‘(۲)

’’وفي الغياثية وأداؤها ليس على الفور حتى لو أداها في أي وقت كان، يكون مؤدياً لا قاضياً، كذا في التتارخانية، هذا في غير الصلاتية، أما الصلاتية إذا أخرها حتى طالت القراءة تصير قضاءً ويأثم، هكذا في البحر الرائق‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲۲: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) المرغيناني، هدايه، ’’كتاب الصلاة: باب في سجدة التلاوة‘‘: ج۱، ص: ۱۶۳.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج۲، ص: ۲۱۱.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة‘‘: ج۱، ص: ۱۹۵.

باب السجود

سجدہ والی آیت کا ترجمہ تفسیر پڑھنے پر سجدہ تلاوت کا حکم

(۱۱۸)**سوال:** حضرات علمائے دین ومفتیان کرام:

سلام مسنون: مسئلہ پوچھنا ہے کہ اگر کوئی آیت سجدہ تلاوت نہ کرے، بلکہ صرف سجدہ والی آیت کا ترجمہ یا تفسیر پڑھے تو کیا اس صورت میں بھی سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے؟ نیز آیت سجدہ اگر پوری نہ پڑھی جائے؛ بلکہ بعض حصے کو چھوڑ دیا جائے تو کیا اس صورت میں بھی سجدہ تلاوت کرنا ضروری ہے؟ ’’بینوا وتوجروا‘‘

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرام علی، شریف نگر

الجواب و بالله التوفيق: اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی تلاوت نہ کرے صرف سجدہ والی آیت کا لفظی ترجمہ کرے اور اس کو سمجھ بھی لے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے اور اگر ترجمہ کے بعد وہ نہ سمجھ پائے تو اس صورت اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے، اگر سجدہ والی آیت کی تفسیر کی جائے تو تفسیر کرنے والے اور سننے والے کسی پر بھی سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے، نیز آیت سجدہ پوری پڑھی جائے تو سجدہ تلاوت واجب ہوگا اور اگر بعض حصہ کو پڑھا اور بعض کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں سجدہ واجب نہیں ہوگا، جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

’’والسماع شرط في حق غير التالي ولو بالفارسية إذا أخبرقوله: إذا أخبر) أي بأنها آية سجدة سواء فهمها أو لا وهذا عند الإمام وعندهما إن علم السامع أنه يقرأ القرآن لزمته وإلا فلا بحر. وفي الفيض وبه يفتى وفي النهر عن السراج أن الإمام رجع إلى قولهما وعليه الاعتماد. والمراد من قوله: إن علم السامع أن يفهم معنى الاية كما في شرح المجمع حيث قال: وجبت عليه سواء فهم معنى الاية أو لا عنده. وقالا: إن فهمها وجبت وإلا فلا لأنه إذا فهم كان سامعا للقرآن من وجه دون وجه. ملخصا‘‘(۱)

---

(۱)الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج۲،ص:۵۷۷.

’’(يجب) بسبب (تلاوة آية) أي أكثرها مع حرف السجدة. قوله: (أي أكثرها الخ) هذا خلاف الصحيح الذي جزم به في نور الإيضاح. ففي السراج: وهل تجب السجدة بشرط قراءة جميع الاية أم بعضها؟ فيه اختلاف. والصحيح أنه إذا قرأ حرف السجدة وقبله كلمة أو بعده كلمة وجب السجود وإلا فلا. وقيل لا يجب إلا أن يقرأ أكثر آية السجدة مع حرف السجدة؛ ولو قرأ آية السجدة كلها إلا الحرف الذي في آخرها لا يجب عليه السجود. لكن قوله: ولو قرأ آية السجدة إلخ يقتضى أنه لا بد من قراء ة الاية بتمامها كما يفهم من إطلاق المتون ويأتي قريبا ما يؤيده إلا أن يقال سياق الكلام قرينة على أن المراد بقوله إلا الحرف إلخ الكلمة التي فيها مادة السجود وإطلاق الحرف على الكلمة شائع في عرف القراء‘‘(۱)

’’أن السبب تلاوة آية تامة كما هو ظاهر إطلاق المتون وأن المراد بالاية ما يشمل الآية والآيتين إذا كانت الثانية متعلقة بالآية التي ذكر فيها حرف السجدة‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ٹی وی، یوٹیوب پر آیت سجدہ کو سننا

(۱۱۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ٹی وی، یا وی سی آر، ایسے ہی یوٹیوب وغیرہ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ نیز لاؤڈ اسپیکر پر جو نمازیں ہوتی ہیں خارج صلوٰۃ والے شخص پر سجدہ تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۱) أيضاً: ص: ۵۷۵.
(۲) أيضاً: ج۲، ص: ۵۷٦.

اگراس شخص کومعلوم نہ ہو سکے کہ آیت سجدہ تلاوت ہورہی ہےتو اس صورت میں سجدہ تلاوت نہ کرنے کی وجہ سے کیا وہ شخص گناہگار ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کرممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سعد کریم، دہلی

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ کے سلسلہ میں ایک اصول یاد رکھیں کہ اگر براہ راست اور لائیو آیت سجدہ کی تلاوت ہورہی ہو خواہ ٹی وی پر ہو یا یوٹیوب وغیرہ پر اس صورت میں سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے اور اگر براہ راست اور لائیو تلاوت نہ ہوتی ہو، بلکہ ریکارڈنگ ہو تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے یہی حکم لاؤڈ اسپیکر کا بھی ہے کہ اگر اس سے ریکارڈنگ چلائی جارہی ہے تو سننے والے پر سجدہ کرنا واجب نہیں ہے، البتہ براہ راست قاری کی آواز ہو تو سجدہ کرنا واجب ہے، نیز خارج صلوٰۃ والے بھی اگر براہ راست تلاوت سنے اور اسے معلوم ہو کہ آیت سجدہ ہے تو اس صورت میں سجدہ کرنا واجب ہے، لیکن سننے والے کو معلوم نہ ہو کہ آیت سجدہ ہے تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہے، جیسا کہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”قال الشامية لايجب على الأعجمي مالم يعلم كمافي الفتح أي وإن لم يفهم“[1]

”والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد، كذا في الهداية ...... ولا تجب إذا سمعها من طير هو المختار ومن النائم الصحيح أنها تجب وإن سمعها من الصدي لا تجب عليه، كذا في الخلاصة“[2]

”(لا) تجب (بسماعه من الصدى والطير)“[3]

”ولو سمعها من الإمام أجنبي ليس معهم في الصلاة ولم يدخل معهم في الصلاة لزمه السجود، كذا في الجوهرة النيرة، وهو الصحيح، كذا في الهداية.

(۱)ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختار،”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“:ج۲،ص:۵۷۷.

(۲)جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،”كتاب الصلاة:الباب الثالث عشر:في سجود التلاوة“: ج۱،ص:۱۹۲.

(۳)الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة“:ج۲،ص:۵۸۳.

سمع من إمام فدخل معه قبل أن يسجد، سجد معه، وإن دخل في صلاة الإمام بعد ماسجدها الإمام لايسجدها، وهذا إذا أدركه في آخر تلك الركعة، أما لو أدركه في الركعة الأخرى يسجدها بعد الفراغ، كذا في الكافي، وهكذا في النهاية"۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۵/۵/۱۴۴۳ھ)

سجدہ تلاوت کے چند مسائل

(۱۲۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک عورت اپنے گھر میں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی ہے پڑھاتے وقت قرآن کریم میں سجدے کی آیات آتی ہیں ان کے بارے میں مذکورہ سوالات ہیں۔

(۱) بچوں کے پڑھاتے وقت آیت سجدہ کو چھوڑ کر پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اگر آیت سجدہ کو پڑھایا جائے تو بچوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

(۳) بچے جب سبق یاد کریں گے تو آیت سجدہ کو بار بار پڑھیں گے تو ایسی صورت میں اہل خانہ یا جو لوگ سجدہ کی تلاوت بار بار سن رہے ہیں تو ان پر کتنے سجدے واجب ہوں گے تینوں سوال کے مدلل جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عاصم، جہانگیر پوری، دہلی

الجواب و باللہ التوفیق: (۱) سورت کی تلاوت کے وقت سورت پڑھنا اور آیت سجدہ کو ترک کرنا مکروہ ہے، اس لیے بہتر ہے کہ سورت کی تلاوت کے ساتھ آیت سجدہ کو بھی پڑھ لیا کرے۔

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة": ج۱، ص: ۱۹۳۔

’’(وکره ترك آية سجدة وقراءة باقي السورة) لأن فيه قطع نظم القرآن وتغيير تاليفه...... وحاصله: أن المكروه إسقاط آية السجدة من السورة مع ضم ما بعدها إلى ما قبلها لأنه تغيير للنظم‘‘(۱)

’’(ويكره أن يقرأ السورة في صلاة أو غيرها ويدع آية السجدة) لأنه يشبه الإستنكاف عنها‘‘(۲)

(۲) آیت سجدہ بالغ حضرات پڑھیں یا بچے پڑھیں دونوں صورت میں بچوں پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے اس لیے کہ سجدہ تلاوت نماز کے اجزاء میں سے ایک جز ہے پس جس پر نماز فرض ہوتی ہے اسی پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے اور جس پر نماز فرض نہیں ہے اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔

’’لأن السجدة جزء من أجزاء الصلاة فيشترط لوجوبها أهلية وجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحيض والنفاس حتى لا تجب على كافر وصبي ومجنون وحائض ونفساء قرؤا أو سمعوا‘‘(۳)

(۳) بچہ اگر سمجھدار ہے اور وہ گھر میں آیت سجدہ پڑھے تو گھر والوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا اور اگر بچہ ناسمجھ ہے تو اس سے سننے پر بالغ حضرات پر سجدہ تلاوہ واجب نہیں ہوگا نیز ایک مجلس میں بار بار سننے سے صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہوگا۔

’’قوله: (وتجب بتلاوتهم) أي وتجب على من سمعهم بسبب تلاوتهم ح. قوله: (يعنى المذكورين) أي الأصم والنفساء وما بينهما. قوله: (خلا المجنون) هذا ما مشي عليه في البحر عن البدائع. قال في الفتح: لكن ذكر شيخ الإسلام أنه لا يجب بالسماع من مجنون أو نائم أو طير لأن السبب سماع تلاوة صحيحة وصحتها بالتمييز، ولم يوجد وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي، فليكن هو

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج۲، ص: ۵۹۵ تا ۵۹۷.
(۲) المرغيناني، الهداية، ’’كتاب الصلاة: باب في سجدة التلاوة‘‘: ج۱، ص: ۱۶۵.
(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘: ج۲، ص: ۲۱۱.

المعتبر إن كان مميزا وجب بالسماع منه وإلا فلا اهـ. واستحسنه في الحلية''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

متعدد آیات کو مجلس واحد میں پڑھنے سے کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

(۱۲۱) **سوال:** ایک آیت سجدہ کو ایک ہی مجلس میں مکرر پڑھنے سے ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے اور متعدد آیت سجدہ کو مجلس واحد میں پڑھنے سے کتنے سجدے واجب ہوں گے، اگر متعدد واجب ہونگے، تو دونوں مسئلہ کے درمیان فرق کیوں ہوا جب کہ دونوں کی صورت ایک ہی ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: نور محمد، کٹیہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں چوں کہ قرآن کریم میں ۱۴/ سجدے ہیں؛ اس لیے متعدد آیات سجدہ کی تلاوت سے متعدد سجدے واجب ہوں گے اور ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھنا مجلس واحد کے حکم میں ہے۔

''حاشية الطحاوي على مراقي الفلاح'' میں مصرح ہے ''(كمن كررها) أي الآية الواحدة (في مجلس واحد) الخ''(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۷/۴/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ج۲، ص: ۵۸۱.

(۲) أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ص: ۴۹۴.

وفي مجلس) واحد (لا) تتكرر بل كفته واحدة وفعلها بعد الأولى أولى قنية. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سورہ ’’ص‘‘ میں سجدہ تلاوت ’’أناب‘‘ پر ہے یا ’’حسن مآب‘‘ پر؟

(۱۲۲)**سوال**: سورہ ’’ص‘‘ میں سجدہ تلاوت ﴿أناب﴾ پر ہے یا ﴿حسن مآب﴾ پر ہے صحیح کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محقق قول کی بنا پر تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورہ ’’ص‘‘ میں آیت سجدہ ﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩﴾ پر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حنفی امام کے پیچھے شافعی مقتدیوں کا سورہ حج میں سجدہ کیسے ادا ہوگا؟

(۱۲۳)**سوال**: سورہ حج کا آخری سجدہ عندالشافعی واجب ہے اگر امام حنفی ہے اور مقتدی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وفي البحر التأخير أحوط والأصل أن مبناها على التداخل دفعا للحرج بشرط اتحاد الآية والمجلس (وهو تداخل في السبب) بأن يجعل الكل كتلاوة واحدة فتكون الواحدة سببا والباقي تبعا لها. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘:ج۲،ص:۵۹۰،۵۹۱)

(۱)سجود التلاوة في القرآن أربعة عشر كذا في الهداية ...... السجدة العاشرة: و(ص) عند قوله:﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩﴾ (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة‘‘:ج۱،ص:۱۹۱،۱۹۲)

(والسجدة) ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩﴾ (سورة السجدة:۱۵)’’ص‘‘ ﴿وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ط وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۩﴾ (سورة ص:۲۴،۲۵)وهذا هو الأولى مما قال الزيلعي تجب عند قوله تعالى: ﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩﴾ (أحمد بن إسماعيل،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،’’كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة‘‘:ص:۴۸۲)

شافعی ہوں تو سجدہ کیسے ادا ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ثمیر الدین، دہلی

الجواب و بالله التوفيق: شامی میں ہے کہ اگر شافعی المذہب امام ہو تو اس کی اتباع میں حنفی مقتدی بھی سجدہ تلاوت کریں اسی طرح جب کہ امام حنفی ہو تو شوافع مقتدی یہ سجدہ نہ کریں اس لیے کہ مقتدیوں کے ذمے سے بھی یہ سجدہ امام کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۱۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک آدمی کا متعدد مرتبہ سجدہ تلاوت کرنا سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟

(۱۲۴) **سوال:** زید نے آیت سجدہ پڑھی جس کو متعدد لوگوں نے سنا اس صورت میں کہا ہر ایک پر سجدہ تلاوت واجب ہے یا اگر زید سب کی طرف سے متعدد سجدے کر لے تو کافی ہو جائے گا؟

نیز زید کے تلاوت قرآن کرتے وقت اس کے برابر میں بیٹھے لوگوں کے لیے تلاوت قرآن کرنا درست ہے کہ نہیں؟ اگر درست ہے تو قرآنی آیت ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ

---

(۱) (منها أولى الحج) أماثانيته فصلاتية لاقترانها بالركوع (وص) خلافاً للشافعي واحمدؒ قوله: (لاقترانها بالركوع) لأن السجدة متى قرنت بالركوع كانت عبارة عن السجدة الصلاتية كما في قوله تعالىٰ: ﴿واسجدي واركعي﴾ (آل عمران)، بدائع، قوله: (خلافاً للشافعي وأحمد) حيث اعتبرا كلا من سجدتي الحج ولم يعتبرا سجدة ص. كما في غرر الأفكار. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ج۲،ص:۵۷۵،۵۷۶)

وإذا تلا الإمام آية السجدة سجدها وسجد المأموم معه سواء سمعها منه أم لا و سواء كان في صلاة الجهر أو المخافتة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر: في سجود التلاوة'': ج۱،ص:۱۹۳)

﴿وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نواب وقف دارالعلوم دیوبند

الجواب و بالله التوفيق: جس آدمی نے آیت سجدہ پڑھی اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے، اور جس جس آدمی نے سنی ان سب پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہے، کسی ایک آدمی کے متعدد بار سجدے کر لینے سے دوسروں کا سجدہ ادا نہیں ہوتا، ایک آدمی قرآن کریم پڑھے تو اس کے قریب دوسرے آدمی کا قرآن پڑھنا درست ہے، اور مذکورہ آیت میں مراد یہ ہے اگر کوئی قرآن کریم پڑھے اور تم قرآن نہ پڑھ رہے ہو تو اس کی تلاوت کو غور سے سنو دوسرے کسی کام میں مشغول ہونا درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۱۱/۱۴۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بعض مقتدیوں کا سجدہ تلاوت چھوٹ گیا نماز ہوئی یا نہیں؟

(۱۲۵) **سوال:** امام صاحب کے سجدہ تلاوت ادا کرنے کے وقت بجلی غائب ہوگئی جس کی وجہ سے بعض حضرات رکوع میں اور بعض سجدہ میں چلے گئے، پھر امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے مگر سجدہ تلاوت چھوٹ گیا تو نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشید احمد، دیوبند

---

(۱) والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد. (المرغيناني، الهداية، ''كتاب الصلاة: باب في سجدة التلاوة'': ج۱، ص: ۱۶۳)

(ويتكرر الوجوب على السامع بتبديل مجلسه و) الحال أنه (قد اتحد مجلس التالي) كأن سمع تاليا بمكان فذهب السامع ثم عاد فسمعه يكررها تكرر على السامع السجود اجماعاً. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة'': ص: ۴۹۶)

الجواب و بالله التوفيق: امام کے سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد اگر بقیہ نماز ان مقتدیوں نے صحیح ادا کی تو ان کی نماز درست ہوئی اور امام کے سجدہ تلاوت سے ان کا بھی ادا ہو گیا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۱۰/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

❁❁❁

(۱)(سجد معه و) لو ائتم (بعده) لايسجد أصلا:قوله: (سجد معه) قيد به لأن الإمام لو لم يسجد لايسجد المأموم وإن سمعها لأنه إن سجدها في الصلاة وحده خالف إمامه وإن سجد بعد الفراغ فهي صلاتية لا تقضى خارجها. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب سجود التلاوة'':ج۲،ص:۵۸۵)
وإذا قرأ الإمام آية السجدة وبعض القوم في الرحبة، فكبر الإمام للسجدة، وحسب من كان في الرحبة أنه كبر للركوع فركعوا، ثم قام الإمام من السجدة فكبر فظن القوم أنه رفع رأسه من الركوع، فكبروا ورفعوا رؤوسهم، إن لم يزيدوا على ذلك لم تفسد صلاتهم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث عشر:في سجود التلاوة'':ج۱،ص:۱۹۴)

باب السجود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب صلاۃ المسافر والمریض

فصل اول: مسافر کی نماز کا بیان

فصل ثانی: مسافت قصر کا بیان

فصل ثالث: مریض کے احکام کا بیان

فصل اول

مسافر کی نماز کا بیان

مقیم امام کے پیچھے مسافر کا اقتداء کرنا

(۱)**سوال:** امام مقیم اور ایک مقتدی مسافر ہے۔ دو رکعت مکمل ہونے کے بعد مسافر مقتدی کھڑا نہیں ہوا اور بیٹھا رہ گیا اور امام نے مزید دو رکعت پوری کر لی جب امام نے سلام پھیرا، تو اس نے بھی سلام پھیر دیا، تو کیا اس بیٹھے ہوئے مسافر مقتدی کی نماز درست ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح مسافر مقتدی کی نماز درست نہیں۔ مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے پر پوری نماز میں امام کی اقتداء لازم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱۰/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وإن اقتدى المسافر بالمقيم في الوقت أتم أربعا لأنه يتغير فرضه إلى أربع للتبعية: (وإن اقتدى المسافر بالمقيم في الوقت) ش: قيد بقوله: في الوقت لأنه لا يقتدي المسافر بالمقيم خارج الوقت للزوم اقتداء المفترض بالمتنفل في حق القعدة، لأن القعدة الأولىٰ فرض في حقه نفل في حق الإمام، كذا في المبسوط م:(أتم أربعا) ش:أي أربع ركعات وسواء في ذلك اقتدى به في جزء من صلاته أو كلها ،وبه قال الشافعي وأحمد وداود.(العيني،البناية شرح الهداية،''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ج۳،ص:۲۴،مکتبہ نعیمیہ، دیوبند)
قوله: (ولو اقتدى مسافر بمقيم في الوقت صح وأتم) لأنه يتغير فرضه إلى الأربع للتبعية كما تتغير نية الإقامة لاتصال المغير بالسبب وهو الوقت. قوله: (وبعده) أي بعد خروج الوقت لا يصح اقتداء المسافر بالمقيم لأن فرضه لا يتغير بعد الوقت لانقضاء السبب. (ابن نجيم ،البحر الرائق،''كتاب الصلاة: باب المسافر'':ج۲،ص:۲۳۵،۲۳۶، دارالکتاب، دیوبند)

پاکی کی حالت میں سفر شروع کی پھر حائضہ ہوگئی

(۲)**سوال:** ایک عورت نے پاکی کی حالت میں سفر شروع کیا، دوران سفر اس کا حیض شروع ہوگیا۔ جب وہ اپنے منزل پر پہونچے گی اور پاک ہوگی تو قصر پڑھے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا

الجواب وباللہ التوفیق: اگر منزل پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو وہاں پوری نماز پڑھے گی اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے وہاں رہے گی، تو قصر کرے گی۔ حالت سفر میں حیض شروع ہونے سے پہلے جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہیں ان کی قضاء کرتے وقت قصر کرے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۴۰/۴/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) کوطن الإقامة تبقى ببقاء الثقل وإن أقام بموضع آخر ...... وأما وطن الإقامة فهو الوطن الذي يقصد المسافر الإقامة فيه، وهو صالح لها نصف شهر. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص: ۲۳۹، دارالکتاب، دیوبند)

ويبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن (الأصلي و) بإنشاء (السفر)، والأصل أن الشيء يبطل بمثله وبما فوقه لا بما دونه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص: ۶۱۴، ۶۱۵، ط: مکتبہ زکریا دیوبند)

قوله: (الوطن الأصلي): ويسمى بالأهلي ووطن الفطرة والقرار. ح عن القهستاني ...... قوله: (أو توطنه): أي: عزم على القرار فيه، وعدم الارتحال الخ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة“: ج۲، ص: ۶۱۴)

ثم الأوطان ثلاثة: وطن أصلي: وهو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرى اتخذها داراً وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصده الارتحال عنها؛ بل التعيش بها، ...... فالوطن الأصلي ينتقض بمثله لا غير، وهو أن يتوطن الإنسان في بلدة أخرى وينقل الأهل إليها من بلدته فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً له حتى لو دخل فيه مسافراً لا تصير صلاته أربعاً. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: الكلام في الأوطان، فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيماً“: ج۱، ص: ۲۸۰، دارالکتاب، دیوبند)

مسافر نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳)**سوال**: مسافر نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وحید الزماں

الجواب وباللہ التوفیق: مسافر جب نماز جمعہ میں حاضر ہو گیا تو اس کا اصل فرض ہی نماز جمعہ ہو گیا ہے پس جس طرح وہ خود نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے، تو اسی طرح نماز جمعہ پڑھانا بھی اس کے لیے جائز اور درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۶/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے؟

(۴)**سوال**: زید دہلی کا باشندہ ہے اور عرصہ سے کشمیر میں نوکری کرتا ہے، اب اس نے کشمیر

---

(۱) (ويصلح للإمامة فيها من صلح لغيرها فجازت لمسافر وعبد ومريض وتنعقد) الجمعة (بهم). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الجمعة، مطلب: في شروط وجوب الجمعة“: ج۳،ص:۳۰)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، وشهدت معه الفتح، فأقام بمكة ثماني عشرة ليلة لا يصلي إلا ركعتين يقول: يا أهل البلد! صلوا أربعا، فإنا قوم سفر. (أخرجه أبي داؤد، في سننه، ”كتاب الصلاة: باب متى يتم المسافر“: ج۱،ص:۱۷۳،رقم:۱۲۲۹، النسخة الهندية، دارالسلام)

ولنا ماروي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه صلى الجمعة بالناس عام فتح مكة وكان مسافراً. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة:فصل:في بيان شرائط الجمعة“:ج۱،ص:۵۸۸، دارالکتاب، دیوبند)

ومن لا جمعة عليه إن أداها جاز عن فرض الوقت وللمسافر والعبد والمريض أن يؤم فيها. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب صلاة الجمعة“:ج۲،ص:۲۶۶،۲۶۷)

لأنهما مختلفان على أن المسافر لما التزم الجمعة صارت واجبة عليه ولذا صحت إمامته فيها. (ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختار،”كتاب الصلاة:باب الجمعة،مطلب:في شروط وجوب الجمعة“: ج۳،ص:۳۴)

سے پاکستان کا سفر کیا اور نماز قصر پڑھی اب پاکستان سے کشمیر واپس آیا اور قیام کیا اب دس روز کے بعد اسے اپنے اصلی وطن دہلی جانا ہے۔ سوال یہ ہے اب بوقت قیام کشمیر یا اطراف کشمیر یہاں نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالسلام، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: ملازمت کی وجہ سے کشمیر وطن اقامت ہو گیا ہے اور وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے، پس مذکورہ صورت میں کشمیر سے جب پاکستان گیا تو یہ وطن اقامت ختم ہو گیا؛ لہٰذا پاکستان سے لوٹ کر کشمیر میں اگر پندرہ یوم ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کیا، تو پندرہ دن سے کم جتنے دن بھی کشمیر میں ٹھہرے گا نماز میں قصر کرتا رہے گا۔

اور جب کہ اس نے کشمیر میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی تو کشمیر اس کا وطن اقامت نہیں بنا؛ اس لیے وہ شخص کشمیر میں رہتے ہوئے بھی قصر کرے گا اور اور کشمیر کے آس پاس آنے جانے میں بھی قصر کرے گا اور جب کشمیر میں پندرہ دن ٹھہرے گا، تو پھر کشمیر میں بھی پوری نماز پڑھے گا اور آس پاس دس پندرہ کلومیٹر تک آنے جانے میں بھی پوری نماز پڑھے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۶/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وينتقض بالسفر أيضاً، لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار، ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستبدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيما'' :ج۱،ص:۲۸۰)

ويبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن (الأصلي و) بإنشاء (السفر)، والأصل أن الشيء يبطل بمثله وبما فوقه لا بما دونه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۶۱۴، ۶۱۵)

(من خرج من عمارة موضع إقامته) قاصداً (مسيرة ثلاثة أيام ولياليها) ...... (صلى الفرض الرباعي ركعتين) ...... (حتى يدخل موضع مقامه) أو ينوي إقامة نصف شهر) بموضع صالح لها (فيقصر إن نوى في أقل منه) أو ...... (بموضعين مستقلين). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۵۹۹-۶۰۶)

مسافر امام کے چار رکعت پڑھانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۵)**سوال**: زید سفر میں تھا اس نے امامت کی جب کہ سب مقتدی مسافر تھے اور اس نے غلطی سے چار رکعت نماز پڑھائی بعد میں اس کو یاد آیا جب تک تمام مقتدی چلے گئے تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسماعیل، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں اگر مسافر امام نے دو رکعت کی جگہ چار رکعت نماز پڑھادی تو اس کی دو صورت ہے اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ کیا ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کیا ہے تو امام اور مسافر مقتدیوں کی نماز درست ہوگئی مقیم مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی، اس لیے کہ مسافر امام کی اخیر کی دو رکعت نفل ہے اور فرض پڑھنے والوں کی اقتداء نفل پڑھنے والوں کے پیچھے درست نہیں اور اگر مسافر امام نے سجدہ سہو نہیں کیا ہے تو وقت کے اندر نماز کا اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد اعادہ مستحب ہے، اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا ہے تو امام اور مقتدی کسی کی نماز درست نہیں ہوئی، اس لیے کہ دو رکعت پر قعدہ کرنا فرض تھا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۶/۱/۱۴۴۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فلو أتم مسافر إن قعد في) القعدة (الأولیٰ تم فرضه و) لكنه (أساء) لو عامدًا لتأخير السلام وترك واجب القصر وواجب تكبيرة افتتاح النفل وخلط النفل بالفرض، وهذا لايحل كما حرره القهستاني، بعد أن فسر أساء بأثم واستحق النار (وما زاد نفل) كمصلي الفجر أربعًا (وإن لم يقعد بطل فرضه) وصار الكل نفلًا لترك القعدةالمفروضة. (ا لحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۶۰۹، ۶۱۰)

(فلو أتم المسافر) الرباعي بأن يأتي جميع أفعاله وأقواله كالقراء ة هذا تفريع على كون فرضه فيه ركعتين (إن قعد في الثانية) قدر التشهد (صحت) ......لأن فرضه ثنتان والقعدة الأولیٰ فرض عليه لأنها آخر صلاته فإذا وجدت يتم فرضه. (و) لكنه (أساء) لتأخير السلام وما زاد على الركعتين نفل (وإلا) أي وإن لم يقعد في الثانية (فلا تصح) لأنه خلط النفل بالفرض قبل إكماله فانقلب الكل نفلا. (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب صلاة: باب الصلاة المسافر'': ج۱،ص:۲۳۹، ۲۴۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

وطن اصلی میں نماز قصر پڑھے یا پوری؟

(۶) **سوال:** زید کا وطن اصلی بھوپال ہے۔ وطن اقامت دہلی ہوگیا، زید وطن اصلی جانے پر قصر نماز پڑھے گا یا پوری نماز، زید کے بچے جن کی پیدائش دہلی (وطن اقامت) میں ہوئی ہے ان کا وطن اصلی بھوپال ہوگا یا دہلی؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی حکیم امجد میاں، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: وطن اصلی متعدد ہوسکتے ہیں مثلاً ایک وطن ولادت جہاں جدی وطن ہو، دوسری وہ جگہ جہاں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بود و باش اختیار کرلی ہو، مستقل طور پر رہنے لگے اس کو وطن قرار دیدے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر دہلی میں مستقل قیام اور رہائش کا ارادہ زید نے کرلیا ہے، تو دہلی بھی وطن اصلی ہے اور اگر بھوپال کی اصل وطنیت کو ختم کردینے کا ارادہ وفیصلہ نہ کیا ہو تو زید کے لیے بھوپال بھی وطن اصلی ہی رہے گا اور زید کو وہاں پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی، اگر کوئی شخص کسی جگہ کو اپنے اہل وعیال کا مستقل وطن قرار دیدے تو اس شخص کے اور اس کے اہل وعیال کے حق میں وطن اصلی ہوجائے اور وہ جائے ولادت جہاں بود و باش بھی ہو وطن اصلی ہے؛ لہٰذا زید کے وہ بچے جن کی پیدائش دہلی کی ہے اور وہیں ان کا مستقل قیام ہے ان کے حق میں دہلی وطن اصلی ہے اور اگر زید نے بھوپال کو اپنے اہل وعیال کے حق میں بھی وطن اصلی قرار دے رکھا ہے اور وہ بھوپال کو وطن اصلی سمجھتے ہوں تو بھوپال بھی ان کے حق میں وطن اصلی ہی ہوگا اور اگر ایسا نہیں، بلکہ زید بھوپال کو ان کے حق میں یا انہوں نے خود بھوپال کو اپنے حق میں وطن اصلی قرار نہ دے رکھا ہو تو پھر بھوپال ان کے لئے وطن اصلی نہ ہوگا صرف دہلی وطن اصلی ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۱۲/۷/۱۴۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهم دور وعقار في القرى البعيدة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سفر کی چھوٹی ہوئی نمازوں میں قصر کرے یا پوری پڑھے؟

(۷) **سوال**: سفر میں نمازیں چھوٹ جاتی ہیں پھر گھر آنے کے بعد ان کو قضا کرتا ہوں تو کیا قضا نمازوں میں بھی قصر ہوگا یا پوری پڑھی جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سفر شرعی کی قضا شدہ نمازیں جب گھر پر آکر قضا کی جائیں تو اس میں قصر لازم ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۱۱/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... منها يضيفون بها بأهلهم ومتاعهم، فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لا يبطل أحدهما بالآخر. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب المسافر“: ج۲،ص:۲۳۹)

قوله:(أو تأهله) أي تزوجه. قال في شرح المنية: ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الإقامة به فقيل:لا يصير مقيماً، وقيل: يصير مقيماً؛ وهو الأوجه. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة“: ج۲،ص:۶۱۴)

(الموطن الأصلي) هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه (يبطل بمثله) إذا لم يبق له بالأول أهل. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۶۱۴)

ثم الوطن الأصلي يجوز أن يكون واحدًا أو أكثر من ذلك بأن كان له أهل ودار في بلدتين أو أكثر ولم يكن من نية أهله الخروج منها،وإن كان هو ينتقل من أهل إلى أهل في السنة،حتى أنه لو خرج مسافرا من بلدة فيها أهله ودخل في أي بلدة من البلاد التي فيها أهله فيصير مقيما من غير نية الإقامة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،”كتاب الصلاة:فصل: بيان ما يصير المسافر به مقيمّا“: ج۱،ص:۲۸۰)

وينتقض بالسفر أيضا، لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار، ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيما، الكلام في الأوطان“: ج۱،ص:۲۸۰،۲۸۱)

(۱) (والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت) وهو قدر ما يسع التحريمة (فإن كان) المكلف (في آخره مسافراً وجب ركعتان وإلا فأربع)؛ لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله.

قوله: (والمعتبر في تغيير الفرض) أي من قصر إلى إتمام وبالعكس (قوله: وهو)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسافر حالت سفر میں سنت مؤکدہ پڑھے یا نہیں؟

(۸)**سوال:** کیا مسافر بحالت سفر سنت مؤکدہ پڑھے یا ترک کردے جب کہ وہ اطمنان بخش جگہ میں نزول کر چکا ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: تصدق حسین، رام پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر سنت مؤکدہ کا ترک درست نہیں ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں سنت مؤکدہ پڑھنے کا اہتمام کرے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱۲/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أي آخر الوقت قدر ما يسع التحريمة، كذا في الشرنبلالية والبحر والنهر، والذي في شرح المنية تفسيره بما لايبقى منه قدر ما يسع التحريمة وعند زفر بما لايسع فيه أداء الصلاة (قوله: وجب ركعتان) أي وإن كان في أوله مقيماً وقوله: (وإلا فأربع) أي وإن لم يكن في آخره مسافراً بأن كان مقيماً في آخره فالواجب أربع. قال في النهر: وعلى هذا قالوا: لو صلى الظهر أربعاً ثم سافر أي في الوقت فصلى العصر ركعتين ثم رجع إلى منزله لحاجة فتبين أنه صلاهما بلا وضوء صلى الظهر ركعتين والعصر أربعاً؛ لأنه كان مسافراً في آخر وقت الظهر ومقيماً في العصر قوله: (لأنه) أي آخر الوقت. قوله: (عند عدم الأداء قبله) أي قبل الآخر.

والحاصل:أن السبب هو الجزء الذي يتصل به الأداء أو الجزء الأخير إن لم يؤد قبله وإن لم يؤد حتى خرج الوقت فالسبب هو كل الوقت. قال في البحر:وفائدة إضافته إلى الجزء الأخير اعتبار حال المكلف فيه، فلو بلغ صبي أو أسلم كافر أو أفاق مجنون،أو طهرت الحائض أو النفساء في آخره لزمتهم الصلاة ولو كان الصبي قد صلاها،في أوله وبعكسه لو جن أو حاضت أو نفست فيه لفقد الأهلية عند وجود السبب،وفائدة إضافته إلى الكل عند خلوه عن الأداء أنه لايجوز قضاء عصر الأمس في وقت التغير وتمام تحقيقه في كتب الأصول. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ج۲،ص:۶۱۳،۶۱۴)

وفائتة السفر والحضر تقضي ركعتين وأربعا والمعتبر فيه آخر الوقت قوله: (وفائتة السفر والحضر تقضي ركعتين وأربعا) لف ونشر مرتب أي فائتة السفر تقضي ركعتين وفائتة الحضر تقضي أربعا، لأن القضاء بحسب الأداء. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب المسافر'':ج۲،ص:۲۴۱)

(۱)وقيد بالفرض؛ لأنه لا قصر في الوتر والسنن واختلفوا في ترك السنن في السفر،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

زید والد کے وطن میں قصر کرے گا یا اتمام؟

(۹) **سوال:** زید اوراس کے والد دہلی میں رہتے تھے زید کی پیدائش دہلی کی ہے والد کی زمین بلندشہر میں ہے زید کے والد کا وطن اقامت بھی دہلی ہے اوراب والد صاحب بلندشہر ہی چلے گئے ہیں تو زید جب بلندشہر جائے تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سعید عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیدائش سے وطنیت نہیں بدلتی زید کا بھی وطن بلندشہر ہی ہے اگر زید نے دہلی کو بھی وطن اقامت بنایا، تو اس سے بھی فرق نہیں پڑتا، وطن دو بھی ہو سکتے ہیں پس زید بلندشہر میں پوری ہی نماز پڑھے گا قصر نہیں پڑے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۲/۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فقيل: الأفضل هو الترك ترخيصاً، وقيل: الفعل تقرباً، وقال الهندواني: الفعل حال النزول والترك حال السير، وقيل: يصلى سنة الفجر خاصةً، وقيل: سنة المغرب أيضاً، وفي التجنيس: والمختار أنه إن كان حال أمن وقرار يأتي بها؛ لأنها شرعت مكملات والمسافر إليه محتاج، وإن كان حال خوف لايأتي بها؛ لأنه ترك بعذر. اهـ. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب المسافر“:ج۲،ص:۲۲۹،۲۳۰)

وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن والمختار: أنه لا يأتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والأمن، هكذا في الوجيز للكردري. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“:ج۱،ص:۱۹۹)

وتكلموا في الأفضل في حالة الزوال والترك في حالة السير. قال هشام: رأيت محمدا كثيرا لا يتطوع في السفر قبل الظهر، ولا بعدها ولا يدع ركعتي الفجر والمغرب وما رأيته تطوع قبل العصر ولا قبل العشاء ويصلى العشاء ثم يوتر. في قنية المنية: تزوج المسافر في بلد لا يصير مقيما به وهو قول الشافعي. (العيني، البناية،”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“:ج۳،ص:۳۶)

واختلف فيما هو الأولىٰ في السنن، والمختار أن يأتي بها إن كان على أمن وقرار لا على عجلة وفرار. (اللباب في شرح الكتاب، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“:ج۱،ص:۱۱۵)

(۱)قوله: (أو تأهله) أي تزوجه. قال في شرح المنية: ولو تزوج المسافر ببلد ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نماز پڑھی یا نہیں؟

(۱۰)**سوال**: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قصر کیا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی حدیث ہو، تو تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمیل اختر، پانی پت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”عن أنس رضي اللّٰہ عنه، أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی الظهر بالمدینة اربعاً وصلی العصر بذی الحلیفة رکعتین متفق علیه“(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھی اور جب سفر میں نکلے، تو ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی ہیں۔ یہ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کے لیے مکہ کی طرف ہے کہ مدینہ سے باہر نکلتے ہیں ذوالحلیفہ میں عصر کا وقت آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قصر فرمایا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ولم ینو الإقامة به فقیل: لا یصیر مقیماً، وقیل: یصیر مقیماً؛ وهو الأوجه. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ”کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة“: ج۲،ص:۶۱۴)

(ویشترط لصحة نیة السفر ثلاثة أشیاء:الاستقلال بالحکم و البلوغ و) الثالث (عدم نقصان مدة السفر عن ثلاثة أیام فلایقصر من لم یجاوز عمران مقامه أو جاوز) العمران ناویًا (و) لکن (کان صبیًّا أو تابعًا لم ینومتبوعه السفر) والتابع (کالمرأة مع زوجها) وقد أوفاها معجل مهرها. (أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح،”کتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“: ج۱،ص:۴۲۴)

(الوطن الأصلي) هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه (یبطل بمثله) إذا لم یبق له بالأول أهل. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة : باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۶۱۴)

وینتقض بالسفر أیضاً، لأن توطنه في هذا المقام لیس للقرار، ولکن لحاجة، فإذا سافر منه یستدل به علی قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ”کتاب الصلاة: فصل: في بیان ما یصیر المسافر به مقیماً“: ج۱،ص:۲۸۰، ۲۸۱)

(۱)أخرجه مسلم، في صحیحه، ”کتاب صلاة المسافرین وقصرها“:......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سسرال میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟

(۱۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی سسرال میں نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: سہیل حسن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت مسئولہ میں زید اپنی سسرال میں اگر پندرہ دن کے رہنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور اگر نیت نہیں کی تو قصر کرے، زوج متبوع ہے تابع نہیں کہ زوجہ کے وطن اصلی کو اس کا وطن قرار دیدیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۵/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج۱،ص:۲۴۲، رقم:۶۹۰، مکتبہ: نعیمیہ، دیوبند)

(۲) عن أنسٍ، قال: صلَّى رسولُ الله صلَّى الله عليه وسلم الظهرَ بالمدينةِ أربعاً، وصَلَّى العصرَ بذى الحُليفة ركعتَيْنِ، ثم باتَ بذى الحُليفة حتى أصبح، فلما ركب راحِلَتَه واسْتَوَت بِهِ أهَلَّ. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، "كتاب المناسك: باب في وقت الاحرام": ج۱،ص:۲۴۷، رقم:۱۷۷۳، دار الاشاعت، دیوبند)

(ركعتين) لأنه كان في السفر أعلم أنه لا يجوز القصر إلا بعد مفارقته بنيان البلد عند أبي حنيفة، والشافعي، وأحمد، ورواية عن مالك، وعنه أنه يقصر إذا كان من المصر على ثلاثة أميال، وقال بعض التابعين: إنه يجوز أن يقصر من منزله. وروي ابن أبي شيبة عن علي رضي الله عنه أنه خرج من البصرة، فصلى الظهر أربعا، ثم قال: إنا لو جاوزنا هذا الخص لصلينا ركعتين ذكره ابن الهمام، قال ابن حجر: واحتج به الظاهرية على جواز القصر في السفر القصير، وهو غلط منهم لأنه عليه الصلاة والسلام كان قاصدا مكة، لا أن ذا الحليفة غاية سفره. (متفق عليه): ورواه أبو داود، والترمذي، والنسائي، قاله ميرك. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، الفصل الأول": ج۳،ص:۳۸۱، رقم:۱۳۳۳)

(۱) قوله: (أو تأهله) أي تزوجه. قال في شرح المنية: ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الإقامة به فقيل: لا يصير مقيماً، وقيل: يصير مقيماً؛ وهو الأوجه. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة": ج۲،ص:۶۱۴)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا شادی شدہ لڑکی میکہ میں پوری نماز پڑھے گی؟

(۱۲)**سوال:** شادی شدہ لڑکی اپنے گھر پر پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لڑکی والدین کے گھر سے سامان وغیرہ کے ساتھ منتقل ہوکر اپنے شوہر کے گھر آباد ہوگئی ہے اور شوہر کے گھر میں مقیم ہے اور سسرال اور میکہ کے درمیان شرعی مسافت سفر پائی جاتی ہے، تو لڑکی جب چودہ دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے میکہ جائے گی، تو قصر کرے گی ورنہ نماز پوری پڑھے گی۔(۱)

’’(الوطن الأصلي) يبطل بمثله إذا لم يبق له بالأول أهل فلو بقي لم يبطل بل يتم فيها (لا غير)‘‘(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(ويشترط لصحة نية السفر ثلاثة أشياء: الاستقلال بالحكم و البلوغ و) الثالث (عدم نقصان مدة السفر عن ثلاثة أيام فلايقصر من لم يجاوز عمران مقامه أو جاوز) العمران ناويًا (و) لكن (كان صبيًّا أو تابعًا لم ينومتبوعه السفر) والتابع (كالمرأة مع زوجها) وقد أوفاها معجل مهرها. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۱، ص: ۴۲۴، دار الكتاب، ديوبند)

(۱) والوطن الأصلي هو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرى اتخذها داراً وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصده الارتحال عنها بل التعيش بها وهذا الوطن يبطل بمثله لاغير وهو أن يتوطن في بلدة اخرى وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطنا أصليا حتى لو دخله مسافرا لايتم. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲، ص: ۲۳۹)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲، ص: ۶۱۴.

مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی کتنی رکعتوں کی نیت کرے؟

(۱۳) **سوال:** امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کتنی رکعتوں کی نیت کرے گا، قصر کی یا پوری چار کی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں مقتدی مقیم مسافر امام کے پیچھے چار ہی رکعت کی نیت کرے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سفر میں قصر کا وجوب کیا حدیث سے ثابت ہے؟

(۱۴) **سوال:** باوجود امن وامان کے کیا ہر سفر میں نماز کا قصر واجب ہے؟ کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیر احمد، دہرادون

---

(۱) (ولا بد من التعيين عند النية لفرض) أنه ظهر أو عصر ...... (وواجب) أنه وتر أو نذر ...... (دون) تعيين (عدد ركعاته) لحصولها ضمنا فلا يضر الخطأ في عددها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، مطلب: في حضور القلب والخشوع'': ج۲،ص:۹۵تا۹۸)

(وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فإذا قام) المقيم (إلى الاتمام لايقرأ ولا يسجد للسهو (في الأصح) لأنه كاللاحق والقعدتان فرض عليه وقيل لا، قنية. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۶۱۱)

(وبعكسه) بأن اقتدى مقيم بمسافر (صح) الاقتداء (فيهما) أي في الوقت وفيما بعد خروجه لأنه صلى الله عليه وسلم بأهل مكة وهو مسافر وقال: أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر، وقعوده فرض...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عندالاحناف شرعی سفر میں نماز میں قصر کرنا واجب ہے اور یہ مسلم شریف کی حدیث سے ثابت ہے حضرت یعلی ابن امیہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں نماز قصر کروا گر تم کو کفار کے فتنہ کا خوف ہو پس اگر لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے بھی یہ شبہ پیش آیا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں قصر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۵/۱ھ)

خورشید عالم غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سفر میں قضاء نمازیں پڑھنا

(۱۵) **سوال**: ایک شخص مقیم ہے اس وقت کچھ نمازیں قضا ہوگئیں ہیں پھر سفر میں چلا گیا وہاں اس کو فرصت ملی گئی تو قضاء نمازوں (جو حضر میں قضاء ہوئی ہیں) میں قصر ہوگی یا پوری پڑھی جائیں گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: احتشام الحق، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں وہ نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۷/۲۴ھ)

خورشید عالم غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أقوی من الأول في حق المقیم ویتم المقیمون منفردین بلا قراءة. (أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ''کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۱، ص: ۴۲۷)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: إن اللّٰہ فرض الصلاة علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علی المسافر رکعتین، وعلی المقیم أربعاً، وفي الخوف رکعة. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب صلاة المسافرین وقصرها'': ج۱، ص: ۲۴۱، رقم: ۶۸۷، اعظم پبلیشرز)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مختلف مقامات کے سفر کا ارادہ کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟

(۱۶)**سوال:** مثلاً زید نے دیوبند سے مظفرنگر سفر کا ارادہ کیا، پھر مظفرنگر سے کھتولی کا سفر کیا پھر وہاں سے میرٹھ کا سفر کیا اور میرٹھ سے غازی آباد کا سفر کیا، اگر زید دیوبند سے غازی آباد سفر کا ارادہ کرتا تو مسافت شرعی ہونے کی وجہ سے نماز قصر کرتا؛ لیکن جو صورت سوال میں مذکور ہے کیا اس صورت میں بھی زید قصر کرے گا یا مکمل نماز پڑھے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: ایک ساتھ مسافت شرعی کی نیت سے سفر کیا جائے تو قصر لازم ہوتی ہے اور اگر مسافت شرعی سے کم کا سفر کیا جائے پھر وہاں سے دوسری جگہ بھی مسافت شرعی سے کم کا سفر کیا جائے تو چاہے کتنی ہی دور چلا جائے پوری نماز پڑھنی ضروری ہوگی اس لیے صورت مسئولہ میں قصر نہیں؛ بلکہ پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۵/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن يعلى بن امية قال قلت لعمربن الخطاب ليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم أن يفتنكم الذين كفروا فقد أمن الناس فقال عجبت مما عجبت منه فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته. (أيضاً: رقم:٦٨٤)

(۲)(وفائتة السفر و) فائتة (الحضر تقضي ركعتين وأربعاً) فيه لف ونشر مرتب لأن القضاء بحسب الأداء ...... (والمعتبر فيه) آخر الوقت. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ص:۴۲۸)

من فاته صلاة وهو مقيم قضاها أربعاً مقيماً أو مسافراً ومن فاته صلاة في السفر قضاها ركعتين مسافراً أو مقيماً. (إبراهيم الحلبي الكبير، ''كتاب الصلاة:فصل: في صلاة المسافر'':ص:۴۶۸، دارالکتاب دیوبند)

(۱)ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة أيّام حتى يترخص برخصة المسافرين وإلا لايترخص أبداً ولو طاف الدنيا جميعها بأن كان طالب آبق أو غريم أو نحو ذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر'':ج۱،ص:۱۹۹)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وطن اقامت میں دوبارہ لوٹنے سے نماز قصر کرے یا مکمل پڑھے؟

(۱۷)**سوال:** ایک شخص نے ایسے شہر کے سفر کا ارادہ کیا جو شرعی مسافت پر ہے اور پندرہ روز سے زائد قیام کی نیت کی، پھر وہاں سے مسافت شرعی پر واقع شہر کے سفر کا ارادہ کیا اور چند روز قیام کر کے پھر اس وطن اقامت کے سفر کا ارادہ کیا تو کیا اب وہاں مقیم ہوگا یا مسافر؟ نماز قصر کرے گا یا مکمل پڑھے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مذکورہ شخص نے پہلا سفر شروع کیا تو وہ مسافر ہوگیا راستہ میں نماز قصر لازم ہوئی، پھر ایک جگہ اس نے ایک ماہ قیام کی نیت کی تو وہ مقیم ہوگیا پوری نماز لازم ہوگئی، پھر وہاں سے سفر شرعی شروع کیا تو مسافر ہوگیا، کہیں جا کر دو تین روز قیام کیا تو وہ مسافر ہی رہا قصر ہی لازم ہے۔ پھر وہ واپس وطن اقامت آ گیا جہاں پہلے ایک ماہ کے لئے مقیم ہوا تھا، تو اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ یہاں کتنے دن اقامت کی نیت کرتا ہے، اگر پندرہ ایام یا اس سے زائد قیام کی نیت کرے تو وہ مقیم ہوگا اور نمازیں پوری لازم ہوں گی اور اگر پندرہ دن سے کم کی نیت کرتا ہے تو مسافر ہی رہے گا اور قصر لازم ہوگی پہلے جو ایک ماہ کی نیت کی تھی اس کا اب کوئی اعتبار نہ رہا اس کا حکم تو اسی وقت ختم ہوگیا تھا جب اس نے وہاں سے سفر شرعی شروع کیا تھا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۶/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر، قوله: (بلا قصد) بأن قصد بلدة بینه وبینها یومان للإقامة بها فلما بلغها بداله أن مذهب إلی بلدة بینه وبینها یومان وهلم جراً. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص:۶۰۱)

(۱)ووطن الإقامة یبطل بوطن الإقامة وبإنشاء السفر وبالوطن الأصلي هکذا في التبیین. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر'': ج۱، ص:۲۰۲)

(ولا یزال) المسافر الذي استحکم سفره بمضي ثلاثة أیام مسافراً (یقصر)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مجرم پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟

(۱۸) **سوال**: ایک شخص مجرم ہے اس کو گرفتار کر کے مسافت شرعی پر واقع کسی شہر کی عدالت میں پیش کرنے کے لیے پولیس لے جا رہی ہے اور مجرم کو معلوم بھی ہے، تو عدالت کا حتمی قید کا فیصلہ آنے سے پہلے اس شہر میں پوری نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایوب، گڑگاؤں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسافت قصر پر آدمی گیا اور اس کو معلوم بھی ہے کہ تجھ کو مسافت قصر پر لے جایا جا رہا ہے تو اب وہ نماز قصر پڑھے اور سزا جب تک نہیں سنائی گئی اور اس کو مدت قید کے بارے میں بتایا نہیں گیا تو وہ نماز قصر ہی پڑھتا رہے گا اس لیے کہ ہر روز یہ احتمال ہے کہ آج چھوٹ جائے اور اگر مدت قید کے بارے میں بتا دیا گیا ہے اور مدت قید پندرہ دن یا اس سے زائد ہو تو پھر نماز پوری پڑھنی ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۶/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... حتى يدخل مصره) يعني وطنه الأصلي (أو ينوي إقامته نصف شهر ببلد أو قرية). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ص:۴۲۵)

(ويبطل وطن الإقامة بمثله و) يبطل أيضا بالإنشاء (السفر) بعده. (أيضاً: ص:۴۲۹)

(۱) أو كان أحدهما تبعاً للآخر بحيث تجب الجمعة على ساكنه للاتحاد حكماً (أو لم يكن مستقلاً برأيه) كعبد وإمرأة (أو دخل بلدة ولم ينوها) أي مدة الإقامة (بل ترقب السفر) غداً أو بعده (ولو بقي) على ذلك (سنين) إلا أن يعلم تأخر القافلة نصف شهر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ج۲، ص:۶۰۷)

(وقصر إن نوى أقل منه) أي من نصف شهر (أو لم ينو) شيئاً (وبقى) على ذلك (سنين) وهو ينوى الخروج في غد أو بعد جمعة لأن علقمة بن قيس مكث كذلك بخوارزم سنتين يقصر الصلاة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ص:۴۲۶)

وطن اصلی سے سفر کرنے والا ملازمت کی جگہ قصر کرے یا اتمام؟

(۱۹) سوال: اگر کوئی شخص اپنے گھر سے ۲۰ کلو میٹر دوری پر ملازمت کرتا ہے لیکن وہ شخص اپنے گھر سے سفر کیا اور واپس آنے کے وقت وہ پہلے وہاں پہونچا جہاں ملازمت کرتا ہے تو کیا وہ شخص ملازمت کی جگہ مقیم ہوگا یا مسافر، نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ریاض الدین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص شرعی سفر پر گیا اور واپسی میں ملازمت کی جگہ ٹھہر گیا چند روز کے لیے یعنی پندرہ دن سے کم یا راستے میں ملازمت کی جگہ سے گذرا تو بھی مسافر ہی رہے گا مقیم نہ ہوگا اور نماز قصر کرے گا اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کیا تو مقیم ہوگا اور نمازیں پوری پڑھے گا۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۷/۱۱/۱۴۳۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شرعی مسافت پر واقع ملازمت کی جگہ قصر کرے گا یا اپنے وطن اصلی میں؟

(۲۰) سوال: زید سہارنپور میں نوکری کرتا ہے جب کہ اس کا وطن اصلی مظفر نگر کے پاس ایک گاؤں ہے جو کہ سہارنپور سے تقریباً ۸۰ ر کلو میٹر پر واقع ہے اور زید سہارنپور کے ریلوے کواٹر میں

---

(۱) (ولا يزال) المسافر الذي استحكم سفره بمضي ثلاثة أيّام مسافراً (يقصر حتى يدخل مصره) يعنى وطنه الأصلى (أو ينوى إقامته نصف شهر ببلد أو قرية). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر"، ص: ۴۲۵)

ولم يعتبر المحققون وطن السكنى وهو ما راى موضع ينوى الإقامة فيه دون نصف شهر وكان مسافراً فلا يبطل به وطن الإقامة ولا يبطل السفر. (أيضاً: ص: ۴۲۹، ۴۳۰)

ووطن السفر ما ينوي فيه الإقامة أقل من خمسة عشر يوماً وليس مولده ولا له به أهل ويسمىٰ وطن السكنى أيضاً والمحققون على عدم اعتباره ولذا لم يذكره صاحب الهداية لأنه فيه يوصف السفر فهو كالمفازة. (إبراهيم الحلبي الكبيري، "كتاب الصلاة: فصل: في صلاة المسافر"، ص: ۴۶۸)

رہتا ہے اور تقریباً ایک ہفتہ یا دس دن پر چھٹی کے دن اپنے گھر جاتا ہے جو کہ مظفرنگر کے ایک گاؤں میں ہے جہاں زید کی مکمل فیملی رہتی ہے صورت مسئولہ یہ ہے کہ زید سہارنپور میں نمازوں کی قصر کرے گا جہاں وہ نوکری کرتا ہے یا پھر مظفرنگر کے اس گاؤں میں قصر کرے گا جو اس کا آبائی گھر ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید جب سہارنپور جائے اور وہاں ۱۵؍ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو وہاں قصر کرے گا اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت سے ٹھہرے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب اپنے وطن مظفرنگر جائے تو چاہے چند گھنٹے کے لیے جائے بہرحال پوری نماز پڑھے گا، وطن میں قصر کی اجازت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۵/۶/۱۴۳۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسافر امام نے عشاء کی چار رکعت پڑھادیں تو امام ومقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

(۲۱) **سوال**: ایک شخص مسافر ہے اس نے پندرہ یوم اقامت کی نیت بھی نہیں کی اور عشاء کی نماز پوری پڑھادی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، مظفرنگر

(۱)(ولا يزال) المسافر الذي استحكم سفره بمضى ثلاثة أيّام مسافراً (يقصر حتى يدخل مصره) يعنى وطنه الأصلى (أو ينوى إقامته نصف شهر ببلد أو قرية). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر"، ص:۴۲۵)

من خرج من عمارة موضع إقامته مسيرة ثلاثة أيام ولياليها صلى الفرض ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسافر کے لیے اتمام کی اجازت نہیں، بلکہ مسافر پر چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر واجب ہے۔

”(صلي الفرض الرباعي ركعتين) وجوبا لقول ابن عباس رضي اللّٰہ عنه، إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر ركعتين......لأن الركعتين ليستا قصراً حقيقة عندنا بل هما تمام فرضه“(۱)

اگر مسافر بھول کر دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لیتا ہے اور قعدہ اولیٰ میں بیٹھتا ہے، آخر میں سجدہ سہو بھی کر لیتا ہے تو اس کی پہلی دو رکعت فرض اور دوسری دو رکعت نفل ہو جائیں گی، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو وقت کے اندر نماز کا اعادہ واجب ہے اور اگر مسافر نے دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو اس کا فرض ادا نہیں ہوگا۔

صورت مسئولہ میں مقیم مقتدیوں کی نماز ادا نہیں ہوگی ”اقتداء المفترض خلف المتنفل“ کی وجہ سے؛ لہٰذا مقیم مقتدیوں پر اس نماز کا اعادہ ضروری ہے چاہے وقت باقی ہو یا ختم ہو گیا ہو۔

”قوله لم يصر مقيما: فلو أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل“(۲)

”(فلو أتم مسافر إن قعد في) القعدة (الأولىٰ تم فرضه و) لكنه (أساء) لو عامداً لتأخير السلام وترك واجب القصر وواجب تكبيرة افتتاح لنفل وخلط النفل بالفرض وهذا لا يحل كما حرره القهستاني بعد أن فسر ”أساء“ ب ”أثم“ واستحق النار (وما زاد نفل) كمصلى الفجر أربعاً (وإن لم يقعد بطل فرضه) و صار الكل

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الرباعي ركعتين ولو عاصياً بسفره حتى يدخل موضع مقامه أو ينوى إقامة نصف شهر. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۵۹۹تا۶۰۵)

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۶۰۳.

(۲)أيضاً:ج۲،ص:۶۱۲.

نفلا لترك القعدة المفروضة"(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۰/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک شخص دہلی میں سامان فروخت کرتا ہے اور وہاں ایک ہفتہ قیام کرتا ہے تو نماز کس طرح پڑھے؟

(۲۲) **سوال:** ایک شخص اپنے وطن سے دہلی گیا وہاں پر گھوم کر سامان فروخت کرتا ہے اور ایک جگہ رات کو سامان رکھتا ہے اور قیام کرتا ہے جو کرایہ کا مکان ہے وہ اس جگہ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ٹھہرتا تو نماز کس طرح پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جان عالم

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص اگر پندرہ دن قیام کی نیت کرتا ہے تو پھر پوری نماز پڑھے اور اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں کرتا تو قصر نماز پڑھے جب تک وہاں سے مسافت قصر کے اندر گھومتا رہے گا۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أیضاً: ج۲،ص:۶۰۹، ۶۱۰.

(۲) عن ابن عباس قال: وإن الله فرض الصلاة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم على المسافر ركعتين، وعلى المقيم أربعاً، وفي الخوف ركعة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب صلاة المسافرين وقصرها": ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۷)

ولا مسافر بمقيم بعد الوقت فيما يتغير بالسفر كالظهر سواء أحرم المقيم بعد الوقت أو فيه فخرج فاقتدى المسافر بل إن أحرم في الوقت فخرج صح وأتم تبعاً لإمامه. (الحصكفي ،الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: الواجب كناية هل يسقط بفعل الصبي وحده": ج۲،ص:۳۲۶)

بحری سفر میں مسافر کہاں سے شمار ہوگا؟

(۲۳)**سوال:** بحری سفر میں مسافر کہاں سے شمار ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل الرحمٰن، گنگوہ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ سمندر کسی شہر سے لگتا ہے جیسے کہ جدہ سے سفر ہوتا ہے تو اس صورت میں جہاز کے چلتے ہی سفر شرعی شروع ہو جائے گا اس لیے کہ میل وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ تاہم اگر جہاز شہر کی عمارتوں کے ساتھ چلتا ہے تو جب تک ان عمارتوں سے آگے نہ نکل جائے اس وقت تک نماز میں قصر نہ کیا جائے بلکہ پوری نماز پڑھی جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۵/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اتفاقاً پندرہ دن سے زیادہ قیام ہونے کی وجہ سے نمازوں کا حکم کیا ہے؟

(۲۴)**سوال:** میں شرعاً مسافر ہوں، پندرہ دن سے کم قیام کی نیت تھی صرف دس بارہ دن، لیکن جس کام کی وجہ سے آیا تھا وہ کام نہ ہونے کی وجہ سے مزید ایک ہفتہ قیام کرنا پڑا جب کہ پہلے سے اتنا رہنے کا ارادہ نہیں تھا، اب میرے لیے نمازوں کا کیا حکم ہے قصر کروں یا پوری نماز پڑھوں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کریم الدین، سہارنپور

(۱) وفي الولواجبة: افتتح الصلاة في السفينة حالة إقامته في طرف البحر فنقلتها الريح وهو في السفينة، فنوىٰ السفريتم صلاة المقيم عند أبي يوسف، رحمة الله عليه وفي الحجة الفتوىٰ على قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ احتياطاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر"، ج۱، ص:۲۰۴)

وقيد بالبلد والقرية لأن نية الإقامة لا تصح في غيرهما فلا تصح في مفازة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ پختہ ارادہ پندرہ یوم قیام کا نہیں تھا اتفاقاً پندرہ دن سے زیادہ قیام ہوگیا تو ایسی حالت میں نماز میں قصر کرتے رہنا چاہئے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۸/۱۲/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسلسل سفر میں رہنے والے کی نماز کا حکم

(۲۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک آدمی ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور اس کو پتہ نہیں کب گھر آجائے گا اگر گھر آجائے تو کیا وہ آدمی گھر میں قصر پڑھے گا یا پوری پڑھے؟ اور کبھی ایک ہی جگہ پندرہ پندرہ دن رہنا پڑ جاتا ہے تو کیا وہ آدمی قصر پڑھے یا پوری نماز پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد طارق، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں جب تک کہیں پندرہ یوم یا اس سے زیادہ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ولا جزيرة ولا بحر، ولا سفينة وفي الخانية والظهيرية والخلاصة: ثم نية الاقامة لاتصح إلا في موضع الإقامة ممن يتمكن من الإقامة وموضع الإقامة العمران والبيوت المتخذة من الحجر والمدر والخشب لا الخيام و الأخبية والوبر. اهـ. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب المسافر“: ج۲، ص:۲۳۲)

(۱) أو كان أحدهما تبعاً للآخر بحيث تجب الجمعة على ساكنه للاتحاد حكماً (أو لم يكن مستقلاً برأيه) كعبد وإمرأة (أو دخل بلدة ولم ينوها) أي مدة الإقامة (بل ترقب السفر) غداً أو بعده (ولو بقي) على ذلك (سنين) إلا أن يعلم تأخر القافلة نصف شهر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۶۰۷)

(وقصر إن نوى أقل منه) أي من نصف شهر (أو لم ينو) شيئاً (وبقى) على ذلك (سنين) وهو ينوى الخروج في غد أو بعد جمعة لأن علقمة بن قيس مكث كذلك بخوارزم سنتين يقصر الصلاة. (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ص:۴۲۶)

قیام کی نیت نہیں کرے گا تو قصر نماز ادا کرے گا اور جب گھر پر آئے گا تو نماز پوری پڑھے گا اور اگر سفر میں کسی مقام پر پندرہ یوم ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو بھی پوری نماز ادا کرے گا اور اگر آج جاؤں کل جاؤں کرتے کرتے پندرہ دن بھی گذر جائیں تب بھی قصر نماز ادا کرتا رہے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۴/۱۰/۱۴۴۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سفر میں نماز کے قصر یا اتمام کا حکم کیا ہے؟

(۲۶) **سوال:** میں افریقہ میں مقیم ہوں، ہندوستان رشتہ داروں سے ملنے آتی ہوں تو کیا میں نماز میں قصر کروں یا پوری پڑھوں جب کہ ہندوستان میں میرا گھر نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتیہ: جمیلہ خاتون، مقیم: افریقہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کا وطن اصلی اس وقت افریقہ ہے، ہندوستان وطن اصلی نہیں ہے اس لیے ہندوستان میں جس شہر میں پندرہ دنوں کے لیے قیام ایک ساتھ کریں تو وہاں

---

(۱) وقيد بالبلد والقرية لأن نية الإقامة لاتصح في غيرهما فلا تصح في مفازه ولا جزيرة ولا بحر ولا سفينة وفي الخانية والظهيرية والخلاصه ثم نية الإقامة لاتصح إلا في موضع الإقامة ممن يتمكن من الإقامة وموضع الإقامة العمران والبيوت المتخذة من الحجر والمدر والخشب لاالخيام والأخبية والوبر. اهـ. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب المسافر‘‘: ج۲، ص:۲۳۲)

من خرج من عمارة موضع إقامتة قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعی رکعتين لقول ابن عباس: إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر رکعتين. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲، ص:۵۹۹تا۶۰۳)

(ولايزال) المسافر الذي استحكم سفره بمضي ثلاثة أيام مسافراً (يقصر حتى يدخل مصره). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ص:۴۲۵)

عن ابن عمر رضي الله عنه أنه كان يقصر الصلاة حين يخرج من بيوت المدينة ويصير إذا رجع حتى يدخل بيوتها. (مصنف عبدالرزاق، ’’كتاب الصلاة: باب المسافر متى تقصر إذا خرج مسافراً‘‘: ج۲، ص:۵۳۰، رقم:۴۳۲۳)

پوری نماز پڑھیں اور جہاں ایک ساتھ پندرہ دنوں کی قیام کی نیت نہ کریں تو وہاں قصر کریں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شرعی مسافت کا ارادہ کر کے مختلف جگہ رکتا ہوا گیا تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟

(۲۷) **سوال**: ایک شخص اپنے گھر سے کئی جگہ جانے کی نیت سے چلا، ہر منزل ۴۰/میل سے کم ہے، اور اس کی آخری قیام گاہ ویسے تو گھر سے قریب ہے کہ قصر نہ ہو مگر اس طرح سفر کر کے وہاں آیا کہ وہ جگہ اب ۴۸/میل سے دور ہوگئی اب وہ قصر کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشدان خان، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص نے اڑتالیس میل کا سفر ایک ساتھ کیا اگرچہ درمیان میں کسی کام سے رکتا ہوا گیا اس لیے مذکورہ شخص قصر کرے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (من خرج من عمارة موضع إقامته) من جانب خروجه (قاصداً)......ولو كافراً ومن طاف الدنيا بلاقصد لم يقصر (مسيرة ثلاثة أيام ولياليها) أقصر أيام السنة، (صلى الفرض الرباعي ركعتين) وجوبا لقول ابن عباس: إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج ۲، ص: ۵۹۹ تا ۶۰۳)

عن ابن عباس قال إن الله تعالىٰ فرض الصلاة على لسان نبيكم صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على المسافر ركعتين وعلى المقيم أربعاً وفي الخوف ركعة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب صلاة المسافرين وقصرها“: ج ۱، ص: ۲۴۱، رقم: ۶۸۷) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قصر کب تک کرسکتا ہے؟

(۲۸)**سوال**: کسی جگہ ٹھہرنے پر قصر کتنے دن تک ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، کویت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی جگہ پندرہ دن کے لئے ٹھہر جائے تو نماز پوری لازم ہے اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرے تو قصر ہی رہے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وتعتبر المدة أي من طريق أخذ فيه، كذا في البحر الرائق فإذا قصد بلدة وإلى مقصده طريقان: أحدهما مسيرة ثلاثة أيام ولياليها والأخر دونها فسلك الطريق الأبعد كان مسافراً عندنا، هكذا في فتاوىٰ قاضي خان، وإن سلك الأقصر يتم، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص:۱۹۹)

(۲) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعي ركعتين لقول ابن عباس: إن اللّٰه فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر ركعتين. (الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۵۹۹تا۶۰۳)

(ولايزال) المسافر الذي استحكم سفره بمضي ثلاثة أيام مسافراً (يقصر حتى يدخل مصره). (أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ص:۴۲۵)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه انه كان يعصر الصلاة حين يخرج من بيوت المدينة ويصر إذا اجمع حتى يدخل بيوتها. (مصنف عبدالرزاق، ”باب المسافر متى تقصر إذا خرج مسافرا“: ج۲، ص:۵۳۰، رقم:۴۳۲۳)

وتعتبر المدة من أي طريق أخذ فيه كذا في البحر الرائق، فإذا قصر بلدة وإلى مقصده طريقان: أحدهما مسيرةً ثلاثة أيام ولياليها والأخر دونها فسلك الطريق الأبعد كان مسافراً عندنا، هكذا في فتاوىٰ قاضي خان، وإن سلك الأقصر يتم، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص:۱۹۹)

ولا مسافر بمقيم بعد الوقت فيما يتغير بالسفر كالظهر سواء أحرم المقيم بعد الوقت أو فيه فخرج فاقتدى المسافر بل إن أحرم في الوقت فخرج صح وأتم تبعاً لإمامة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الواجب كفاية يسقط بفعل الصبي وحده“: ج۲، ص:۳۲۶)

(۱)(من خرج من عمارة موضع إقامته) من جانب خروجه (قاصداً) ولو كافراً ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسافر نے قصر کے بجائے پوری نماز پڑھ لی

(۲۹) **سوال:** مسافر نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: افتخار الحسن، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسافر پر قصر کرنا واجب ہے اور پوری نماز پڑھنا درست نہیں ہے اگر مسافر نے ظہر، عصر اور عشاء میں بھول کر دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھ لی اور اس نے قعدہ اولیٰ کیا تھا اور آخر میں سجدہ سہو بھی کیا تو اس کی نماز ہو جائے گی اگر قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو فرض کے ترک کی وجہ سے اس کی نماز ہی نہیں ہوئی اور اگر قعدہ اولیٰ کیا لیکن سجدہ سہو نہیں کیا تو وقت کے اندر اس کا اعادہ واجب ہوگا اس لیے کہ واجب میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو لازم تھا۔

’’(فلو أتم مسافر إن قعد في) القعدة (الأولیٰ تم فرضه و) لكنه (أساء) لو عامداً لتأخير السلام وترك واجب القصر وواجب تكبيرة افتتاح لنفل وخلط النفل بالفرض وهذا لا يحل‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ومن طاف الدنيا بلاقصد لم يقصر، (مسيرة ثلاثة أيام ولياليها) من أقصر أيام السنة (صلى الفرض الرباعي ركعتين) وجوبا لقول ابن عباس: إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر ركعتين. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲، ص:۵۹۹تا۶۰۳)

عن ابن عباس قال: إن الله تعالىٰ فرض الصلاة على لسان نبيكم صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على المسافر ركعتين وعلى المقيم أربعاً وفي الخوف ركعة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب صلاة المسافرين وقصرها‘‘: ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۷)

(۱) الحصكفي، الدر لمختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲،ص:۶۱۰.
عن ابن عباس قال: إن الله تعالىٰ فرض الصلاة على لسان نبيكم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مقیم امام کی اقتداء کرنے والا مسافر مسبوق اپنی نماز کیسے پوری کرے؟

(۳۰)**سوال**: اگر امام مقیم ہو تو مسافر مقتدی جو مسبوق ہو گیا ہو وہ اپنی باقی ماندہ نماز کیسے پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احترام الحق، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو اپنی نماز باقی ماندہ دوسرے مقیم مقتدی مسبوق کی طرح ادا کرنا ہوگی کیوں کہ اب اس پر پوری نماز ہی لازم ہوگئی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۸/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علی المسافر رکعتین وعلی المقیم أربعاً وفي الخوف رکعة. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب صلاة المسافرین وقصرها'': ج۱، ص:۲۴۱، رقم:۶۸۷)

(سها عن القعود الأول من الفرض) ولو عملیا أما النفل فیعود مالم یقید بالسجدة (ثم تذکره عاد إلیه) وتشهد ولا سهو علیه في الاصح (مالم یستقم قائماً) في ظاهر المذهب وهو الاصح فتح (وإلا) أي وإن استقام قائماً (لا) یعود لاشتغاله بفرض القیام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد إلی القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعي (وقیل لا) تفسد لکنه یکون مسیئاً ویسجد لتأخیر الواجب. (وهو الأشبه) کما حققه الکمال وهو الحق بحر. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۴۷، تا ۵۴۹)

(۱) وإن اقتدی مسافر بمقیم أتم أربعاً، وإن أفسده یصلي رکعتین. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر'': ج۱، ص:۲۰۲)

(وإن اقتدی مسافر بمقیم) یصلي رباعیة ولو في التشهد الأخیر (في الوقت صح) اقتداؤه (وأتمها أربعاً) تبعاً لإمامه واتصال المغیر بالسبب الذي هو الوقت. (أحمد بن إسماعیل، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ص:۴۲۷)

(وصح اقتداء المقیم بالمسافر في الوقت وبعده فإذا قام) المقیم (إلی الإتمام لایقرأ) ولا یسجد للسهو (في الأصح)؛ لانه کاللاحق والقعدتان فرض علیه، وقیل: لا. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص:۶۱۰، ۶۱۱)

مسافر کا مقیم کے پیچھے قضا نماز پڑھنا

(۳۱)**سوال:** مسافر کی نماز قضا ہوگئی اور کچھ مقیم لوگ اپنی قضاء نماز کی جماعت کریں تو مسافر بھی ان کی اقتدا کرے یا نہ کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد الیاس، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: چوں کہ نماز قضاء ہوگئی ہے اس لیے مسافر اپنی نماز الگ پڑھے اور قصر کرے، مقیم امام جو اپنی قضاء نماز کی جماعت کریں یہ مسافر ان کے ساتھ شریک نہ ہو اور اگر شریک ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۸/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سفر شرعی کی دوری پر ملازمت کرنا

(۳۲)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں:

ایک شخص ملازم ہے یا کسی دینی مدرسہ میں مدرس ہے اور اس کی ملازمت کی جگہ اتنی دوری پر ہے کہ وہ وہاں جاتے جاتے شرعی مسافر ہوجاتا ہے اور ہر روز اپنے گھر آجاتا ہے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کرتا ہے اور سالہا سال سے وہ اپنے کو شرعی مسافر سمجھ کر نماز قصر ادا کرتا ہے براہ کرم آپ شرعی

---

(۱)عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتقصروا الصلاة في أدنى من أربعة برد من مكة إلى عسفان. (عمدة القاري، ''كتاب الصلا:أبواب تقصير الصلاة باب الصلاة بمنى'': ج۷،ص:۱۱۹)

عن ابن عباس قال: إن الله تعالىٰ فرض الصلاة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم على المسافر ركعتين وعلى المقيم أربعاً وفي الخوف ركعة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب صلاة المسافرين وقصرها'': ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۷)

حکم بیان فرمائیں کہ ایسا ملازم قصر کرے گا یا اتمام کرے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالغفور، ہریانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تحریر سوال کے مطابق اگر وہاں پر آپ کی صرف ملازمت ہے تو وہ آپ کے لیے وطن اقامت بن جائے گا اگر آپ نے وہاں پر پندرہ یوم ٹھہرنے کی نیت کر لی تو آپ وہاں پر پوری نماز پڑھیں گے اگر پندرہ یوم کی نیت اقامت کی نہیں کی تو آپ مسافر ہی رہیں گے اور نماز میں قصر ہی آپ پر ضروری ہوگی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۸/۲۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شہر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے میں سفر شرعی کا اعتبار

(۳۳۳) **سوال:** ایک ہی بڑے شہر میں ایک جگہ سے دوسرے جگہ جانے میں یعنی شہر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے میں مسافت سفر ہے تو وہ شخص قصر کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اویس عالم، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس جگہ کے قصد و ارادے سے اس نے سفر شروع کیا ہے اس جگہ کا اعتبار ہوگا، مذکورہ صورت میں اگر وہ مثلاً پھلواری جانے کی نیت سے سفر کر رہا ہے اور

ویبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن الأصلي (و) بإنشاء (السفر). (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۶۱۴)

ووطن الإقامة یبطل بوطن الإقامة وبإنشاء السفر وبالوطن الاصلي هکذا في التبیین. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱،ص:۲۰۲)

پھلواری کی دوری سفر شرعی کی دوری ہے تو وہ شرعاً مسافر کہلائے گا۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۳/۶/۱۳ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا حاجی سفر حج پر جاتے وقت ایر پورٹ پر قصر کر سکتا ہے؟

(۳۴) **سوال:** حاجی گھر سے نکل کر ائیر پورٹ تک پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟ ائیر پورٹ پر نماز جمعہ پڑھنا اور ایک جگہ پر تین بار وقفہ وقفہ سے نماز جمعہ کا ہونا اور پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ ائیر پورٹ پر حج کے اس موقعہ کے علاوہ کبھی نماز جمعہ یا نماز ظہر نہیں ہوتی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسافت شرعی کی دوری ۴۸ر میل کے ارادہ سے جو شخص سفر کرے، وہ شرعاً مسافر کہلاتا ہے خواہ وہ سفر حج ہی کے لیے ارادہ سے سفر کرے۔لہٰذا جو حاجی اتنی دوری سے حج کے لیے جائے وہ بھی مسافر ہے جب وہ اپنی بستی کی حدود سے نکل جائے تو وہ قصر کرے تمام مسافر اگر جماعت کریں اور امام بھی مسافر ہی ہو تو وہ بھی قصر کریں البتہ اگر کسی مقیم کی اقتداء میں نماز پڑھیں تو پوری نماز پڑھیں، جس طرح عام مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے اسی طرح سفر حج کے مسافر پر بھی جمعہ لازم نہیں ہے لیکن اگر وہ کسی ایسی بستی میں ہوں جہاں جمعہ ہوتا ہو اور وہاں جمعہ پڑھ لیں تو درست ہے۔

---

(۱)من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها......صلى الفرض الرباعي ركعتين...... حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع صالح لها فيقصر إن نوى في أقل منه أو ...... بموضعين مستقلين. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'': ج۲، ص:۵۹۹تا۶۰۶)

وينتقض بالسفر أيضا، لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار، ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيماً، الكلام في الأوطان'':ج۱،ص:۲۸۰)

ائیر پورٹ ایسی بستی کی حدود میں ہو جہاں پر جمعہ درست ہو تو وہاں پر جمعہ با جماعت درست اور صحیح ہے اور اگر کسی وجہ سے ایک ہی جگہ متعدد بار جمعہ پڑھ لیا تو بھی درست ہے اس لیے کہ ایک ہی جگہ متعدد جماعتوں کی کراہت مسجد کے لئے ہے۔ البتہ بغیر کسی وجہ وعذر کے الگ الگ جماعت ناپسندیدہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۳/۱۱/۲۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جائے پیدائش اور جائے قیام میں سے وطنِ اصلی کون سی جگہ ہے؟

(۳۵) **سوال**: ایک شخص کی ایک جگہ جائے پیدائش ہے وہ وہاں بھی رہتا ہے وہاں سے کچھ فاصلے پر اس نے مکان و جائداد خرید لی ہے، اب کہیں سے وہ سفر کر کے واپس آتا ہے تو اپنے مکان پر آتا ہے اور پھر وہاں سے جائے پیدائش پر آتا ہے تو مقیم کون سی جگہ آکر کہلائے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالعلیم، ایم پی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جو اشخاص مستقلاً وہیں رہتے ہیں جہاں مکان جائداد وغیرہ ہے جس کا ذکر سوال میں ہے تو وہ بلاشبہ اس جگہ پر مقیم ہوں گے اور جس کی جائے پیدائش دوسری جگہ ہے وہ اگر اس جگہ کو بھی وطن اصلی ہی سمجھتا ہے تو وہ دونوں جگہ پر مقیم ہی کہلائے گا اور اگر اتفاقاً وہاں چلے جاتے ہیں لیکن اس کو وطن اصلی نہیں سمجھتے تو وہاں مسافر ہوں گے حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کے لیے وطن اصلی دو یا اس سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۴/۲۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عباس قال: إن اللّٰه تعالیٰ فرض الصلاة علی لسان نبيكم صلى اللّٰه عليه وسلم على المسافر ركعتين وعلى المقيم أربعاً وفي الخوف ركعة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب صلاة المسافرين وقصرها": ج۱،ص:۲۴۱،رقم:۶۸۷)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سہارنپور سے دہلی روزانہ آمدورفت کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟

(۳۶)**سوال:** ایک شخص دہلی میں گارڈ ہے اور روزانہ سہارنپور سے دہلی جاتا ہے اور پھر وہاں سے سہارنپور واپس گاڑی لے کر آتا ہے۔ جب کہ سہارنپور اور دہلی کے درمیان تقریباً ایک سو ساٹھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے تو وہ شخص نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم محمد ہاشم، چھٹملپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ شخص نماز قصر کرے گا اور برابر ایسا ہی کرتا رہے گا تاوقتیکہ وہ اپنے وطن میں جائے یا سہارنپور یا دہلی پندرہ یوم ٹھہرنے کی نیت نہ ہو جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۳۰/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وينتقض بالسفر أيضاً، لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار، ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستبدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيما“: ج۱، ص:۲۸۰)

(۲)ويبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن الأصلي (و) بإنشاء (السفر). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۶۱۴)

ووطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة وبإنشاء السفر وبالوطن الأصلي هكذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص:۲۰۲)

(۱)ويبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن الأصلي (و) بإنشاء (السفر). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۶۱۴)

ووطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة وبإنشاء السفر وبالوطن الأصلي هكذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص:۲۰۲)

وهذا الوطن يبطل بمثله لاغير، وهو أن يتوطن في بلدة أخرى وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً حتى لو دخله مسافراً لايتم، قيدنا بكونه انتقل عن الأول بأهله؛ لأنه لو لم ينتقل بهم ولكنه استحدث أهلاً في بلدة أخرى فإن الأول لم يبطل ويتم فيهما، ......وفي المجتبى: نقل القولين فيما إذا نقل أهله ومتاعه وبقي له دور وعقار ثم قال: وهذا جواب واقعة ابتلينا بها......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ٹرین میں سفر کے دوران وضو وتیمّم پر قدرت نہ رکھنے والا کیا کرے؟

(۳۷)**سوال**: ایک شخص ریل میں سفر کرتا ہے، بھیڑ زیادہ ہے، پانی کا انتظام نہیں کہ وضو کرے، مٹی بھی نہیں کہ تیمّم کرکے نماز پڑھے، اسٹیشن پر اتنی دیر ٹرین رکتی نہیں کہ پانی سے وضو بنایا جاسکے یہ شخص نماز کس طرح ادا کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس، بھاگلپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تیمّم کرکے بھی نماز ادا نہ کرسکتا ہو تو نماز کی قضاء لازم ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۵/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهم دور وعقار في القرى البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لايبطل أحدهما بالآخر. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب المسافر“: ج۲، ص:۲۳۹)

ويبطل (وطن الإقامة بمثله و) بالوطن (الأصلي) وبإنشاء (السفر)، والأصل أن الشيء يبطل بمثله وبما فوقه لابما دونه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۶۱۴، ۶۱۵)

من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها...... صلى الفرض الرباعي ركعتين...... حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع صالح لها فيقصر إن نوى في أقل منه أو...... بموضعين مستقلين. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۵۹۹، ۶۰۶)

(۱) وفي الخلاصة: وفتاوى قاضي خان وغيرهما: الأيسر في يد العدو إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء، ثم يعيد إذا خرج ...... فعلم منه أن العذر إن كان من قبل الله تعالىٰ لاتجب الإعادة، وإن كان من قبل العبد وجبت الإعادة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”الكتاب الطهارة: باب التيمم“: ج۱، ص:۲۴۸)

الأسير في دارالحرب إذا منعه الكافر عن الوضوء والصلاة يتيمم ويصلي بالإيماء ثم يعيد إذا خرج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع، في اليتمم، الفصل الأول: في أمور لابد منها في التيمم“: ج۱، ص:۸۱)

اپنے بیٹوں کے یہاں قیام کے دوران باپ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟

(۳۸)**سوال**: زید ملازمت سے ریٹائر ہو چکا ہے اور قیام کے لیے کوئی خاص جگہ مقرر نہیں ہوئی ہے؛ بلکہ زید کے چار بیٹے ہیں جو الگ الگ مقامات پر رہتے ہیں وہ ہر ایک کے یہاں پر باری باری ٹھہرنا چاہتا ہے۔ تاکہ کفالت کا بار سب کے اوپر برابر رہے تو کیا زید اگر کسی بیٹے کے پاس پندرہ یوم سے کم مدت قیام کرے تو نماز قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جب کہ زید کے چاروں بیٹے الگ الگ مقامات پر رہتے ہیں اور وہ مقام ان کا وطن اصلی بن گیا ہے تو زید جب بھی کسی بیٹے کے پاس قیام کرے گا خواہ وہ پندرہ یوم سے کم ہی کی مدت کا ہو تب بھی پوری نماز پڑھے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۵/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وهذا الوطن يبطل بمثله لاغير ،وهو أن يتوطن في بلدة أخرى وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً حتى لو دخله مسافراً لايتم، قيدنا بكونه انتقل عن الأول بأهل ؛لأنه لو لم ينتقل بهم ولكنه استحدث أهلاً في بلدة أخرى فإن الأول لم يبطل ويتم فيهما ،......وفي المجتبى: نقل القولين فيما إذا نقل أهله ومتاعه وبقي له دور وعقار ثم قال: وهذا جواب واقعة ابتلينا بها وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهم دور وعقار في القرى البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لايبطل أحدهما بالآخر. (ابن نجيم ،البحر الرائق ،''كتاب الصلاة:باب المسافر'':ج۲،ص:۲۳۹)

ويبطل وطن الإقامة بمثله وبالوطن الأصلي وبإنشاء السفر، والأصل أن الشيء يبطل بمثله وبما فوقه لابما دونه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار ،''كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر'':ج۲،ص:۶۱۴، ۶۱۵)

من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

علاقہ کے اطراف میں سفر کرنے والا پوری نماز پڑھے یا قصر کرے؟

(۳۹)**سوال:** میرے بھائی مہاراشٹر میں تجارت کی غرض سے قیام پذیر ہیں ایک جگہ پر قیام کرتے ہیں اور سامان بھی وہیں پر رکھتے ہیں اور پورے علاقے میں جو تقریباً چالیس چالیس میل کا ہے گھومتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں شام کو واپس آجاتے ہیں اور وہیں پر ٹھہرتے ہیں تو کیا نماز میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظریف احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس جگہ قیام کا ارادہ کر رکھا ہے اور سامان تجارت رکھا ہوا ہے اگر وہاں پر پندرہ یوم ٹھہرنے اور قرب جوار میں پھرتے پھرتے تجارت کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے تو پوری نماز پڑھے اور پندرہ دن قیام کا ارادہ نہ ہو تو قصر کرے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ.......... صلی الفرض الرباعي ركعتين..... حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع صالح لها فيقصر إن نوى في أقل منه أو ......بموضعين مستقلين. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۵۹۹تا۶۰۶)

وينتقض بالسفر أيضا، لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار، ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة. (الكاساني، بدائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: فصل: في بيان ما يصير المسافر به مقيماً، الكلام في الأوطان“:ج۱،ص:۲۸۰)

(۱)من خرج من عمارة موضع إقامة......مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة......الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة :باب صلاة المسافر“:ج۲،ص:۵۹۹،۶۰۱)

ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة أيام حتى يترخص برخصة المسافرين ......الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،”كتاب الصلاة:الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“:ج۱،ص:۱۹۹)

قصر واتمام میں اول وقت کا اعتبار ہے یا آخر وقت کا؟

(۴۰)**سوال**: سفر میں قصر واتمام میں کس وقت کا اعتبار ہے اول وقت کا یا آخر وقت کا؟ یعنی ایک شخص مغرب سے پندرہ منٹ قبل گھر پہونچ گیا اور نماز عصر نہ پڑھ سکا تو چار رکعت قضا کرے یا دو رکعت، مدلل فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: اکمل خان، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قصر واتمام کے سلسلہ میں آخر وقت کا اعتبار ہوگا۔ اگر آخر وقت میں سفر شروع کیا تو قصر کرے گا، اور اگر آخر وقت میں مقیم ہوگیا تو اتمام کرے گا؛ اس لیے اگر کوئی مغرب سے قبل اپنے گھر پہونچ گیا اور عصر کا وقت موجود تھا مگر اس نے نماز نہیں پڑھی تو چار رکعت قضا میں پڑھے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے مغرب سے دس منٹ قبل سفر شروع کیا اور فناء شہر سے نکل گیا تو وہ دو رکعت یعنی قصر پڑھے گا، اور اگر قضا ہوگئی تو دو رکعت قضا کرے گا۔

''(والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت) وهو قدر ما يسع التحريمة (فإن كان) المكلف (في آخره مسافراً وجب ركعتان وإلا فأربع)؛ لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله. (قوله: والمعتبر في تغيير الفرض) أي من قصر إلى إتمام وبالعكس. (قوله: وهو) أي آخر الوقت قدر ما يسع التحريمة، كذا في الشرنبلالية والبحر والنهر، والذي في شرح المنية تفسيره بما لا يبقى منه قدر ما يسع التحريمة، وعند زفر بما لا يسع فيه أداء الصلاة، (قوله: وجب ركعتان) أي وإن كان في أوله مقيماً وقوله: وإلا فأربع أي وإن لم يكن في آخره مسافراً بأن كان مقيماً في آخره فالواجب أربع''(۱)

''قال رحمه اللّٰه:(والمعتبر فيه آخر الوقت) أي المعتبر في وجوب الأربع أو الركعتين آخر الوقت،فإن كان آخر الوقت مسافراً وجب عليه ركعتان، وإن كان

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۶۱۳،۶۱۴.

مقیماً وجب علیه الأربع؛ لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء في أول الوقت"[۱]

الجواب صحیح: محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۲/۱۲ھ)

حالت سفر میں بغیر قیام کے نماز پڑھنے کا حکم

(۴۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میں ایک تاجر ہوں میرا سفر اپنے شہر سے باہر ہوتا ہی رہتا ہے سفر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے، اس وجہ سے اکثر اوقات میری نماز قضاء ہو جاتی ہے، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ میں سواری پر سوار ہونے کی حالت میں وقت پر نماز اداء کر سکتا ہوں یا نہیں؟ از روئے شریعت مدلل جواب دے کر اطمینان قلب بخشنے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: معرفت: قاری نسیم، مدراس

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر آپ کو حالت سفر میں فرض نماز کی ادائیگی کرنی ہو تو اس سلسلے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ تندرست شخص کے لئے نماز کی حالت میں قیام کرنا فرض ہے، اگر آپ بیٹھ کر سواری میں نماز اداء کریں گے تو آپ کی نماز درست نہیں ہوگی؛ نیز موجودہ دور کی بڑی سواری مثلاً: ریل گاڑیوں میں قبلہ رو ہو کر نماز اداء کرنے میں اور قیام کرنے میں کوئی دقت اور پریشانی عام طور پر نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے ان جگہوں پر تو نماز درست ہو جائے گی؛ البتہ بس، کار اور بائک وغیرہ میں سفر کے دوران اگر ممکن ہو تو نماز کے وقت روک کر کے نماز اداء کر لیں ورنہ بعد میں اداء کریں، ایسے ہی ہوائی جہاز وغیرہ میں نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ سفر کے بعد

(۱) فخر الدين عثمان بن علي، تبيين الحقائق، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ج۱، ص: ۲۱۵، دار الكتب العلمية، بيروت.

نماز ادا کر لی جائے ؛ کیوں کہ فرض نماز کی ادائیگی کے لیے قیام ضروری ہے، اگر تندرست آدمی بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے، تو نماز درست نہ ہوگی، اور ہوائی جہاز میں قیام ایسے ہی قبلہ کی طرف رخ اور سجدہ وغیرہ کرنا عام طور پر ممکن نہیں ہے؛ اس لیے سفر کے بعد فرض اور وتر کی قضاء کریں۔

خلاصہ: مذکورہ صورتوں کے مطابق اگر نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو (مثلاً: قیام ہی ممکن نہ ہو، یا قیام تو ممکن ہو لیکن قبلہ رخ نہ ہو سکے، یا سجدہ نہ کیا جاسکتا ہو، یا کار اور بس کا ڈرائیور بس نہ روکے اور ہوائی جہاز پرواز کر رہا ہو) ادھر نماز کا وقت نکل رہا ہو تو آپ فی الحال ''تشبه بالمصلین'' (نمازیوں کی مشابہت اختیار) کرتے ہوئے نماز پڑھ لیں اور جب آپ گاڑی سے اتر جائیں اس کے بعد آپ پر فرض نماز اور وتر کی قضا لازم ہوگی، جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔

ابن نجیم نے بحر الرائق میں لکھا ہے:

''وفي الخلاصة: وفتاوی قاضیخان وغیرهما: الأسیر في ید العدو إذا منعه الکافر عن الوضوء والصلاة یتیمم ویصلي بالإیماء، ثم یعید إذا خرج......فعلم منه أن العذر إن کان من قبل الله تعالیٰ لاتجب الإعادة، وإن کان من قبل العبد وجبت الإعادة''(۱)

''(من فرائضها) ...... (ومنها القیام) (في فرض) (لقادر علیه)، في الشامیة تحته، قوله: (القادر علیه) فلو عجز حقیقة وهو ظاهر أو حکما کما لو حصل له به ألم شدید أو خاف زیادة المرض وکالمسائل الآتیة الخ''(۲)

''وفیه أیضاً: وکذا لو اجتمعوا في مکان ضیق لیس فیه إلا موضع یسع أن یصلی قائما فقط یصبر ویصلي قائماً بعد الوقت کعاجز عن القیام والوضوء في الوقت ویغلب علی ظنه القدرة بعده الخ''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲۲: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الطهارة: باب التیمم'': ج۱، ص: ۲۴۸. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسافر امام کی قعدہ اخیرہ میں اقتداء کرنے والا مقیم اپنی نماز کیسے پوری کرے؟

(۴۲)**سوال**: مسافر امام کے پیچھے مقیم نے قعدۂ اخیرہ میں شرکت کی مسافر امام کے سلام کے بعد مقیم مقتدی اپنی نماز کس طرح پڑھے؟ پہلی دو رکعتیں بھری پڑھے یا آخری دو رکعت بھری پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق، ایم پی

الجواب وباللہ التوفیق: مقیم مقتدی اس صورت میں کھڑے ہوکر اول دو رکعت اس طرح پڑھے جیسے کہ امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور بعد کی دو رکعت مسبوق کی طرح بھری ہوئی پڑھے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۰/۸/۱۴۱۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

(۲)الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،بحث القيام'':ج۲،ص:۱۲۷،۱۳۲۔

(۳)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الطهارة:باب التيمم، سنن التيمم'':ج۱،ص:۳۹۶.

(۱)قوله: (بعد اقتدائه) متعلق بقوله فاتته ثم إن كان اقتدائه في أول الصلاة فقد يفوته كلها بأن نام عقب اقتدائه إلى آخرها وقد يفوته بعضها وإن كان اقتداؤه في الركعة الثانية مثلاً فقد فاته بعضها ويكون لاحقا مسبوقاً والأول لا حق فقط، قوله (ومقيم)......أي فهو لا حق بالنظر للأخير تين وقد يكون مسبوقاً أيضاً كما إذا فاتته أول صلاة إمامه المسافر. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: فيما لو أتى بالركوع والسجود أوبهما مع الإمام قبله أو بعده'' :ج۲،ص:۳۴۴)

قوله: (ومقيم الخ) أي فهو لاحق بالنظر للأخيرتين وقد يكون مسبوقاً أيضاً كما إذا فاتته أول صلاة إمامه المسافر وحكمه كمؤتم فلا يأتي بقراءة......ويبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق، قوله: (ما سبق به بها) ...... أي ثم صلى اللاحق ما سبق به بقراءة إن كان مسبوقاً أيضاً. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة،مطلب:فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده'': ج۲،ص:۳۴۴ تا ۳۴۶)

تبلیغی جماعت کے سفر کے چند مسائل

(۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک جماعت نظام الدین سے نوح کی جانب بھیجی گئی پھر نوح مرکز سے کسی قصبہ میں وہ جماعت دی گئی۔

(۱) اس قصبے میں پندرہ دن سے زائد ٹھہرنے کی وجہ سے جماعت مقیم ہوگی؟

(۲) جماعت کا مقیم ہونا مشورہ کے تابع ہوکر ہوگا یا نہیں؟

(۳) اگر جماعت کا مقیم یا مسافر ہونا مشورہ کے تابع ہے تو کس کے مشورہ کے تابع ہے نوح یا نظام الدین؟

(۴) جماعت کے ساتھی ایک ہی جگہ کے ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۵) ہر ساتھی کے مقیم یا مسافر ہونے میں الگ الگ اعتبار ہوگا یا نہیں؟

(۶) اگر جماعت کے ساتھی الگ الگ جگہ کے ہیں تو کیا حکم؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشاد، نونا بڑی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ایک شہر میں رہنے کی نیت ہو خواہ وہ علاقہ شہر کا ہو یا دیہات کا، تو ایسی صورت میں جماعت مقیم ہوگی اور قصر کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر کسی ایک علاقے میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو، ایک ہفتہ ایک علاقے میں رہنے کی نیت ہو اور دوسرے ہفتے کے بارے میں یقینی طور پر کوئی نیت نہ ہو، اُسی علاقے کی دوسری مسجد میں بھی جماعت کا قیام ہوسکتا ہو اور قریب کے کسی گاؤں یا بستی میں بھی جانے کا امکان ہو تو ایسی صورت میں جماعت قصر کرے گی، اقامت کے لیے ایک ہی بستی میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ضروری ہے۔

”وأما اتحاد المکان: فالشرط نیة مدة الإقامة في مکان واحد؛ لأن الإقامة قرار والانتقال یضاده ولا بد من الانتقال في مکانین وإذا عرف هذا فنقول: إذا

نوی المسافر الإقامة خمسة عشر یوما في موضعین فإن کان مصرا واحدا أو قریة واحدة صار مقیما؛ لأنهما متحدان حکما، ألا یری أنه لو خرج إلیه مسافرا لم یقصر فقد وجد الشرط وهو نیة کمال مدة الإقامة في مکان واحد فصار مقیما وإن کانا مصرین نحو مکة ومنی أو الکوفة والحیرة أو قریتین، أو أحدهما مصر والآخر قریة لا یصیر مقیما؛ لأنهما مکانان متباینان حقیقة وحکما ''[۱]

(۲) جماعت میں جولوگ جاتے ہیں وہ خودمختار نہیں ہوتے ہیں؛ بلکہ انہیں جہاں جانے اور جتنے دن رہنے کی ہدایت دی جاتی ہے اتنے ہی دن وہ وہاں رہتے ہیں اس لیے جماعت کا مقیم یا مسافر ہونا علاقائی مرکز کے تابع ہوگا۔

(۳) جماعت کا اصول یہ ہے کہ جب کوئی جماعت کسی شہر میں پہونچتی ہے تو مقامی تبلیغی مرکز کے ہفتہ واری مشورہ میں اس کا رخ طے کیا جاتا ہے، جس کی پابندی کرنا جماعت پر لازم ہوتا ہے اس لیے جب کوئی جماعت کسی شہر میں پہنچے گی تو امیر جماعت یا جماعت میں شامل کسی فرد کی نیت اقامت کا اعتبار نہ ہوگا کیوں کہ شہر میں پندرہ دن ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے کے بارے میں وہ خودمختار نہیں ہیں؛ بلکہ مقامی مشورہ کے تابع ہیں، اب اگر بالفرض ہفتہ واری مشورہ میں یہ بات طے ہو جائے کہ یہ جماعت پندرہ دن تک ایک ہی شہر میں رہے گی، البتہ شہر کی مسجدیں اور محلے بدلتے رہیں گے، تو یہ جماعت مقیم ہو جائے گی، اور اگر مشورہ میں صرف یہ طے ہوا کہ اس ہفتہ میں یہ جماعت فلاں جگہ رہے گی لیکن اگلے ہفتہ کے بارے میں ابھی کچھ طے نہیں ہوا، بلکہ اگلے مشورہ میں طے ہوگا کہ یہ جماعت شہر میں رہے، یا باہر اطراف میں بھیجا جائے تو یہ جماعت مقیم نہ ہوگی بلکہ مسافر ہی رہے گی معلوم ہوا کہ مرکز نظام الدین کے مشورہ کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ نوح مرکز کے مشورہ کا اعتبار رہوگا۔[۲]

''قوله: (الاستقلال بالحکم) أي الإنفراد بحکم نفسه بحیث لایکون تابعًا لغیره

---

(۱)الکاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع،''کتاب الصلاة:فصل: في بیان ما یصیر المسافر به مقیما'': ج۱ص:۲۷۰.

(۲)ویشترط لصحة نیة السفر ثلاثة أشیاء: الاستقلال بالحکم. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، ''کتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'':ص:۱۶۲)

في حکمه''(۱)

''(وقصر إن نوى أقل منه) أي من نصف شهر (أو لم ينو) شيئًا (وبقي) على ذلك (سنين)، وهو ينوي الخروج في غد أو بعد جمعة''(۲)

(۴ سے ٦) جماعت کے ساتھی ایک جگہ کے ہوں یا الگ الگ جگہ کے ہوں اس سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ دیکھا جائے گا کہ علاقائی مرکز کے مشورہ کے اعتبار سے ان کا ایک جگہ پندرہ دن کا قیام ہورہا ہے یا نہیں اس اعتبار سے مقیم یا مسافر ہونے کا حکم لگے گا مثلاً اگر سب لوگ ایک ہی جگہ کے ہوں لیکن کسی کا وقت پہلے ختم ہورہا ہے اور کسی کا بعد میں ختم ہورہا ہے تو اب جن کا وقت ایک جگہ میں پندرہ دن کا ہے ان کو اتمام کرنا ہوگا، اسی طرح مختلف علاقوں کے لوگ ایک ساتھ مل کر جماعت میں کام کررہے ہیں ان میں جن کا ایک جگہ پندرہ دن قیام رہے گا وہ مقیم ہوں گے اور جن کا پندرہ دن قیام نہیں ہوگا وہ مسافر ہوں گے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۱/۱۴۴۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دو وطن اصلی ہو سکتے ہیں؟

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص کلکتہ کا رہنے والا ہے لیکن اس نے شادی کر کے الہ آباد میں مستقل رہائش کرلی ہے وہیں گھر بھی بنالیا ہے تاہم اس کے رشتے دار کلکتہ میں بھی ہیں اور وہاں بھی اپنا آبائی گھر ہے اور وہ وہاں جاتا رہتا ہے اس کو ختم کرنے کا بھی ارادہ نہیں ہے سوال یہ ہے کہ کیا ایک شخص کا دو وطن اصلی

---

(۱) أحمد بن إسماعيل، حاشية الطحاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر''، ص: ۴۲۴.

(۲) أيضاً: ص: ۴۲٦.

ہوسکتا ہے اور وہ دونوں جگہ نماز قصر ے گا یا اتمام؟

فقط: والسلام
المستفتی: سلمان، دہلی

الجواب وبالله التوفيق: فقہاء کرام نے وطن اصلی کی تعریف کی ہے کہ جہاں انسان کی جائے ولادت ہو یا جہاں شادی کر کے مستقل رہنے کی نیت کر لی ہو یا کسی جگہ مستقل رہنے کی نیت کر لی ہو۔ حضرات فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ وطن اصلی، وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے یعنی کسی دوسری جگہ کو وطن بنانے سے پہلا وطن باطل ہو جاتا ہے، البتہ کوئی شخص دونوں جگہ مستقل رہنے کی نیت کرے کسی جگہ مستقل طور پر چھوڑنے کی نیت نہ کی ہو تو دونوں جگہ وطن اصلی ہوسکتا ہے ایسی صورت میں دونوں جگہ وہ اتمام کرے گا۔ مذکورہ صورت میں اگر کسی نے دونوں جگہ پر رہنے کی نیت کی ہے اور کسی جگہ کو مستقل طور پر چھوڑا نہیں ہے تو دونوں جگہ وہ اتمام کرے گا۔

”(الوطن الأصلي) هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه. قوله: (أو توطنه) أي عزم على القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل“(۱)

”وفي المجتبى: نقل القولين فيما إذا نقل أهله ومتاعه وبقي له دور وعقار، ثم قال: وهذا جواب واقعة ابتلينا بها وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد، ولهم دور وعقار في القرى البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له، لايبطل أحدهما بالآخر“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۶۱۴.
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق،”كتاب الصلاة:باب المسافر“: ج۲،ص:۲۳۹.

سفر میں سنت کا قصر

(۴۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

سفر میں چار رکعت والی نماز کا ہم قصر کرتے ہیں ایسی صورت میں سنت ونفل کا قصر کس طرح کریں گے مثلاً عشاء میں دو رکعت سنت موکدہ ہے دو رکعت سنت غیر موکدہ ہے تین رکعت وتر ہے پھر دو رکعت نفل ہے اس میں ہم سفر میں کیا پڑھیں اور کیا نہ پڑھیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: راشد بیگ، علی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: قصر صرف فرض نماوں میں ہے یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں قصر ہے، باقی سنت ونوافل کا قصر نہیں ہے، البتہ سفر میں سنت کی ادائیگی کا تاکیدی حکم نہیں ہے حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر سفر میں حالت اطمنان کی ہو جلد بازی نہ ہو تو سنت بھی پڑھ لینی چاہیے، لیکن اگر سفر میں جلد بازی ہو تو سنت کو ترک کیا جا سکتا ہے اس کے ترک پر کوئی حرج نہیں ہے۔

”(ويأتي) المسافر (بالسنن) إن كان (في حال أمن وقرار وإلا) بأن كان في خوف وفرار (لا) يأتي بها هو المختار لأنه ترك لعذر“[1]

”إن الرواتب لا تبقى مؤكدة في السفر كالحضر، فينبغي مراعاة حال الرفقة في إتيانها، فإن أثقل عليهم تركها أو أخرها حتى يأتي بها على ظهر الراحلة“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۶۱۳.

(۲) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ”كتاب الصلاة: باب صلاة“: ج۸، ص:۳۱۲، مکتبہ اشرفیہ دیوبند.

جولوگ مستقل سفر میں رہتے ہوں ان کی نماز کا حکم؟

(۴۶)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بعض لوگ مستقل سفر میں رہتے ہیں مثلاً ڈرائیور ہمیشہ سفر میں ہی رہتے ہیں روزانہ گھر آتے ہیں پھر نکلتے ہیں اور سوکیلوں میٹر سے دور جاتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ سمندری جہاز میں ملازم ہیں وہ روزانہ اپنی منزل پر آتے ہیں پھر سفر میں نکل جاتے ہیں ایسی صورت میں ان کی نماز کا کیا حکم ہے وہ قصر کریں گے یا اتمام کریں؟ بعض لوگ سرکاری ملازم ہیں کسی وقت بھی ان کو سفر میں جانا ہوتا ہے پھر واپس اپنے گھر آجاتے ہیں ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عادل رشید، سنبھل

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں ایسے ڈرائیور حضرات جو مستقل سفر میں رہتے ہیں اور ان کا قصد سواستتر کلومیٹر سے زائد کا ہوتا ہے تو اپنے شہر کی حدود سے نکلنے کے بعد یہ لوگ مسافر کہلائیں گے اور دورانِ سفر قصر نماز ہی پڑھیں گے، گر چہ یہ ان کا ہمیشہ کا معمول ہو۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۳/۷/۱۴۴۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایک بڑے شہر میں مسافت سفر کے بقدر چلنے سے مسافر ہوگا یا نہیں؟

(۴۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں:

---

(۱) ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو كثر. (المرغيناني، هداية، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۱، ص:۱۶۶)

من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة، صلى الفرض الرباعي ركعتين. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص:۵۹۹تا۶۰۳)

ایک شہر ۵۰ ؍میل پر مشتمل ہے، جس کی مغربی جانب ایک شخص رہائش پذیر ہے اور اگر وہ شہر کے مشرقی کنارے کی طرف سفر کا ارادہ کرتا ہے تو مشرقی جانب سفر کرنے سے شرعی مسافر بنے گا یا نہیں؟ اگر مسافر بنے گا تو قصر کرے گا یا پوری نماز ادا کرے گا؟ ''بیّنوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرؤف، کشن گنج

الجواب وبالله التوفيق: شہر اتنا بڑا ہے کہ مشرقی اور مغربی جانب کا فاصلہ پچاس میل کا ہے لیکن یہ شہر شرعی طور پر ایک ہی جگہ کے حکم میں ہے، تو اس کے حدود میں رہتے ہوئے وہ شرعاً قصر نہیں کرے گا، البتہ اس شہر سے باہر اڑتالیس میل جانے کے ارادہ سے جب شہر کی آبادی سے نکل جائے، تب وہ مسافرِ شرعی بنے گا، اس وقت وہ شخص قصر کرے گا ورنہ قصر نہیں کرے گا، بلکہ اتمام کرے گا۔

''وفي اعلاء السنن: عن أبي هريرة قال: سافرت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع أبى بكر وعمر كلهم صلى حين يخرج من مكة إلى المدينة إلى أن يرجع إليها ركعتين في المسير والمقام بمكة. اهـ.

(كلهم صلى حين يخرج من مكة إلى المدينة) ففيه دلالة ظاهرةٌ علىٰ معنىٰ أن القصر ابتدأه من حين يخرج المسافر من بلده والخروج من البلد إنما يتحقق بمفارقة بيوته وعمرانه. اهـ. (۱)

''وفي المجموع: ذكرنا أن مذهبنا أنه فارق بنيان البلد قصَرَ ولَا يقصر قبل مفارقتها، وإن فارق منزله اهـ. (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۳/۱۴۴۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن: ج۸، ص: ۳۱۲.
(۲) المجموع: ج۴، ص: ۲۹۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت.

دہلی سے چھٹی میں دیوبند آنے والے طلبہ کا نماز قصر کا حکم

(۴۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں:
زید دہلی کا رہنے والا ہے اور دارالعلوم وقف دیوبند میں تعلیم حاصل کر رہا ہے ابھی شعبان میں زید کی دو ماہ کے لیے چھٹی ہوئی ہے، ان دو ماہ کی چھٹیوں میں زید اپنے تمام استعمال کا سامان دہلی یعنی اپنے گھر لے آیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب اگر زید اپنی ان دو ماہ کی چھٹیوں کے دوران رمضان میں کپڑے سلوانے کے لیے دو چار دنوں کے لیے دیوبند آتا ہے تو زید نماز قصر پڑھے گا یا پوری نماز ادا کرے گا؟ براہ مہربانی کسی صریح حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، اوکھلا، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں زید اگر دہلی سے دیوبند پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے چھٹیوں کے دوران آئے تو وہ شرعاً مسافر کہلائے گا اور اس مدت کے دوران وہ اپنی تنہا نماز میں قصر کرے گا۔

اور اگر وہ پندرہ دن یا زیادہ رہنے کی نیت کرے تو زید اس صورت میں پوری نماز پڑھے گا جب کہ سوال میں مذکور زید کپڑے سلوانے کی غرض سے چند دنوں کے لیے دیوبند آیا ہے اس لیے زید قصر نماز ہی ادا کرے گا اتمام نہیں کرے گا۔

''مأخذ الفتوى ففي الهداية: وهذ لأن الأصل أن الوطن الأصلي تبطل بمثله دون السفر ووطن الإقامة تبطل بمثله وبالسفر وبالأصلي. اهـ.''[1]

''وفي البحر الرائق: كوطن الإقامة يبقى ببقاء النقل وإن أقام بموضع أخر الخ''[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۵/۳/۷ھ)

---

(۱) المرغيناني، الهداية، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر''، ج ۱، ص: ۱۶۷...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سفر سے متعلق نماز قصر کا حکم

(۴۹) **سوال**: میں ایک مدرسہ کا سفیر ہوں میرے کام پورا سال مدرسہ کے اخراجات کے لیے فنڈ اکٹھا کرنا ہوتا ہے میں اکثر سفر شرعی میں رہتا ہوں، لیکن کسی بھی شہر یا گاؤں میں چند دن ہی قیام کرتا ہوں پھر دوسرا شہر یا گاؤں چلا جاتا ہوں گویا گھر سے ایک ساتھ مسافتِ سفر کا ارادہ تو ہے، لیکن ایک جگہ کہیں مستقل نہیں ٹھہرتا، تو ایسی صورت میں گھر سے نکلنے کے بعد دوسرے شہر یا گاؤں میں پہنچ کر قصر کرنا لازم ہے یا اتمام؟ ''بینو وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عادل، سیتاپور

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں آپ اڑتالیس میل کی مسافت کے سفر کا ارادہ کر کے آبادی کی حدود سے نکل گئے، تو جب تک آپ اقامت کے لائق ایک مستقل جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرلیں یا اپنے اصلی وطن (جہاں اپ کی جائے پیدائش ہے اور جہاں اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہ رہے ہیں یا جہاں آپ کی مستقل رہائش ہے) میں داخل نہ ہو جائیں، تب تک آپ مسافر کے حکم میں رہیں گے اور چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر ہی کریں گے۔

اس لیے کہ آپ کی نیت کسی ایک جگہ پندرہ دن رہائش کی نہیں ہے، لہٰذا آپ اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھیں یا امام بن کر نماز پڑھائیں۔ دونوں صورتوں میں قصر کریں گے، اتمام نہیں کریں گے، البتہ مقیم امام کی اقتداء میں آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگا۔

''**قلت أرأيت الرجل إذا خرج من الكوفة إلى مكة ومنى وهو يريد أن يقيم بمكة ومنى خمسة عشر يوما أيكمل الصلاة حين يدخل مكة؟ قال لا. قلت لم؟ قال لأنه لا يريد أن يقيم بمكة وحدها خمسة عشر يوماً**''[1]

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ابن نجیم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب المسافر''، ج ۲، ص: ۲۳۹.

(۱) محمد الشيباني، الأصل، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر''، ج ۱، ص: ۲۳۳.

’’قال المصنف في تنوير الأبصار:من خرج من عمارة موضع إقامته قاصدا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعي ركعتين‘‘(۱)

’’وقال الشارح في الدر المختار: (فيقصر إن نوى) الإقامة (في أقل منه) أي في نصف شهر (أو) نوى (فيه لكن في غير صالح) أو كنحو جزيرة أو نوى فيه لكن (بموضعين مستقلين كمكة ومنى) فلو دخل الحاج مكة أيام العشر لم تصح نيته لأنه يخرج إلى منى وعرفة فصار كنية الإقامة فى غير موضعها وبعد عوده من منى تصح كما لو نوى مبيته بأحدهما أو كان أحدهما تبعا للآخر بحيث تجب الجمعة على ساكنه للاتحاد حكما.

وقال عليه في الرد: (قوله في أقل منه) ظاهره ولو بساعة واحدة......و (قوله بموضعين مستقلين) لا فرق بين المصرين والقريتين والمصر والقرية بحر. و (قوله فلو دخل إلخ) هو ضد مسألة دخول الحاج الشام فإنه يصير مقيما حكما وإن لم ينو الإقامة وهذا مسافر حكما وإن نوى الإقامة لعدم انقضاء سفره ما دام عازماعلى‌الخروج قبل‌خمسةعشر يوما أفاده الرحمتي‘‘(۲)

”والحاصل أن شروط الإتمام ستة: النية، والمدة، واستقلال الرأي، وترك السير، واتحاد الموضع، وصلاحيته، قهستاني.

وقال أيضا:أقول: ويظهر لي في الجواب أن العلة في الحقيقة هي المشقة وأقيم السفر مقامها ولكن لا تثبت عليتها إلا بشرط ابتداء وشرط بقاء، فالأول مفارقة البيوت قاصدا مسيرة ثلاثة أيام، والثاني استكمال السفر ثلاثة أيام، فإذا وجد الشرط الأول ثبت حكمها ابتداء فلذا يقصر بمجرد مفارقة العمران ناويا ولا يدوم إلا بالشرط الثاني فهو شرط لاستحكامها علة فإذا عزم على ترك السفر قبل

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،’’كتاب الصلاة:باب صلاة المسافر‘‘:ج۲،ص:۵۹۹تا۶۰۳.

(۲)أيضاً:ج۲،ص:۶۰۶،۶۰۷.

تمامه بطل بقاؤها علة لقبولها النقض قبل الاستحكام ومضى فعله في الابتداء على الصحة لوجود شرطه ولذا لو لم يصل لعذر ثم رجع يقضيها مقصورة كما قدمناه فتدبره‘‘(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، مانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۵/۳/۷ھ)

آبادی بڑھ جانے پر فناء شہر کی حد کیا ہے؟

(۵۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اور شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر آشٹہ سے بھوپال کی دوری آج سے دس سال قبل ۸۲/کلومیٹر تھی جو ایک شہر کے فناء سے دوسرے شہر کے فناء تک تھی، اس صورت میں متفق علیہ قصر کی اجازت تھی، لیکن اب موجودہ صورت حال یہ ہے کہ دونوں شہروں کی آبادی کافی بڑھ گئی ہے، اور ایک شہر کی فناء سے دوسرے شہر کی فناء تک صرف ۶۸/کلومیٹر کی دوری رہ گئی ہے، مذکورہ صورت میں قصر کرنا جائز ہوگا یا نہیں جب کہ پہلے سے لوگ قصر کرتے آئے ہیں، اور اب دوری کم ہوگئی ہے؟ دوسرا پہلو یہ کہ اگر ایک شہر میں اپنے گھر سے نکل کر دوسرے شہر کی فناء تک مسافت شرعی پائی جائے تو قصر ہوگا یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے جواب مرحمت فرمائیں مسئلہ نزاعی بنا ہوا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عیاض الدین، گنج مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: آبادی وسیع ہونے کی وجہ سے دونوں فناء شہر کا درمیانی فاصلہ ۷۷.۲۵/کلومیٹر کو محیط نہیں ہے، اس لئے اب قصر کا حکم نہیں ہوگا۔ جن لوگوں نے اب بھی قصر کیا وہ اپنی نمازیں لوٹالیں۔ گھر سے مسافت سفر کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ فناء شہر سے اس کا حساب ہوگا۔ اس

(۱) أیضاً: ج۲، ص: ۶۰۵ تا ۶۰۹.

لئے اگر گھر سے دوسرے شہر کی فناء تک مسافت سفر پوری ہو مگر فناء شہر سے مقصود فناء شہر تک مسافت شرعی پوری نہ ہو تو قصر کی اجازت نہیں ہوگی۔

’’قلت:فناء المصر إنما ألحق به فيما كان من حوائج أهله،والجمعة،وصلاة العيدين من حوائج أهله وقصر الصلاة ليس منها،واختلفوا في تقدير الفناء،فقدرها بعضهم بفرسخين،وبعضهم بثلاثة فراسخ،ذكره في المحيط،وقال شمس الأئمة السرخسي،والإمام خواهر زاده:والصحيح أن الفناء مقدر بالغلوة.وقال الشافعي: في البلد يشترط مجاوزة السور لا مجاوزة الأبنية بالسور خارجه،وحكى الرافعي وجهين:المعتبر مجاوزة الدور، ورجح الرافعي هذا الوجه في’’المجرد‘‘، والأول في’’الشرح‘‘، وإن لم يكن في جهة خروجه سور، وكان في قرية يشترط مفارقة العمران. وفي ’’المغنى‘‘لابن قدامة: ليس لمن نوى السفر القصر، حتى يخرج من بيوت مصره أو قريته، ويخلفها وراء ظهره،قال:وبه قال مالك والأوزاعي وأحمد والشافعي وإسحاق وأبو ثور، رحمهم الله‘‘[1]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۱/۲ھ)

امیر جماعت کا اقامت کی نیت کرنا

(۵۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
(۱) کیا امیر جماعت کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے پوری جماعت مقیم ہو جائے گی؟
(۲) اگر جماعت کا امیر اسی مقام کا ہو تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشاد، نونابڑی، سہارنپور

(۱) العيني، البناية شرح الهداية، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۳،ص:۱۵.

الجواب وباللہ التوفیق: (۱-۲) چوں کہ تبلیغی جماعت میں شریک ہر شخص خود مختار ہوتا ہے، کسی کا وقت پہلے پورا ہوتا ہے کسی کا وقت بعد میں پورا ہوتا ہے، کوئی وقت پورا ہونے سے پہلے چلا جاتا ہے اس لیے امیر جماعت کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا خواہ امیر جماعت مقامی ہو یا وہ بھی دوسرے ساتھیوں کی طرح دور سے ہی آیا ہو، بلکہ خود ہر شخص کی اپنی نیت کا اعتبار ہوگا اگر اس کی نیت پندرہ دن ٹھہرنے کی ہے تو وہ مقیم ہوگا ورنہ مسافر۔

”ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر، كذا في الهداية“[۱]

”ووطن الإقامة موضع نوى الإقامة فيه نصف شهر فما فوقه ولم يعتبر المحققون وطن السكنى وهو ما ينوي الإقامة فيه دون نصف شهر“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۵/۱/۲۶ھ، ۲۰۲۳/۸/۱۴ء)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دوران سفر وطن اصلی سے گزرنا

(۵۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) اگر جماعت کے ساتھی تقاضوں پر چلتے ہوں تو ان کے لیے کس کی نیت کا اعتبار ہوگا؟ (جس مسجد میں رکے ہیں وہاں سے نئی جماعت لے کر جانا ہے)۔

(۲) زید کی جماعت کا قیام (گھاسیڑا) میں ہے اب وہ میل کھیڑلا کے سفر کے ارادے سے نکلا ہے (جس کی مسافت گھاسیڑا سے میل کھیڑلا تک ۷۵ر کلومیٹر ہے) بیچ میں وہ اپنے وطن اصلی مروڑا

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص: ۱۹۹.

(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ص: ۱۶۵.

ٹھہر کر پھر میل کھیڑلا کے لیے نکلا ہے (گھاسیڑا سے مروڑا ۳۵؍کلومیٹر اور مروڑا سے میل کھیڑلا ۴۱؍کلومیٹر ہے زید اپنے وطن اصلی میل کھیڑلا سے واپس گھاسیڑا آ گیا جب کہ واپسی میں اپنے وطن اصلی کے علاوہ راستہ سے آیا اور زید وہاں (میل کھیڑلا) صرف تفریح کی غرض سے گیا تھا اب کل مسافت مروڑا سے میل کھیڑلا ہوکر گھاسیڑا تک ۱۱۶؍کلومیٹر ہوتی ہے اس صورت میں زید مسافر ہوگا یا مقیم؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اشرف، پیپاڑسٹی جودھپور

الجواب و بالله التوفيق: (۱) اگر ساتھی تقاضوں پر چلتے ہیں تو ان کی اپنی نیت کا اعتبار ہوگا اگر اس نے کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کی ہے تو وہ مقیم ہوگا ورنہ مسافر ہوگا۔

”ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر، كذا في الهداية “(۱)

”ووطن الإقامة موضع نوى الإقامة فيه نصف شهر فما فوقه ولم يعتبر المحققون وطن السكنى وهو ما ينوي الإقامة فيه دون نصف شهر “(۲)

(۲) اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطن اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطن اصلی سے مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا۔ صورت مذکورہ میں جب وہ گھاسیڑہ سے نکل کر مروڑا آیا تو وہ مقیم ہو گیا پھر وہاں سے میل کھیڑلا صرف ۴۱؍کلومیٹر کی مسافت پر ہے اس لیے وہ میل کھیڑلا تک مقیم ہی رہے گا ہاں واپسی میں وہ وطن اصلی ہوکر نہیں آ رہا ہے اس لیے اگر واپسی میں میل کھیڑلا سے گھاسیڑا کا درمیانی سفر سوا ستہتر کلومیٹر ہے تو وہ قصر کرے گا ورنہ واپسی میں بھی اتمام کرے گا آنے اور جانے کی کلومیٹر کا اعتبار نہیں ہوتا ہے صرف جانے کی مسافت کا اعتبار ہوتا ہے۔

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج ۱، ص: ۱۹۶.

(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ص: ۱۶۵.

”(قوله حتى يدخل موضع مقامه) أي الذي فارق بيوته سواء دخله بنية الاجتياز أو دخله لقضاء حاجة لأن مصره متعين للإقامة فلا يحتاج إلى نية جوهرة، ودخل في موضع المقام ما ألحق به كالربض كما أفاده القهستاني (قوله إن سار إلخ) قيد لقوله حتى يدخل أي إنما يدوم على القصر إلى الدخول إن سار ثلاثة أيام“(۱)

”وكذا إذا عاد من سفره إلى مصره لم يتم حتى يدخل العمران ولا يصير مسافرا بالنية حتى يخرج ويصير مقيما بمجرد النية، كذا في محيط السرخسي ، ثم المعتبرة المجاوزة من الجانب الذي خرج منه حتى لو جاوز عمران المصر قصر وإن كان بحذائه من جانب آخر أبنية، كذا في التبيين. وإن كان في الجانب الذي خرج منه محلة منفصلة“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۲: ۱۴۴۵ھ، ۲۰۲۳/۸/۲۱ء)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

منیٰ میں قصر واتمام کی تحقیق

(۵۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک زمانہ تھا جب کہ مکہ مکرمہ، منی اور مزدلفہ علاحدہ علاحدہ مقامات تھے؛ لیکن علماء کرام کے ایک وفد نے با قاعدہ ان مقامات کا معائنہ کیا تو اب مشاہدہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منی اور مزدلفہ سے جا ملی ہے گویا کہ آبادی کے اعتبار سے ہر بڑے شہر کی طرح مکہ مکرمہ بھی اپنے اطراف یعنی منی اور مزدلفہ کو اپنی آغوش میں لے چکا ہے جس طرح مدینہ منورہ بھی بڑھتے بڑھتے ایک وسیع وعریض شہر بن چکا ہے۔

(۱) ابن عادين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲، ص: ۶۰۴.

(۲) جماعة من علماء الهندية، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج۱، ص: ۱۹۹.

یہ بات تو طے ہے کہ منی، عرفات اور مزدلفہ کے اندر جانا حاجی کے لیے توقیفی امر ہے اس لحاظ سے کبھی بھی منی، عرفات اور مزدلفہ و مکہ مکرمہ ایک جگہ نہیں ہو سکتے ہیں یعنی حاجی کو حج کرنے کے لیے ان مقامات پر بحالت احرام موسم حج میں جانا ضروری ہے، لیکن نمازوں کے قصر و اتمام کا معاملہ تو آبادی کے اتصال وانفصال پر ہوتا ہے، جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کی تصریحات فرمائی ہے اب جب کہ مکہ مکرمہ اور منی و مزدلفہ بھی محلّہ عزیزیہ کی جانب سے آبادی کے اعتبار سے متصل ہو گئے ہیں اور عرفات میں مبیت نہ ہونے کی وجہ سے عرفات بھی فناء مکہ بحکم مکہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جو عازمین مکہ مکرمہ ایسے وقت پہونچتے ہیں کہ ۸/ذی الحجہ سے پہلے پندرہ دن ہو جاتے ہیں ان کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جو عازمین ایسے وقت میں پہونچتے ہیں کہ ۸/ذی الحجہ سے پہلے تو مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام نہیں ہوتا، البتہ حج سے پہلے اور حج کے پانچ ایام مخصوصہ اور بعد کے ایام ملا کر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا قیام ہوتا ہے تو ایسے عازمین حج کے لیے قصر و اتمام کے لیے کیا حکم ہے؟ اور منی و مزدلفہ و عرفات فنائے مکہ ہونے کی وجہ سے بحکم مکہ شرعاً ہیں یا نہیں؟ نیز عازمین حج کے مکہ مکرمہ میں بشمول ایام حج کے مقیم ہونے کی صورت میں متمتع و قارن کو حج کی قربانی دم شکر کے علاوہ سالانہ قربانی کا کیا حکم ہوگا یعنی ایام حج میں قربانی کے علاوہ سالانہ قربانی بھی اس صورت میں ان لوگوں پر واجب ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی انعام الرحمٰن خان قاسمی بھوپالی

الجواب و بالله التوفیق: آبادی کے اتصال کی وجہ سے منی کے مکہ کے تابع ہونے نہ ہونے کے مسئلہ میں حضرات فقہاء کرام کا تاہنوز اختلاف باقی ہے اور دونوں طرف علماء امت کا ایک بڑا گروہ ہے یہ ان مسائل میں سے ہے جن میں کافی بحثیں ہو چکی ہیں لیکن فیصلہ کن نتیجہ پر آج تک کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ دارالعلوم کراچی کا فتوی ہے کہ مکہ اور منی آبادی کے اتصال کی وجہ سے ایک محلّہ ہو چکا ہے جب کہ جامعہ بنوریہ کا فتوی ہے کہ دونوں الگ الگ آبادی ہے، قصر و اتمام کے سلسلے میں دونوں کو ایک محلّہ نہیں شمار کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ہندوستان کے معتبر فقہی اداروں میں اسی عنوان پر

سیمینار منعقد ہوا ہے جس میں بھی فیصلہ نہیں ہوسکا ان کی تجویز میں یہ مشورہ دیا گیا ہے ”چوں کہ اجتماع میں کسی ایک رائے پر اتفاق نہیں ہوسکا ہے اس لیے اجتماع عام لوگوں کو اختیار دیتا ہے کہ مذکورہ آراء میں سے جس کو جس مفتی کی رائے پر اعتماد ہو اس پر عمل کرے اور جس رائے کے خلاف ہو اس پر طعن و تشنیع اور نزاع سے پرہیز کرے۔

اس مسئلہ میں زیادہ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ مکہ اور منی کو الگ الگ علاقہ شمار کر کے جس طرح پہلے قصر واتمام پر عمل کیا جاتا تھا اسی طرح اس وقت بھی عمل کیا جائے، اگر منی کے ایام کو چھوڑ کر کسی کے پندرہ یوم پورے ہوتے ہیں تو وہ اتمام کرے اور اگر منی کے ایام کو شامل کر کے پندرہ یوم پورے ہوتے ہیں تو قصر کرے لیکن اگر کوئی کسی دوسرے مفتی کی رائے پر عمل کرے تو اس کے لیے گنجائش ہے اور دوسری رائے پر عمل کرنے والوں پر طعن و تشنیع نہ کی جائے اور نہ اس کو نزاع کا موضوع بنایا جائے۔

”إذا نوى الإقامة بمكة شهرا ومن نيته أن يخرج إلى عرفات ومنى قبل أن يمكث بمكة خمسة عشر يوماً لا يصير مقيما لأنه لا يكون ناويا لإقامة مستقلة فلا تعتبر“(۱)

”فلو دخل الحاج مكة أيام العشرم لم تصح نيته لأنه يخرج إلى منى وعرفة فصار كنية الإقامة في غير موضعها“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۱۹: ۱۴۴۵ھ، ۳/۱۱/۲۰۲۳ء)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وطن اقامت سے شوہر کے سفر کرنے پر بیوی مقیم رہے گی یا مسافر؟

(۵۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱)منحة الخالق على البحر الرائق، ”باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۱۴۳

(۲)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۲۰۶، ۲۰۷.

بکر ایک مدرسہ میں مدرس ہے، مدرسہ اور وطن اصلی کے درمیان سوا ستر سے زیادہ فاصلہ ہے، اس کی فیملی سب ساتھ ہی رہتی ہے اور اس کا پندرہ دن سے کم مدت میں اسفار ہوتے رہتے ہیں۔ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ بکر کی وجہ سے اس کی فیملی مقیم ہوگی یا مسافر؟ جب کہ بکر نے اس مدرسہ میں عمر بھر خدمت کی نیت کر رکھی ہے تو کیا اس کی اس نیت کا اعتبار ہوگا؟ اور اگر بکر کے ساتھ اس کے بالغ بچے بھی رہتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اشرف، پیپاڑسٹی جودھپور

الجواب و باللہ التوفیق: مسافت سفر سوا ستہتر کلو میٹر ہے، سوا ستر کلو میٹر نہیں، جب بکر نے مدرسہ میں پوری زندگی خدمت کرنے کی نیت کر لی ہے تو گویا اس نے جائے ملازمت کو اپنا وطن اصلی بنالیا ہے ایک شخص کا دو وطن واصلی ہو سکتے ہیں، اس لیے صورت مذکورہ میں جب بکر سفر میں جائے گا تو اس کے گھر والے سب مقیم ہی رہیں گے اور بکر جب بھی مدرسہ آئے گا تو وہ مقیم رہے گا اگر چہ اس نے پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت کی ہو۔

”الوطن الأصلي) هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه، (قوله الوطن الأصلي) ويسمى بالأهلي ووطن الفطرة والقرار ح عن القهستاني. (قوله أو تأهله) أي تزوجه (قوله أو توطنه) أي عزم على القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل “[۱]

”الإقامة موضع نوى الإقامة فيه نصف شهر فما فوقه ولم يعتبر المحققون وطن السكنى وهو ما ينوي الإقامة فيه دون نصف شهر “[۲]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۶/۲: ۱۴۴۵ھ، ۲۴/۸/۲۰۲۳ء)

(۱) ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار،”كتاب الصلاة:...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا وطن اقامت کے باطل ہونے کے لیے سفر شرعی ضروری ہے یا صرف نیت کافی ہے؟

(۵۵)**سوال**: وطن اقامت کب باطل ہوتا ہے، صرف اس جگہ کے چھوڑ دینے سے جہاں اس نے ٹھہرنے کی نیت کی تھی یا سفر شرعی کے ارادے سے نکلنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، پیپاڑ، جودھپور

الجواب و بالله التوفيق: وطن اقامت محض موضع اقامت کو چھوڑنیکی نیت سے باطل نہیں ہوتا ہے، بلکہ سفر شرعی کے ارادے سے نکلنے پر باطل ہوتا ہے۔

”وطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة و بإنشاء السفر“[1]

”ومن حكم وطن السكنى أنه ينتقض بكل شئى بالوطن الأصلي و وبوطن السفر و بوطن السكنى و بإنشاء السفر“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۶: ۱۴۴۵ھ، ۲۴/۸/۲۰۲۳ء)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں تو مسافر کب ہوگا؟

(۵۶)**سوال**: ہائیوے یا پل وغیرہ پر واپس مڑنے کے لیے ڈیوائیڈر کے بیچ میں حائل

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة“: ج۲، ص:۶۱۴.

(۲)حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ص:۱۶۵.

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج ۱، ص:۲۰۲.

(۲)الفتاویٰ التاتارخانية، ”كتاب الصلاة: الفصل الثاني والعشرون: في صلاة السفر“: ج ۲، ص:۵۱۱، زکریا بکڈپو، دیوبند.

ہونے کی وجہ سے کئی کلومیٹر تک آگے چل کر یوٹرن آنا پڑتا ہے جب کہ نفس راستہ ۴۰ رکلومیٹر کا ہے جب کہ اس جگہ تک پہونچنے کے لیے اسی ہائیوے کی دوسری جانب گھوم کر آنا پڑتا ہے جس سے مسافت ۸۰ رکلومیٹر تک پہونچ جاتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے اس صورت میں آدمی مسافر ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، جودھپور

الجواب و بالله التوفيق: اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ایک راستے سے مسافت سفر سے کم ہو اور دوسرا مسافت سفر پر ہو تو جس راستے سے سفر کرتا ہے اس کا اعتبار ہوگا اس لیے اگر ڈیوائیڈر کی وجہ سے وہ راستہ ۸۰ رکلومیٹر کا ہو جاتا ہے، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور وہ اسی راستے سے نکلنے کے ارادے سے نکلا ہے تو وہ شخص مسافر ہوگا۔

”ولو لموضع طريقان أحدهما مدة السفر والآخر أقل قصر في الأول لا الثاني “(۱)

”وتعتبر المدة من أي طريق أخذ فيه، كذا في البحر الرائق فإذا قصد بلدة وإلى مقصده طريقان أحدهما مسيرة ثلاثة أيام ولياليها والآخر دونها فسلك الطريق الأبعد كان مسافرا عندنا ،هكذا في فتاوى قاضي خان،وإن سلك الأقصر يتم،كذا في البحر الرائق“(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۶: ۱۴۴۵ھ، ۲۴/۸/۲۰۲۳ء)

ملازمین کے لیے وطن اقامت اور وطن اصلی کا حکم

(۵۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج ۲، ص: ۶۰۳.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر“: ج ۱، ص: ۱۹۹.

سرکاری اور غیر سرکاری اداروں و کمپنیوں میں ملازمین اپنے وطن اصلی سے دور (مسافت شرعیہ سے زیادہ دور) مقیم بن کر کام کرتے ہیں اس میں وطن اقامت سفر شرعی سے ختم ہونے کے متعلق جدید وقدیم کتب فقہ میں علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل شقوں کے بابت محقق فتوی مطلوب ہے

(۱) وطن اقامت ۱۵/دن کی نیت سے ہو ساز وسامان بھی نہ ہو اور نہ کوئی اہل خانہ ہو۔

(۲) وطن اقامت غیر میعادی ہو، اہل وعیال کے ساتھ وساز وسامان کیساتھ ہو۔

(۳) وطن اقامت قرائن وحالات سرکاری وغیر سرکاری انتظام کے لحاظ سے معلوم ہو جائے کہ عرصہ دراز تک اقامت رہے گی، لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تسلی بخش جواب عنات فرمائیں شکریہ گزاری کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یوسف، بھوریا بھاکر

الجواب و بالله التوفيق: (۱) اگر کسی جگہ پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو اور اہل و عیال نہ ہو تو وہ جگہ وطن اقامت ہے۔

”ووطن إقامة، وهو المكان الصالح للإقامة فيه مدة خمسة عشر يوماً، فأكثر إذا نوى الإقامة“[1]

(۲) اگر جائے ملازمت میں علی سبیل القرار رہنے کا ارادہ ہو اور ساتھ میں اہل وعیال بھی ہو تو وہ جگہ ”وطن تاہل“ ہے جو کہ وطن اصلی کے حکم میں ہے، لہٰذا وہاں سے اگر کسی جگہ سفر پر جائے تو واپس آنے پر وہ مقیم ہوگا اگرچہ وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو اس لیے کہ وطن اصلی میں قیام کی نیت ضروری نہیں ہوتی ہے بلکہ وطن اصلی میں آدمی مقیم ہی ہوتا ہے۔

”الوطن الأصلي: هو الذي ولد فيه أو تزوج، أو لم يتزوج وقصد التعيش

(۱) عبد الرحمن بن محمد عوض الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعه، ”كتاب الصلاة: مباحث قصر الصلاة الرباعية“: ج۱ص:۴۴۴، دارالقدس، القاہرہ۔

فيه، لا الارتحال عنه"[1]

(۳) اگر آدمی کسی جگہ ملازمت کی وجہ سے مقیم ہو اور علی سبیل القرار رہنے کا ارادہ ہو وہاں سے جانے کا کوئی ارادہ نہ ہو لیکن ساتھ میں اہل وعیال بھی نہ ہو اس جگہ کے وطن اصلی کے درجہ میں ہونے میں حضرات فقہاء کے درمیان اختلاف ہے لیکن احوط قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ وطن اقامت ہے اگر وہاں سے کہیں سفر پر جائے اور واپسی پر جائے ملازمت میں پندرہ دن رہنے کی نیت نہ ہو تو اس صورت میں وہاں قصر کرے گا۔

ہاں اگر قرائن سے معلوم ہو کہ عرصہ دراز تک رہنا ہے اور ساتھ میں اہل وعیال بھی ہو تب تو مسئلہ واضح ہے کہ وہ جگہ وطن تاہل ہے، لیکن اگر اہل وعیال نہ ہو لیکن حالات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ عرصہ دراز تک رہنا ہے وہاں سے جانے کا بظاہر کوئی ارادہ نہیں ہے الا یہ کہ کوئی ناگہانی صورت پیش آجائے تو وہ بھی وطن اصلی کے درجہ میں ہوگا، لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو تو وطن اصلی کے درجہ میں نہیں ہے۔ علامہ شامی نے وطن اصلی کے لیے تین چیزوں کو الگ الگ بیان کیا ہے، اور تینوں کی نوعیت بالکل الگ الگ بیان کی ہے (۱) جائے ولادت (۲) وہ مقام جس میں آدمی نے شادی کر کے بیوی کو چھوڑ رکھا ہے۔ (۳) کسی جگہ کو توطن اختیار کر لیا یعنی علی سبیل القرار رہائش اختیار کر لی۔

"قوله: (أو تأهله) أي تزوجه. قال في شرح المنية: ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الإقامة به فقيل لا يصير مقيما، وقيل يصير مقيما؛ وهو الأوجه ولو كان له أهل ببلدتين فأيتهما دخلها صار مقيما، فإن ماتت زوجته في إحداهما وبقى له فيها دور وعقار قيل لا يبقى وطنا له، إذ المعتبر الأهل دون الدار، كما لو تأهل ببلدة واستقرت سكنا له وليس له فيها دار، وقيل تبقى. اهـ. قوله: (أو توطنه) أي عزم على القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل، فلو كان له أبوان ببلد غير مولده وهو بالغ. ولم يتأهل به فليس ذلك وطنا له، إلا إذا عزم على القرار فيه وترك

(۱) وهبه الزحيلي، الفقه الاسلامي و أدلته "الفصل العاشر أنواع الصلاة: المبحث الثالث صلاة المسافر": ج ۲، ص: ۳۰۴، مکتبہ تھانوی، دیوبند۔

الوطن الذي كان له قبله شرح المنية‘‘(۱)

الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ملازمت کے طور پر کسی جگہ مستقل رہے تو وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے خواہ وہاں اس کے اہل وعیال نہ ہو۔

’’وطن أصلى، وهو الذي ولد فيه الإنسان، أو له فيه زوج في عصمته، أو قصد أن يرتزق فيه، وإن لم يولد به، ولم يكن له به زوج‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۵/۵/۲۷ھ؛ ۲۰۲۳/۱۲/۱۲ء)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة‘‘: ج ۲، ص: ۶۱۴، مکتبہ زکریا، دیوبند.

(۲) كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ’’كتاب الصلاة: مباحث قصر الصلاة الرباعية‘‘: ج ۱، ص: ۴۴۴.

فصل ثانی

مسافت قصر کا بیان

۷۵ر کلومیٹر پر قصر کرے گا یا نہیں؟

(۵۸) **سوال:** بمبئی تقریباً ۷۵ر میل لمبا ہے؛ اگر زید بمبئی سے ہی اپنے گھر چلا اور اس کو بمبئی ہی میں پال گر نزد بمبئی ۷۰ر جانا ہے، جو بمبئی سے ۷۵ر میل ہے تو اس میں قصر کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شریف حسین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: بڑے شہروں میں سیکٹر علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور کالونیاں بھی الگ الگ ہوتی ہیں ضرورۃً بڑے شہر جو تیس چالیس یا اس سے بھی زیادہ میلوں میں آباد ہوں سیکٹر کو اصل شہر قرار دیا جانا چاہیے۔

اس صورت میں جس سیکٹر اور کالونی میں وہ رہتا ہے اس سے باہر ہوتے ہی وہ مسافر شرعی شمار کیا جائے گا۔ اگر سیکٹر سے نکلنے کے بعد اس کو ۴۸ر میل سے آگے جانا ہے تو وہ مسافر ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۱/۸/۱۴۱۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وطن اقامت سے ۴۸ر کلومیٹر سفر کرنے پر نماز قصر کرے یا نہیں؟

(۵۹) **سوال:** زید نے اپنے وطن اصلی سے کسی دوسری جگہ کا سفر کیا اب اس جگہ پہونچنے

(۱) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۵۹۹)

من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام في بر أو بحر أو جبل قصر ...... الفرض الرباعي فلو أتم وقعد في الثانية صح. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب المسافر“: ج۲،ص:۲۲۵ تا ۲۳۰)

کے بعداس نے ایک مہینہ ٹھہرنے کی نیت کرلی پھر زید اپنے مقصد کے لیے اطراف میں اڑتالیس میل سے کم کی دوری پر گیااس کا مقصد وہاں پورا ہو گیا اور وہیں قیام کرلیا تو وہ اس درمیانی سفر میں مقیم رہا یا مسافر؟

فقط: والسلام

المستفتی: لیاقت علی، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں وطن اصلی سے نکلتے ہی وہ شخص مسافر بن گیا، اس حالت میں وہ شخص نماز میں قصر کرے گا، جب تک دوسری جگہ پہونچ کر پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ نہ کرے اور صورت مسئولہ میں اگر دوسری جگہ پہونچ کر اس نے ایک مہینہ رہنے کی نیت کرلی تھی تو پھر وہاں قصر جائز نہیں، اس کے بعد اڑتالیس میل سے کم کے سفر پر وہ مسافر نہیں کہلائے گا؛ اس لیے پوری نماز پڑھے گا، قصر کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۷/۸/۱۴۰۷ھ)، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ستر کلومیٹر کا سفر کرنے والا نماز پوری پڑھے گا یا قصر؟

(۶۰) **سوال:** زید اپنے گاؤں سے (۷۰) ستر کلومیٹر کی دوری پر امامت کرتا ہے اپنے وطن اصلی سے امامت کی جگہ پہونچنے تک راستہ میں نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فاروق قاسمی، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: ستر کلومیٹر شرعی مسافت نہیں ہے اور زید شرعاً مسافر نہیں

---

(۱) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ج۲، ص:۵۹۹)

من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام في بر أو بحر أو جبل قصر ...... الفرض الرباعي فلو أتم وقعد في الثانية صح. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب المسافر": ج۲، ص:۲۲۵ تا ۲۳۰)

ہے؛ اس لیے نماز پوری پڑھے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۷/۱۴۰۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

برنام بٹ سے بنگلور کا مسافر قصر کرے یا اتمام؟

(۶۱) **سوال**: زید برنام بٹ سے صبح سویرے مدراس یا بنگلور کے لیے نکلا اور وہاں صبح دس بجے پہونچا اور اس دن شام تک وطن واپس آ گیا اب سوال یہ ہے کہ وہ درمیانی دو وقت ظہر وعصر کی نمازیں قضاء کرنے میں قصر کرے یا پوری پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالحکیم، مدراس

الجواب وباللہ التوفیق: زید اپنے مقام برنام بٹ سے مدراس یا بنگلور کے لیے صبح سویرے نکلتا ہے جس کا فاصلہ تقریباً سو کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ اور وہ اسی دن شام تک اپنے وطن آتا ہے؛ لہٰذا وہ مسافر کے حکم میں ہے۔ اور جو بحالت سفر نماز قضا ہوئی جیسے کہ صورت مسئولہ میں ظہر وعصر کا ذکر ہے تو وطن واپسی پر قضا میں قصر ہی کرے گا جیسے عالمگیری میں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۷/۱/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر": ج۲،ص:۵۹۹)

من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام في بر أو بحر أو جبل قصر ...... الفرض الرباعي فلو أتم وقعد في الثانية صح. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب المسافر": ج۲،ص: ۲۲۵ تا ۲۳۰)

(۲) ومن حكمه أن الفائتة تقضىٰ على الصفة التي فاتت عنه إلالعذر وضرورة فيقضي مسافر في السفر ما فاته في الحضر من الرباعي أربعاً والمقيم في الإقامة ما فاته في السفر منها...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

۴۸ر میل سے کم سفر کرنے والا قصر کرے گا یا نہیں؟

(۶۲) **سوال:** زید سرکاری ملازم ہے۔ اور اس کا مقام دہلی ہے۔ اس کو کبھی کبھی صرف ۴۸ میل کے اندر ہی سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور دورہ میں دس دس دن گذر جاتے ہیں۔ تو اس پر قصر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری محمد سلیم الدین، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر گھر سے سفر کرتے وقت اس نے نیت کی تھی کہ اس دورہ میں جو منتھائے سفر ہے وہ فلاں مقام ہے جو کہ ۴۸ر میل یا اس سے زیادہ سے ہے، تو قصر لازم ہے ورنہ قصر نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قصر کے لیے شرعی مسافت کیا ہے؟

(۶۳) **سوال:** احناف کے نزدیک ۴۸ر میل پر قصر ہے اور غیر مقلدین تین میل پر قصر

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... رکعتين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الصلاة: الباب الحادي عشر: في قضاء الفوائت'': ج۱،ص:۱۸۰)

قوله: (سفراً و حضراً) أي فاتته صلاة السفر وقضاها في الحضر يقضيها مقصورة كما لو أداها. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي ووطن الإقامة'': ج۲،ص:۶۱۸)

(۱) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲،ص:۵۹۹)

قال علماؤنا: أدنا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها مع الإسترحات التي تكون في خلال ذلك بسير الإبل ومشي الأقدام وهو سير الوسط والمعتاد الغالب. (ابن العلاء، الفتاویٰ التاتار خانية، ''كتاب الصلاة: الفصل الثاني والعشرون: في صلاة السفر'': ج۲،ص:۴۸۹)

کرتے ہیں۔ثبوت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کرتے ہیں،تو اس کا کیا مطلب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالمجید صاحب، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: تین منزل یعنی ۴۸ر میل مسافت کا ارادہ ہو،تو شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ہی مطلب اس حدیث کا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر کیا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱۴۱۹/۱۲/۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

۴۸ر میل سے زیادہ سفر کرنے والا قصر کرے یا اتمام؟

(۶۴)**سوال:** زید کا وطن برنام بٹ ہے مگر ملازمت کی وجہ سے (امامت کمپنی کے اسٹاف کی) مدراس میں رہتا ہے۔اس کو ہفتہ میں ایک دن کی چھٹی ملتی ہے وہ اپنے وطن آکر بچوں کے ساتھ رہ کر دوسرے دن صبح مدراس چلا جاتا ہے وہ مدراس میں مقیم شمار ہوگا یا مسافر رہے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالحکیم، مدراس

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ میں زید مسافر رہے گا اگر برنام بٹ اور مدراس میں ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کی مسافت ہے (سوا ۷۷ر کلومیٹر) چوں کہ مدراس میں صرف آٹھ یوم یا اس سے کم رہتا ہے اور شرعی اعتبار سے مقیم وہ شخص ہے کہ جو پندرہ یوم یا اس سے زیادہ کی

(۱)من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر“: ج۲،ص:۵۹۹)

قال علماؤنا: أدنا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها مع الإسترحات التي تكون في خلال ذلك بسير الإبل ومشي الأقدام وهو سير الوسط والمعتاد الغالب. (ابن العلاء، الفتاویٰ التاتار خانية، ”كتاب الصلاة: الفصل الثاني والعشرون: في صلاة السفر“: ج۲،ص:۴۸۹)

اقامت کی نیت کرے لہٰذا مذکورہ صورت میں چوں کہ پندرہ یوم سے کم کی اقامت کی نیت پائی جارہی ہے، لہٰذا وہ مسافر ہوگا اور دوران قیام مدراس وہ نماز میں قصر ہی کرے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۶/۱/۲۷ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دیوبند سے دہلی کے سفر کا قصد کرنے والا اگر مظفرنگر رک جائے، تو قصر کرے یا اتمام؟

(۶۵) **سوال**: زید کا وطن اصلی دیوبند ہے اس نے دیوبند سے دہلی سفر کا ارادہ کیا اور دو دن اپنی سسرال مظفرنگر میں قیام کیا پھر دہلی گیا، تو وہ اپنی سسرال میں بھی قصر کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یوسف احسن

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص جب کہ دیوبند (وطن اصلی) سے دہلی کا عزم کر کے سفر میں نکلا اور مظفرنگر (اپنے سسرال) ایک دو دن ٹھہر گیا اور پھر وہاں سے چلا گیا، تو اس دوران مظفرنگر میں بھی قصر کرے گا جب کہ دیوبند کی آبادی سے باہر ہوتے ہی قصر شروع کر دے گا اور پھر واپس دیوبند پہونچنے تک قصر ہی کرے گا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۳/۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) لا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمس عشر يوماً أو أكثر وإن نوى أقل من ذلك قصر. (المرغيناني، هدايه، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۱، ص:۱۶۶)

أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع صالح لها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص:۶۰۴)

(۲) (أو دخل بلدة ولم ينوها) أي مدة الإقامة (بل ترقب السفر) غداً أو بعده. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسافت سفر کی تحقیق

(۶۶) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

نماز کے لیے قصر کتنی مسافت سفر پر ہوتی ہے کیوں کہ اکثر علما کا اس کی مقدار مثلاً میل شرعی یا میل انگریزی میں اختلاف ہے، اسی طرح میل سے نکلنے والے کلومیٹر میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

فتاوی حقانیہ میں مسافت کے لیے ۴۸/میل شرط ہے۔ فتاوی قاسمیہ میں ہے کہ ۴۸/میل کو جن علمانے انگریزی میل مرادلیا ہے اس کی دلیل فقہائے متاخرین سے نہیں ملتی ہے اور فتاوی قاسمیہ میں ۴۸/میل کا کلومیٹر ۷۸/کلومیٹر ۸۲۷/میٹر ۴۰/سینٹی میٹر ہے اور تاکید سے کہا گیا ہے کہ اس سے کم پر قصر نہ کیا جائے۔ کفایت المفتی میں مسافت کی مقدار ۳۶/میل ذکر کی گئی ہے۔ خیر الفتاوی میں مستفتی کے سوال ۵۱/میل پر قصر کی جائے یا ۶۱/میل پر؟ تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ دونوں قول کے علاوہ کسی تیسرے قول پر عمل کیا جائے یعنی ۴۸/میل اور ۵۴/میل انگریزی ہے۔ اس پر قصر کیا جائے اور یہی وجہ ترجیح ہے۔ کتاب النوازل میں ہے کہ قصر کے لیے مسافت شرعی کم از کم ۱۵/فرسخ جو تقریباً ۴۵/میل بنتی ہے جو تقریباً ۸۲/کیلومیٹر ۲۸۶/میٹر ہے اس سے کم پر قصر کی اجازت نہیں۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ۴۸/میل ہے جو ۷۷.۵/کلومیٹر ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں لوگ تشویش میں ہیں کہ کون سا میل وجہ ترجیح میں ہے، اسی طرح میل سے نکلنے والے کلومیٹر میں کون سا کلومیٹر وجہ ترجیح میں ہے اور کس پر عمل کیا جائے؟ اسی طرح میل شرعی اور میل انگریزی میں قصر کتنے میل شرعی اور میل انگریزی پر کی جائے۔

اس لیے آپ اکابرین سے درخواست ہے کہ اس مختلف فیہ مسئلہ میں فیصلہ کن جواب مدلل و مفصل

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج ۲، ص: ۶۰۷)

وقيد بنية الإقامة لأنه لو دخل بلدا ولم ينو أنه يقيم فيها خمسة عشر يوماً وإنما يقول: غدا أخرج أو بعد غد أخرج حتى بقي على ذلك سنين قصر. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب المسافر'': ج ۲، ص: ۲۳۱)

مرحمت فرمائیں تاکہ علما اور عوام کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے اس کو ختم کیا جا سکے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی محمد عمر، علی گڈھ

الجواب و بالله التوفيق: مسافت سفر کی مقدار ظاہر الروایت کے مطابق درمیانی رفتار سے تین دن چلنا ہے۔ احناف کی متعدد کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔

''من خرج من عمارة موضع إقامته قاصدا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها''(۱)

''السفر الذي يتغير به الأحكام أن يقصد مسيرة ثلاثة أيام ولياليها''(۲)

قدیم زمانوں میں جب کہ عام طور پر لوگ پیدل یا اونٹوں کی سواری کیا کرتے تھے یہ اندازہ آسان تھا؛ لیکن اس زمانے میں جب کہ تین دن کا سفر تین گھنٹے؛ بلکہ اس سے بھی کم وقت میں طے کیا جا سکتا ہے تو یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مسافت سفر کو موجودہ حالات میں کلومیٹر کے اعتبار سے طے کیا جائے اس لیے علمائے متاخرین نے فرسخ کے ذریعہ سے اس کی تعیین کی۔ یہ تعیین بھی اس زمانے میں کی گئی جب کہ گو سواری کی سہولت ہو گئی تھی لیکن آج کے حساب سے پھر بھی نہیں تھی؛ اس لیے جگہوں کے اختلاف کے ساتھ مختلف فرسخ سے تعیین کی گئی چناں چہ ۱۵/۱۶/۱۸/ اور ۲۱/ فرسخ کے اقوال پائے جاتے ہیں۔

''قيل يقدر بواحد وعشرين فرسخا وقيل بثمانية عشر وقيل بخمسة عشر وكل من قدر منها اعتقد أنه مسيرة ثلاثة أيام. أي بناء على اختلاف البلدان فكل قائل قدر ما في بلده من أقصر الأيام أو بناء على اعتبار أقصر الأيام أو أطولها أو المعتدل منها وعلى كل فهو صريح بأن المراد بالأيام ما تقطع فيها المراحل المعتادة فأفهم''(۳)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص: ۵۹۹ تا ۶۰۳.

(۲) المرغيناني الهداية، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۱، ص: ۱۶۵.

(۳) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص: ۶۰۲.

اب ضرورت ہوئی کہ ان میں سے کسی ایک کو متعین کیا جائے تو اس میں بھی اختلاف ہو گیا اور بعض نے ۱۸/فرسخ پر اور بعض نے ۱۵/فرسخ پر فتوی دیا۔

''واختلفوا في التقدير قال أصحابنا: مسير ثلاثة أيام سير الإبل ومشي الأقدام وهو المذكور في ظاهر الروايات، وروي عن أبي يوسف يومان وأكثر الثالث، وكذا روي الحسن عن أبي حنيفة وابن سماعة عن محمد ومن مشايخنا من قدره بخمسة عشر فرسخا وجعل لكل يوم خمس فراسخ، ومنهم من قدره بثلاث مراحل''(۱)

زیادہ تر حضرات نے ائمہ خوارزم کے مفتی بہ قول ۱۵/فرسخ کو اختیار کیا ہے۔

''وفي النهاية الفتوى على اعتبار ثمانية عشر فرسخا، وفي المجتبى فتوى أكثر أئمة خوارزم على خمسة عشر فرسخا''(۲)

پندرہ فرسخ کے اعتبار سے ۴۵/میل ہوتا ہے اس لیے کہ تین میل کا ایک فرسخ ہوتا ہے۔ یہاں تک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

''وقيل: عشرة أيام بينه وبين المدينة فرسخان ستة أميال، هذا هو الصواب، والميل ثلث فرسخ، والفرسخ اثنتى عشرة ألف خطوة، وقال السروجي: الميل أربعة آلاف ذراع بذراع محمد بن فرح الشاشي، قلت: العوام يسمون ذا الحليفة آبار علي رضي الله عنه''(۳)

جن لوگوں نے ۴۸/میل نقل کیا ہے ممکن ہے کہ انہوں نے ۱۶/فرسخ والے قول کو درمیانی قول ہونے کی بنا پر اختیار کیا ہو اس لیے انہوں نے ۴۸/میل کا قول نقل کیا ہے۔ ۴۸/میل شرعی کے اعتبار سے ۸۷/کلومیٹر ۸۲۷/میٹر ۴۰/سینٹی میٹر ہوتا ہے اسی لیے بعض کتابوں میں یہ مسافت منقول ہے۔

---

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل: في بيان مايصير به المقيم مسافراً'': ج۱، ص: ۲۶۱.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص: ۲۲۸.

(۳) العيني، البناية، ''كتاب الحج: فصل المواقيت اللتي لا يجوز أن يجاورها دخول الأفاقي مكة بدون أحرام'': ج۴، ص: ۱۵۷.

ایک مسئلہ جو ہمارے درمیان اختلاف کا باعث بنا ہے وہ میل شرعی اور میل انگریزی کا اعتبار کرنے کی بنا پر ہے۔ میل اور فرسخ میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ سوال میں دکھایا گیا ہے بلکہ میل سے انگریزی میل مراد ہے یا میل شرعی مراد ہے اس میں اختلاف ہے؟ بعض حضرات مفتیان کرام نے لکھا ہے کہ اکابر علماء دیوبند نے میل انگریزی مرادلیا ہے۔ حضرت مفتی شفیع صاحب کی تحقیق کے مطابق جو انہوں نے اپنی کتاب اوزان شرعیہ میں ذکر کیا ہے یہ ہے:

راجح اور صحیح مذہب امام اعظم کا یہ ہے کہ کسی خاص مقدار کی تحدید میلوں وغیرہ سے نہ کی جائے بلکہ تین دن اور تین رات میں جس قدر مسافت انسان چل کر بآسانی طے کر سکے یا اونٹ کی سواری پر بآسانی طے کرے وہ مقدار مراد ہے اس کے خلاف بعض فقہا نے فراسخ یا میلوں کی تعیین بھی فرمائی ہے حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ ۴۸ر میل سے کم میں قصر نہ کرے اور یہی امام احمد کا مذہب ہے اور امام شافعی کی ایک روایت یہی ہے اور مشائخ متاخرین حنفیہ میں سے بعض نے اکیس فرسخ جس کے تریسٹھ میل ہوتے ہیں اور بعض نے اٹھارہ فرسخ جس کے چون میل ہوتے ہیں اور بعض نے پندرہ فرسخ جس کے پینتالیس میل ہوتے مسافت قصر قرار دی ہے۔ عمدۃ القاری میں اٹھارہ فرسخ پر فتوی نقل کیا ہے اور شامی، بحر نے بحوالہ مجتبی ائمہ خوارزم کا فتوی پندرہ فرسخ کی روایت ذکر کیا ہے۔

ہندوستان کے عام بلاد چوں کہ تقریبا مساوی ہیں پہاڑی یا دشوار گزار نہیں ہیں؛ اس لیے علمائے ہندوستان نے میلوں کے ساتھ تعیین کر دی ہے نیز محققین علمائے ہندوستان نے ۴۸ر میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دیا ہے جو اقوال فقہاء مذکورین کے قریب قریب ہے اور اصل مدار اس پر ہے کہ اتنی ہی مسافت تین دن تین رات میں پیادہ مسافر بآسانی طے کرسکتا ہے اور فقہاء حنفیہ کے مفتی بہ اقوال میں سے جو فتوی ائمہ خوارزم کا پندرہ فرسخ کا نقل کیا گیا ہے وہ تقریبا اس کے بالکل مطابق ہے کیوں کہ پندرہ فرسخ کے ۴۵ر میل شرعی اور ۴۸ر میل انگریزی سے کچھ زیادہ متفاوت نہیں رہتے ہیں۔ (۱)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سامنے آجانے کے بعد دو چیزیں طے ہو جاتی ہیں کہ ۱۵ر فرسخ پر ہندوستان کے علماء نے فتوی دیا ہے؛ اس لیے دیگر اقوال غیر مفتی بہ ہوں گے۔ اور ۱۵ر فرسخ کے ۴۵ر میل ہوتے ہیں اس حد تک تقریبا اتفاق ہے۔ اب میل کی انگریزی اور

(۱) محمد شفیع العثمانی جواہر الفقہ اوزان شرعیۃ، ج۱، ص: ۴۳۵.

شرعی تعیین میں اختلاف ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ پینتالیس میل سے یہاں پر میل شرعی مراد ہے۔ حضرت مفتی شفیع صاحب نے ۴۵/میل شرعی اور ۴۸/میل انگریزی کو قریب قریب بتایا ہے جس کی کلومیٹر 77.24.8512 یعنی سوا ستتر کلومیٹر ہے جسے آسانی کے لیے ۷۸/کلومیٹر لکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن قابل تحقیق امر یہ ہے کہ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے ۴۵/میل شرعی اور ۴۸/میل انگریزی کو قریب قریب قرار دیا ہے جب کہ دونوں میں پانچ کلومیٹر کا فرق ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ ۴۸/میل انگریزی کے سوا بیالیس میل شرعی بنتے ہیں جو ۴۵/میل شرعی سے پونے تین میل کم ہے اور کلومیٹر کے اعتبار سے یہ فرق تقریبا پانچ کلومیٹر کا بن رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فرق معمولی نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے۔ ۴۵/میل شرعی کے انگریزی کے اعتبار سے، ہوتا ہے اس اعتبار سے ۸۲/کلومیٹر ۲۹۶/میٹر ہوتا ہے؛ اس لیے محقق قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ ۸۲/کلومیٹر پر عمل کیا جائے۔ فتاوی دارالعلوم زکریا اور کتاب النوازل میں اسی قول پر فتوی دیا گیا ہے۔ مفتی شبیر صاحب نے بھی ۸۲/میل کا قول نقل کیا ہے چناں چہ وہ لکھتے ہیں: کہ عامۃ المشائخ کے اقوال میں سے کم از کم آخری قول اختیار کیا جائے یعنی ۱۵/فرسخ جس میں ۴۵/میل شرعی ہوتے ہیں جو ۸۲/کلومیٹر ۲۹۶/میٹر ہوتے ہیں اور ہم لوگ اسی مقدار پر فتوی لکھتے ہیں۔(۱) آپ نے ان کا قول ۸۷/کلومیٹر کا نقل کیا ہے جو درست نہیں ہے۔

غور کریں تو بہت زیادہ اختلاف اب نہیں رہ گیا ہے ۷۸/کلومیٹر اور ۸۲/کلومیٹر دو قول ہے اس میں احوط ۸۲/والے کو اختیار کرنا ہے اس لیے کہ اگر مسافت سفر اور مسئلہ قصر میں اختلاف ہو جائے تو اتمام کرنا بہتر ہے اس لیے زیادہ والے قول پر عمل کرنا بہتر ہے تاہم اگر کوئی ۷۸/والے قول پر عمل کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی اس لیے کہ وہ بھی محققین علماء کا متعین کیا ہوا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۲/۱۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) مفتی محمد شبیر احمد، فتاویٰ القاسمیۃ، ج۴،ص:۶۰۷.

وطن اصلی سے قریبی دیہاتوں میں نماز قصر کا حکم

(۶۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

میرا وطن اصلی یوپی کے ضلع مظفر نگر میں گاؤں پھوگانہ ہے اور میں پنجاب میں ملازمت کرتا ہوں، اہل وعیال ساتھ رہتے ہیں، چھ ماہ یا ایک سال کے بعد اپنے گاؤں پھوگانہ جاتا ہوں دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر میں پنجاب سے سیدھے اپنے گاؤں نہ جاؤں؛ بلکہ قریبی گاؤں میں رشتہ داروں کے یہاں جاؤں تو کیا جب تک اپنے گاؤں نہ پہونچوں نماز قصر کروں گا یا مکمل پڑھوں گا، جب کہ یہ گاؤں میرے وطن اصلی پھوگانہ سے قریب ہیں شرعی مسافت پر نہیں ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ذاکر حسین، پنجاب

الجواب و بالله التوفيق: پنجاب سے جب تک آپ اپنے اصلی وطن پھوگانہ میں داخل نہ ہوں (دوسرے دیہاتوں میں پھرتے رہیں) تو آپ برابر قصر کرتے رہیں گے اور وطن اصلی میں داخل ہوتے ہی قصر ختم ہوکر پوری نماز لازم ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مسافت سفر سمجھ کر قصر کرلیا بعد میں معلوم ہوا کہ مسافت قصر نہیں ہے؟

(۶۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) وإذا دخل المسافر مصره أتم الصلاة، وإن لم ينو الإقامة فيه سواء دخله بنية الاختيار أو دخله لقضاء الحاجة، كذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس عشر: في صلاة المسافر'': ج۱، ص:۲۰۲، مکتبہ فیصل، دیوبند)

(من خرج من عمارة موضع إقامته) قاصداً (مسيرة ثلاثة أيام ولياليها) ...... (صلى الفرض الرباعي ركعتين) ...... (حتى يدخل موضع مقامه) أو ينوي إقامة نصف شهر) بموضع صالح لها (فيقصر إن نوى في أقل منه) أو ...... (بموضعين مستقلين). (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر'': ج۲، ص:۵۹۹-۶۰۶)

حضرت میں اسی کلومیٹر کے سفر کی نیت سے نکلا تھا میں منزل پر پہنچ کر دو رکعت نماز قصر پڑھی عصر میں مجھے معلوم ہوا کہ منزل میرے شہر سے محض پیسنٹھ کلومیٹر دور ہے جو میں نے ظہر میں دو رکعت نماز قصر پڑھی ہے کیا مجھے لوٹانے کی ضرورت ہے جب کہ اس وقت میری نیت سفر کی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد

الجواب وبالله التوفيق: قصر نماز کے لیے مسافت سفر کا ہونا لازم ہے، محض سفر کی نیت کرنا کافی نہیں ہے چوں کہ جس جگہ کا ارادہ تھا وہ جگہ مسافت قصر پر نہیں ہے اس لیے قصر کرنا جائز نہیں تھا اس لیے پڑھی گئی ظہر کی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔ علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ مسافر ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ سفر کی نیت ہو اگر سفر کی نیت نہ ہو اور پوری دنیا کا چکر لگالے تو مسافر نہیں ہوگا دوسری شرط یہ ہے کہ مسافت سفر ہو اگر سفر کی نیت ہو لیکن مسافت سفر مکمل نہیں ہے تو وہ مسافر نہیں ہوگا، تیسری شرط ہے کہ اپنی آبادی سے نکل جائے محض ارادہ سفر قصر کے لیے کافی نہیں ہے۔

”الحكم معلق بالسفر فكان المعتبر مسيرة ثلاثة أيام على قصد السفر وقد وجد والثاني: نية مدة السفر لأن السير قد يكون سفرا وقد لا يكون؛ لأن الإنسان قد يخرج من مصره إلى موضع لإصلاح الضيعة ثم تبدو له حاجة أخرى إلى المجاوزة عنه إلى موضع آخر ليس بينهما مدة سفر ثم وثم إلى أن يقطع مسافة بعيدة أكثر من مدة السفر لا لقصد السفر فلا بد من النية للتمييز. والثالث: الخروج من عمران المصر فلا يصير مسافرا بمجرد نية السفر ما لم يخرج من عمران المصر“[(۱)]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲/۲۵: ۱۴۴۵ھ، ۹/۱۲/ ۲۰۲۳ء)

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع ”كتاب الصلاة: نية المسافر“: ج۱، ص:۲۶۳.

فصل ثالث

مریض کی نماز کا بیان

بیٹھ کر باجماعت نماز پڑھنا

(۶۹)**سوال:** بعض دفعہ بیمار آدمی مسجد میں آکر باجماعت نماز بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالمجید، نانوتہ

الجواب وباللہ التوفیق: جو مریض قیام سے عاجز ہے یعنی اگر قیام کرے تو گر جانے یا مرض بڑھ جانے کا یا جلد اچھا نہ ہونے کا اندیشہ ہے یا بے حد تکلیف قیام میں ہوتی ہے تو اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن اگر کھڑے ہونے کی استطاعت ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگر تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو تھوڑی دیر کھڑا رہے پھر بیٹھ جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۴/۷/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (وإن قدر على بعض القيام) ولو متكئاً على عصا أو حائط (قام) لزوما بقدر ما يقدر ولو قدر آية أو تكبيرة على المذهب لأن البعض معتبر بالكل. قوله: (على المذهب) في شرح الحلواني نقلا عن الهندواني لو قدر على بعض القيام دون تمامه أو كان يقدر على القيام الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب صلاة المريض'': ج۲،ص۵۶۸)

قيد بتعذر القيام أي جمعيه لأنه لو قدر عليه متكئاً أو متعمداً على عصاً أو حائط لا يجزئه إلا كذلك خصوصا على قولهما ......قال الهندواني: إذا قدر على بعض القيام يقوم ذلك ولو قدر آية أو تكبيرة ثم يقعد وإن لم يفعل ذلك خفت أن تفسد صلاته، هذا هو المذهب ولا يروي عن أصحابنا خلافه. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المريض'' :ج۲،ص:۱۹۸)

مالیخولیا اور خفقان کے مریض سے نماز معاف ہے یا نہیں؟

(۷۰) **سوال**: زید کو کچھ آسیب کا اثر ہے، ساتھ میں مالیخولیا اور خفقان کا بھی اثر ہے جس کی وجہ سے اس کی حالت کبھی کبھی بگڑ جاتی ہے جس میں وہ اپنی ذہنی کیفیت کھو دیتا ہے اور اس کی یاد داشت بھی ختم ہوجاتی ہے، جو کام کرتا ہے اس کو چھوڑ کر خاموش و بے حس ہوجاتا ہے اور آواز لگانے سے آجاتا ہے وہ کبھی کہتا ہے کہ مجھ کو میرے رب نے نماز معاف کردی اس کو نماز کے لیے بہت کہا جاتا ہے تب بے دلی سے پڑھ لیتا ہے، تو ایسی حالت میں زید کو نماز کے لیے تاکید کی جائے یا سختی سے اس کو نماز پڑھوائی جائے یا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے کیا ایسے شخص کو جس پر معمولی جنون ہو شریعت نماز معاف کردیتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ غلام نبی صاحب

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے یہ اتنا مؤکد فرض ہے کہ کسی صورت میں معاف نہیں ہے[1] اگر کوئی کھڑا ہوکر نماز پڑھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو لیٹ کر پڑھے، نماز پڑھنی لازمی ہے، اگر کوئی بے ہوش ہوجائے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہوش آجائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے، تو اس صورت میں بھی نماز معاف نہیں ہے اگر ایک دو وقت نماز کے گذر جائیں اور وہ شخص بے ہوشی میں رہے تب بھی قضا لازم ہے۔

پس زید کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز معاف کردی ہے یہ قول سراسر غلط ہے۔ ممکن ہو تو اپنی طاقت سے اس کو نماز پڑھنے کو کہا جائے نرمی کے ساتھ ورنہ اس کو نماز کی فرضیت واہمیت اور اس کے مفادات سے مطلع کردیا جائے اور اس کے ترک پر جو وعیدیں ہیں ان سے بھی باخبر کردیا جائے تبلیغ برابر کرتے رہنا چاہئے اس کو ہدایت ہوجائے تو بہتر ہے اور اگر اس کو ہدایت بھی نہ ہو، تو تبلیغ کرنے والوں کو اس کا اجر ضرور ملے گا (ان شاء اللہ)۔[2]

(۱)﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (سورۃ النساء:۱۰۳)

(۲)﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۰۴)

زید اگر ایسا کہتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے، تو سخت گناہگار ہے اور اس پر اندیشہ کفر کا ہے؛[۱] اس لیے زید کو چاہئے کہ فوراً استغفار کرے اور پابندی اوقات کے ساتھ نماز کا اہتمام کرے چھوٹی ہوئی نمازوں کی بھی قضا کرے اور اگر زید بے ہوشی کی حالت میں ایسے الفاظ کہتا ہے، تو عنداللہ کوئی گناہ نہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۲/۲/۱۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

آنکھ کے آپریشن کے بعد تیمّم کر کے اشارہ سے نماز پڑھنا

(۷۱) **سوال**: زید نے اپنی آنکھ کا آپریشن کرایا ہے، ڈاکٹر نے پانی کا استعمال منع کیا ہے آٹھ روز تک، زید نے تیمّم کر کے نماز اشارہ سے ادا کی ہے، اب آنکھ پر پٹی پڑی ہوتی اور کم از کم چالیس روز احتیاط ضروری ہے، اب وضو کس طرح کرے نماز کس طرح ادا کی جائے، جب کہ سر جھکانا منع ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: خلیل احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جہاں تک پٹی ہے اس پر مسح کرلیں باقی حصے کو دھولیں اگر سجدہ کرنا دشوار ہو، تو جھک کر اشارہ سے سجدہ کرلیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۴/۲۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً. (سليمان بن أحمد، معجم الأوسط: ج۳، ص: ۳۴۳، رقم: ۳۳۸۸)

(۲) ﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (سورة هود: ۱۱۳)

(۳) و إنما يمسح إذا لم يقدر على غسل ماتحتها ومسحه، بأن تضرر بإصابة الماء أو حلها. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية ''كتاب الطهارة: الباب الخامس: في المسح على الخفين، الفصل الثاني: في نواقض المسح'': ج۱، ص: ۸۹)

سلسل بول کے مریض کی نماز کا طریقہ

(۷۲)**سوال**: ایک شخص کی زوجہ کو برابر پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں اس لیے نماز نہیں پڑھتی لہٰذا اس کے لیے نماز کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرزاق، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی عورت جس کو ہر وقت پیشاب کے قطرے آتے ہیں تو وہ معذور ہے مگر نماز معاف نہیں ہے اس کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو وضو بنا کر اور کپڑے بدل کر فرض، واجب، سنت اور نفل جتنی چاہئے نمازیں پڑھتی رہے خواہ نماز کی حالت میں پیشاب کے قطرے کیوں نہ نکلتے رہیں اور کپڑے پر بھی لگتے رہیں جب تک نماز کا وقت باقی رہے گا اس عورت کا وضو بھی باقی رہے گا اور جب وقت ختم ہو جائے گا اس وقت وضو بھی ختم ہو جائے گا، اسی طرح جب دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے تب بھی ایسا ہی کرے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة). بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلى فيه خاليا عن الحدث (ولو حكما) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (في حق الابتداء، وفي) حق (البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت)ولو مرة (وفي) حق الزوال يشترط (استيعاب الانقطاع) تمام الوقت (حقيقة) لأنه الانقطاع الكامل. (وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض) اللام للوقت كما في ﴿لدلوك الشمس﴾ (سورة الإسراء:۷۸)(ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى (فإذا خرج الوقت بطل) أي: ظهر حدثه السابق،حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الحيض، مطلب: في أحكام المعذور“: ج۱،ص:۵۰۴تا۵۰۶)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گھٹنوں میں درد ہو تو نماز کیسے پڑھے؟

(۷۳) **سوال**: کسی کے گھٹنوں میں درد ہے جس کی وجہ سے نماز پڑھتے وقت جلسہ کرنے میں یعنی قعدہ اولیٰ وقعدہ اخیرہ کرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے یعنی نہیں بیٹھ سکتا تو اس حالت میں نماز کیسے پڑھے؟

گھٹنوں میں درد ہوتے ہوئے نماز تو پڑھتا ہے؛ لیکن اس وقت نماز کے لیے سامنے ایک تختہ رکھا کر اور پیچھے ایک کرسی رکھ کر نماز پڑھتا ہے تاکہ نماز کے جلسہ کے وقت کرسی پر بیٹھے تو تختہ سامنے رکھا ہوا اس میں سجدہ کرے ایسے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جہانگیر، امریکہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جس رکن کی مکمل ادائیگی پر قدرت ہو اس رکن کو مکمل طور پر ادا کرنا ضروری ہے لہٰذا مذکورہ شخص قیام پر قدرت رکھتا ہے تو قیام ضروری ہے سجدہ پر قدرت ہے، سجدہ ضروری ہے رہا بیٹھنے کا مسئلہ وہ مشکل اور تکلیف دہ ہے تو ماثور ومنقول طریقے کے برخلاف جس طرح ممکن ہو پیر پھیلا کر یا چارزانو بیٹھ کر نماز پڑھ سکے تو بیٹھ جائے یہ ضروری ہے اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو کرسی پر بیٹھ جائے اور سجدہ کے لیے تختہ کی ضرورت نہیں بلکہ اشارہ سے سجدہ کرے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴/۱/۱۴۳۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......شرط ثبوت العذر ابتداءً أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملا وهو الأظهر كالانقطاع لا يثبت ما لم يستوعب الوقت كله......المستحاضة ومن به سلسل البول......يتوضئون لوقت كل صلاة ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاؤوا من الفرائض والنوافل...... ويبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق......إذا كان به جرح سائل وقد شد عليه خرقة فأصابها الدم أكثر من قدر الدم أو أصاب ثوبه إن كان بحال لو غسله يتنجس ثانيا قبل الفراغ من الصلاة جاز أن لا يغسله وصلى قبل أن يغسله وإلا فلا هذا هو المختار. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء"، ج۱، ص:۹۵،۹۶)

(۱)(وإن تعذرا) ليس تعذرهما شرطًا؛ بل تعذر السجود كافٍ (لا القيام أومأ)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اشارہ سے نماز پڑھنے والا کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر؟

(۷۴) **سوال:** جو شخص کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر ہے اور بیٹھ کر بھی اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر ہے ایسے شخص پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں افضلیت کا حکم لگایا جائے گا یا بیٹھ کر؟ شرعی حکم تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالصمد قاسمی

الجواب وبالله التوفيق: ایسی صورت میں مذکورہ شخص کو جس میں زیادہ سہولت ہو وہ افضل ہے البتہ اگر دونوں حالتیں برابر ہوں تو قعدہ افضل ہوگا جیسا کہ عام کتب فقہ میں اس کی صراحت ملتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۲۵/۶/۱۴۳۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بالهمز (قاعدًا)، قوله: (أومأ قاعدًا) لأن ركنيّة القيام للتوصّل إلى السجود فلا يجب دونه وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المريض‘‘: ج ۲، ص: ۵۶۷، ۵۶۸)

وإذا لم يقدر على القعود مستويا وقدر متكئا أو مستندا إلى حائط أو إنسان يجب أن يصلي متكئا أو مستندا، كذا في الذخيرة ولا يجوز له أن يصلي مضطجعا على المختار، كذا في التبيين. وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدا بإيماء ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاوى قاضي خان حتى لو سوى لم يصح، كذا في البحر الرائق. وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلى قاعدا بإيماء وإن صلى قائما بإيماء جاز عندنا، هكذا في فتاوى قاضي خان. والمومئى يسجد للسهو بالإيماء، كذا في المحيط ويكره للمومئى أن يرفع إليه عودا أو وسادة ليسجد عليه فإن فعل ذلك ينظر إن كان يخفض رأسه للركوع ثم للسجود أخفض من الركوع جازت صلاته، كذا في الخلاصة ويكون مسيئا، هكذا في المضمرات، وإن كان لا يخفض رأسه لكن يوضع العود على جبهته لم يجز هو الأصح فإن كانت الوسادة موضوعة على الأرض وكان يسجد عليها جازت صلاته، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الرابع عشر: في صلاة المريض‘‘: ج ۱، ص: ۱۹۶، ۱۹۷)

(۱) وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدا بإيماء......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کرسی پر نماز پڑھتے ہوئے رکوع وسجود اشارہ سے کرنا

(۷۵) **سوال**: آج کل ہماری مساجد میں معمر اور معذور حضرات کے لیے کرسیوں کا انتظام کیا جاتا ہے جس پر بیٹھ کر ضرورت مند حضرات فریضہ نماز کی ادائیگی کرتے ہیں، حال ہی میں ہمارے محلّہ کی مسجد میں اس بات پر مباحثہ ہونے لگا کہ کرسی پر بیٹھ کر جو حضرات نماز ادا کرتے ہیں ان کو دوبارہ فریضہ کی ادائیگی کرنی چاہئے کیوں کہ یہ حضرات قیام کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور بقیہ ارکان کے لیے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں سجدہ اور رکوع کے لیے اشارہ کرتے ہیں کیا اس میں غیر قوم یعنی عیسائیوں کی عبادت کی مشابہت جھلکتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود کھتری، جودھپور

الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو اس پر قیام فرض نہیں ہے تاہم اگر قیام کرے اور رکوع وسجود اشارہ سے ادا کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے جب دونوں صورتیں درست ہیں تو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۹/۱۱/۱۴ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ محمد عارف قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاوى قاضي خان حتى لو سوى لم يصح، كذا في البحر الرائق. وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعدا بإيماء وإن صلى قائما بإيماء جاز عندنا، هكذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع عشر: في صلاة المريض“: ج۱، ص:۱۹۶)

(وإن تعذر) ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كافٍ (لا القيام أما قاعداً) لأن ركنية القيام للتوصل إلى السجود فلا يجب دونه وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب صلاة المريض“: ج۲، ص:۵۶۸)

(۱) وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدا بإيماء ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاوى قاضي خان حتى لو سوى لم يصح، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

معذور شخص جماعت ہوتے ہوئے تنہا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۷۶)**سوال**: ایک آدمی معذور اور بیمار ہے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور جماعت ہو رہی ہو تو وہ دوسری طرف نماز اکیلا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالماجد

الجواب وباللہ التوفیق: معذور مسجد میں آ گیا تو جماعت کے ساتھ کیوں نماز نہیں پڑھ سکتا اس کی وضاحت کی جائے تاہم جماعت کے بعد نماز پڑھنی چاہیے جماعت ہوتے ہوئے معذور کا الگ نماز پڑھنا عذر کی وجہ سے بھی مناسب نہیں لیکن اگر پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائے گی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۶/۲/۲۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

كذا في البحر الرائق. وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعدا بإيماء وإن صلى قائما بإيماء جاز عندنا، هكذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة:الباب الرابع عشر: في صلاة المريض“:ج۱،ص:۱۹۶)

(وإن تعذر) ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كافٍ (لا القيام أما قاعداً) لأن ركنية القيام للتوصل إلى السجود فلا يجب دونه وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الصلاة:باب صلاة المريض“:ج۲،ص:۵۶۸)

(۱)عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه،عذر،قالوا: وما العذر؟قال:خوف أو مرض،لم تقبل منه الصلاة التي صلى. (أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الصلاة: باب في التشديد في ترك الصلاة“ :ج۱،ص:۱۵۱،رقم:۲۶۶)

والجماعة سنة مؤكدة للرجال. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج۲،ص:۲۸۷)

قال في شرح المنية:وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر ،وترد شهادته، ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (حلبی کبیر: ”كتاب الصلاة:فصل: في الإمامة“:ص:۴۰۲)

کرسی پر نماز پڑھتے ہوئے دوسری کرسی پر سجدہ کرنا

(۷۷) **سوال**: اگر کوئی خاتون پیروں اور کمر کے درد کی وجہ سے اس انداز میں نماز پڑھے کہ ایک کرسی پر بیٹھے اور دوسری کرسی پر سجدہ کرے تو اس طرح نماز پڑھنا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالماجد، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے جو ارکان اصل ہیئت کے مطابق ادا کرنے کی استطاعت ہو ان کو اصل طریقہ کے مطابق ہی ادا کرنا ضروری ہے اور جو ارکان ادا کرنے پر بالکل قدرت نہ ہو جیسے مذکورہ صورت ہے انہیں کرسی پر بھی ادا کیا جا سکتا ہے، تاہم رکوع کے مقابلہ سجدہ کے لیے زیادہ جھکے اتنا کافی ہے، دوسری کرسی پر سجدہ کرنا غیر ضروری اور خلاف سنت ہے اس سے پرہیز کرے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۵/۶/۱۴۳۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (وإن تعذرا) ليس تعذرهما شرطا؛ بل تعذر السجود كاف (لا القيام أومأ) بالهمز (قاعدا)؛قوله: (أومأ قاعداً) لأن ركنية القيام للتوصل إلى السجود فلا يجب دونه وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض.
(الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المريض'': ج۲ص:۵۶۷،۵۶۸)
وإذا لم يقدر على القعود مستويا وقدر متكئا أو مستندا إلى حائط أو إنسان يجب أن يصلى متكئا أو مستندا، كذا في الذخيرة ولا يجوز له أن يصلي مضطجعا على المختار، كذا في التبيين. وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلى قاعدا بإيماء ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاوى قاضي خان حتى لو سوى لم يصح، كذا في البحر الرائق، وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعدا بإيماء وإن صلى قائما بإيماء جاز عندنا، هكذا فى فتاوى قاضي خان. والمومئى يسجد للسهو بالإيماء، كذا في المحيط ويكره للمومئى أن يرفع إليه عودا أو وسادة ليسجد عليه فإن فعل ذلك ينظر إن كان يخفض...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

چوبیس گھنٹہ سے زائد بے ہوش رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(۷۸)**سوال**: ایک شخص بہت بیمار ہے اکثر و بیشتر بے ہوش رہتا ہے اشارہ کے بغیر نماز نہیں پڑھ سکتا تو آیا اس پر نماز کی قضا ہے یا نہیں ہے۔اور قضاء نماز اشارہ سے پڑھے گا تو کافی ہے یا نہیں اور جب چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہتا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی مفتی محمد عرفان، مظفرنگر

الجواب وبالله التوفيق: ''ومن جن أو أغمى عليه يوماً وليلة قضى الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج''(۱)

اس سے مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہا اور چھ نمازیں یا اس سے زیادہ فوت ہو گئیں تو قضاء لازم نہیں ہے اور بصورت لزوم قضاء اگر بحالت مرض فوت شدہ نمازوں کو اشارہ سے پڑھ لیگا تو نماز ادا ہو جائے گی۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۶/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... رأسه للركوع ثم للسجود أخفض من الركوع جازت صلاته، كذا في الخلاصة ويكون مسيئا هكذا فى المضمرات، وإن كان لا يخفض رأسه؛ لكن يوضع العود على جبهته لم يجز هو الأصح، فإن كانت الوسادة موضوعة على الأرض وكان يسجد عليها جازت صلاته، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الرابع عشر: في صلاة المريض'': ج۱، ص:۱۹۶،۱۹۷)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صلاة المريض، مطلب: في الصلاة في السفينة'': ج۲،ص:۵۷۳.

(۲)ومن أغمي عليه خمس صلوات قضى، ولو أكثر لايقضي، والجنون كالإغماء وهو الصحيح، ثم الكثرة تعتبر من حيث الأوقات عند محمد رحمه الله تعالىٰ وهو الأصح، هذا إذا دام الإغماء ولم يفق في المدة أما إذا كان يفيق ينظر فإن كان لإفاقته وقت معلوم مثل أن يخف عنه المرض ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نیند کی گولیاں استعمال کرنے والے تارک جماعت کا حکم

(۷۹)سوال: زید غیر شادی شدہ بظاہر تندرست آدمی ہے مگر عرصہ دراز سے زید کو اندرونی بیماریاں لاحق رہتی ہیں، زید روزمرہ علاج ومعالجہ کرتا رہتا ہے من جملہ اور علاجوں کے نیند کی بیماری بھی ہے۔ نیند لینے کے لیے دس ملی سے ایک سو پینتالیس ملی کے کیپسول کھانے پڑتے ہیں جس سے دوسرا شخص تو موت کے آغوش میں اتر سکتا ہے مگر زید کبھی بھی مدحوش نہیں ہوتا تھوڑی بہت نیند آکر قدرے سکون مل جاتا ہے ایسی صورت میں اگر جماعت فوت ہو جائے اور تنہا نماز پڑھے تو ترک جماعت کا گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نواب ذکی شمسی، دہلی

الجواب وبالله التوفيق: اگر واقعی طور پر زید مریض ہے اور اس کو نیند نہیں آتی اور نیند کی گولی یا کیپسول استعمال کرنے پڑتے ہیں اور اس کو اس سے نیند آجاتی ہے اور نیند کی وجہ سے نماز باجماعت فوت ہوجائے تو زید کو چاہئے کہ جب سوکر اٹھے تو فوراً نماز ادا کرلیا کرے اس صورت میں اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ترک جماعت کا گناہ زید کے ذمہ پر نہ ہوگا۔

’’من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها فإن ذلك وقتها‘‘(۱)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عند الصبح مثلاً فيفيق قليلاً ثم يعاوده فيغمى عليه تعتبر هذه الإفاقة فيبطل ماقبلها من حكم الإغماء إذا كان أقل من يوم وليلة، وإن لم يكن لإفاقته وقت معلوم لكنه يفيق بغتة فيتكلم بكلام الأصحاء، ثم يغمي عليه فلا عبرة بهذه الإفاقة، كذا في التبيين. ولو أغمى عليه بفزع من سبع أو آدمي أكثر من يوم وليلة يسقط عنه القضاء بالإجماع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الرابع عشر: في صلاة المريض‘‘: ج۱، ص: ۱۹۷، ۱۹۸)

(ومن جن أو أغمى عليه) ولو بفزع من سبع أو آدمي (يوماً وليلةً قضى الخمس وإن زاد وقت صلاة) سادسة (لا) للحرج. ولو أفاق في المدة، فإن لإفاقته وقت معلوم قضى وإلا لا (زال عقله ببنج أو خمر) أو دواء (لزمه القضاء وإن طالت) لأنه بصنع العباد كالنوم. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المريض‘‘: ج۲، ص: ۵۷۳، ۵۷۴)

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’كتاب الصلاة: باب من نام عن الصلاة أو نسيها‘‘: ج۱، ص: ۵۰، رقم: ۶۹۷.

عن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نسي صلاةً فليصلها......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مگر سونے کی عادت ڈال لینا کہ ترک جماعت کا باعث بنے گناہ سے خالی نہ ہوگا زید کو چاہئے کہ ایسا معمول بنائے کہ نماز کے وقت تک سوکر اٹھ جائے اور جماعت میں شریک ہوجائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۷/۵/۲۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جذامی شخص کا تنہا نماز پڑھنا

(۸۰) **سوال**: اگر جذامی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے اور کچھ لوگ اس کی قربت سے کراہت کریں تو کیا مذکورہ شخص کو علیحدہ نماز پڑھنی چاہئے یا کچھ لوگوں کی کراہت کو نظر انداز کردینا چاہئے اور جذامی کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان مسجد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: واقعی طور پر اگر جماعت میں شریک ہونے والے کچھ یا سبھی حضرات جذامی سے نفرت کرتے ہوں تو اس کو چاہیے کہ کنارے میں کھڑا ہوجائے مگر جماعت

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب من نام عن الصلاة أو نسيها'': ج۱،ص:۱۶۹،رقم:۴۴۲)

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قفل من غزوة خيبر، سار ليله حتى إذا أدركه الكري عرس، وقال لبلال: اكلأ لنا الليل، فصلى بلال ماقدر له، ونام رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه، فلما تقارب الفجر استند بلال إلى راحلته مواجه الفجر، فغلبت بلالا عيناه وهو مستند إلى راحلته، فلم يستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا بلال، ولا أحد من أصحابه حتى ضربتهم الشمس، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أولهم استيقاظا، ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: أي بلال، فقال بلال: أخذ بنفسي الذي أخذ، بأبي أنت وأمي يارسول الله بنفسك، قال: اقتادوا، فاقتادوا رواحلهم شيئاً، ثم توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأمر بلالا فأقام الصلاة، فصلى بهم الصبح، فلما قضى الصلاة قال: من نسي الصلاة فليصلها إذا ذكرها، فإن الله قال: ﴿أقم الصلاة لذكري﴾ (سورة طه:۱۴) قال يونس: وكان ابن شهاب: يقرؤها للذكري. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها'': ج۱،ص:۲۳۸،رقم:۶۸۰)

سے نماز پڑھنی چاہیئے کہ اس میں ثواب بھی زیادہ ہے اور ادا واجب بھی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۴/۶/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

معذور نے پلاسٹک باندھی تو اس کو کب تبدیل کرے

(۸۱) **سوال:** مجھے یہ بیماری تین سالوں سے ہے اور میرا طریقہ کار رہا ہے کہ میں استنجا سے فارغ ہو کر ایک پلاسٹک باندھ لیتا ہوں اور جتنے بھی پیشاب کے قطرات آنے ہوتے ہیں اسی میں لگ جاتے ہیں اور میں پھر دوسرے نماز کے لیے اسے چینج کر لیتا ہوں میرا یہ طریقہ کار صحیح ہے یا نہیں۔[۱]

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مجاہد الاسلام، رانچی، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر قطرات ٹپکنے کی بیماری مسلسل ہے اور اتنا وقفہ نہیں ملتا کہ وقت کی نماز بغیر عذر کے پڑھ سکے تو ایسے معذور شخص کے لیے یہ طریقہ درست ہے، ہر نماز کے لیے اس کو تبدیل کر لیا کرے۔

”والمستحاضة هي التي لا يمضى عليها وقت صلاة إلا والحدث الذي ابتليت به يوجد فيه وكذا كل من هو في معناها وهو من ذكرناه ومن به استطلاق بطن وانفلات ريح لأن الضرورة بهذا تتحقق وهي تعمم الكل“[۲]

---

(۱) والجماعة سنة مؤكدة للرجال...... وأقلها اثنان،...... (وقيل: واجبة وعليه العامة) أي: عامة مشايخنا وبه جزم في التحفة وغيرها، قال في البحر: وهو الراجح عند أهل المذهب، (فتسن أو تجب) ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج. (الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج۲،ص:۲۸۷-۲۹۱)

الجماعة سنة مؤكدة...... قوله: (وذكر هو وغيره) قال في النهر: وفي المفيد الجماعة واجبة وسنة لوجوبها بالسنة...... فمنها: أن أقلها إثنان واحد مع الإمام في غير الجمعة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج۱،ص:۴۰۱تا۴۰۴)

(۲) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارة: باب الحيض والإستحاضة“: ج۱،ص:۶۹.

”(كما) ينقض (لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر) هذا لو القطنة عالية أو محاذية لرأس الإحليل، (قوله: إحليله) بكسر الهمزة مجرى البول من الذكر بحر (قوله:هذا) أى النقض بما ذكر،ومراده بيان المراد من الطرف الظاهر بأنه ما كان عاليا عن رأس الإحليل أو مساويا له:أي ما كان خارجا من رأسه زائدا عليه أو محاذيا لرأسه لتحقق خروج النجس بابتلاله؛ بخلاف ما إذا ابتل الطرف وكان متسفلا عن رأس الإحليل أي غائبا فيه لم يحاذه ولم يعل فوقه، فإن ابتلاله غير ناقض إذا لم يوجد خروج فهو كابتلال الطرف الآخر“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا معذور کے لئے کپڑا بدلنا ضروری ہے؟

(۸۲)**سوال**: حضرت مفتی صاحب میرا ایک سوال ہے مجھے پیشاب کے قطرے کی بیماری ہے میں پیشاب کے جگہ پر کپڑے کی جگہ میں پلاسٹک یوز کرتا ہوں کیا میں ایک نماز کے بجائے دوسری نماز تک کے لیے بھی اسے استعمال میں لا سکتا ہوں جب کہ پھیلاؤ ناپاکی کی زیادہ نہیں ہوتی، مجھے مسلسل پیشاب کے قطرے کی بیماری ہے تو کیا میں پیشاب کو بغیر سکھائے ہوئے دھو کر کر فارغ ہو سکتا ہو جب کہ مجھے مسلسل قطرے کی بیماری ہے، وضو کے فرض والے اعضاء کو میں نے ایک مرتبہ کے بجائے تین مرتبہ دھویا تو کیا میرا وضو ہوگا اور میں اگر ان گنت دھو دوں تو کیا میرا وضو ہوگا کہیں فرض کے خلاف تو نہیں ہوگا۔ ٹھنڈ میں ویسلین یوز کرتے ہیں ہونٹوں پر نماز میں منہ کے اندر چلا جائے یہاں تک کہ حلق میں چلا جائے تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مجاہد

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب: في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه“: ج۱،ص:۲۸۰،۲۸۱.

الجواب وبالله التوفيق: پیشاب کے قطروں کی بیماری میں جب کہ آپ معذور کے حکم میں ہوں آپ پر ہر نماز کے وقت وضو کرنا اور پیشاب لگے ہوئے ناپاک کپڑے بدلنا ضروری ہے۔ پیشاب کے قطروں کے لیے جو پلاسٹک استعمال کرتے ہیں اگر قطرے اس میں آ گئے تو اس کو اگلی نماز کے لئے بدلنا ضروری ہوگا۔ پیشاب کرنے کے بعد اچھی طرح سے پیشاب کی نالی میں موجود قطروں کو نکالنا لازم ہے، جب مکمل پیشاب کے قطرے نکل گئے تو اب اس کو سکھانے کی ضرورت نہیں ہے دھولینا بھی کافی ہے۔

(۲) اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھونا فرض ہے اور تین تین بار دھونا سنت ہے، اس سے زیادہ ان گنت مرتبہ دھونا مکروہ ہے اور اسراف میں داخل ہے، وضو درست ہو جائے گا مگر بلا وجہ ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔

(۳) ہونٹوں کا وہ حصہ جو منھ بند کرنے پر چھپ جاتا ہے، اس پر ویسلین یا کوئی کریم استعمال نہ کریں یہ نقصاندہ بھی ہے؛ البتہ اگر لگا لیا اور منھ کے اندر اس کا اثر حلق میں محسوس کیا تو چوں کہ یہ مقدار بہت ہی قلیل ہے اور صرف اس کا اثر محسوس ہوا ہے اس لیے اس سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی، نماز درست ہو جائے گی۔

”(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدى وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلى فيه خالياً عن الحدث (ولو حكماً)؛ لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (في حق الابتداء، وفي) حق (البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت) ولو مرةً (وفي) حق الزوال يشترط (استيعاب الانقطاع) تمام الوقت (حقيقة)؛ لأنه الانقطاع الكامل. (وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض) اللام للوقت كما في ﴿لدلوك الشمس﴾ (سورة الإسراء:۷۸)(ثم يصلى) به (فيه فرضاً ونفلاً) فدخل الواجب

بالأولى (فإذا خرج الوقت بطل) أي: ظهر حدثه السابق، حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه. وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد أو ضحى لم يبطل إلا بخروج وقت الظهر. (وإن سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) أي:الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله ،هو المختار للفتوى، وكذا مريض لا يبسط ثوبه إلا تنجس فورا له تركه (و) المعذور (إنما تبقى طهارته في الوقت) بشرطين (إذا) توضأ لعذره و (لم يطرأ عليه حدث آخر، أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر، بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدرى ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته ''[۱]

''شرط ثبوت العذر ابتداءً أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملاً، وهو الأظهر، كالانقطاع لايثبت مالم يستوعب الوقت كله ...... المستحاضة ومن به سلس البول ...... يتوضؤن لوقت كل صلاة، ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ماشاؤا من الفرائض و النوافل ...... ويبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق......إذا كان به جرح سائل وقد شد عليه خرقةً فأصابها الدم أكثر من قدر الدرهم،أو أصاب ثوبه إن كان بحال لوغسله يتنجس ثانياً قبل الفراغ من الصلاة،جاز أن لا يغسله وصلى قبل أن يغسله وإلا فلا، هذا هو المختار''[۲]

(۲) (والإسراف) ومنه الزيادة على الثلاث (فيه) تحريمًا ولو بماء النهر، والمملوك له. أما الموقوف على من يتطهر به، ومنه ماء المدارس، فحرام.

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الطهارة: باب الحيض، مطلب: في أحكام المعذور'': ج۱،ص:۵۰۴تا۵۰۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء'': ج۱،ص:۹۵،۹۶.

(قوله:والإسراف) أي بأن يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية،لما أخرج ابن ماجه وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بسعد وهو يتوضأ فقال:ما هذا السرف؟ فقال:أفي الوضوء إسراف؟ فقال: نعم، وإن كنت على نهر جار، حلية (قوله: ومنه) أي من الإسراف الزيادة على الثلاث أي في الغسلات مع اعتقاد أن ذلك هو السنة لما قدمناه من الصحيح أن النهي محمول على ذلك، فإذا لم يعتقد ذلك وقصد الطمأنينة عند الشك، أو قصد الوضوء على الوضوء بعد الفراغ منه فلا كراهة كما مر تقريره (قوله: فيه) أي في الماء (قوله: تحريمًا إلخ) نقل ذلك في الحلية عن بعض المتأخرين من الشافعية وتبعه عليه في البحر وغيره، وهو مخالف لما قدمناه عن الفتح من عده ترك التقتير والإسراف من المندوبات، ومثله في البدائع وغيرها، لكن قال في الحلية: ذكر الحلواني أنه سنة؛ وعليه مشى قاضي خان، وهو وجيه. واستوجبه في البحر أيضا، وكذا في النهر. قال: والمراد بالسنة المؤكدة لإطلاق النهي عن الإسراف، وجعل في المنتقى الإسراف من المنهيات فتكون تحريمية لأن إطلاق الكراهة مصروف إلى التحريم، وبه يضعف جعله مندوبا.

أقول: قد تقدم أن النهي عنه في حديث فمن زاد على هذا أو نقص فقد تعدى وظلم محمول على الاعتقاد عندنا، كما صرح به في الهداية وغيرها. وقال في البدائع: إنه الصحيح، حتى لو زاد أو نقص واعتقد أن الثلاث سنة لا يلحقه الوعيد وقدمنا أنه صريح في عدم كراهة ذلك يعني كراهة تحريم،فلاينافى الكراهة التنزيهية، فما مشى عليه هنا في الفتح والبدائع وغيرهما من جعل تركه مندوبًا مبنى على ذلك التصحيح، فيكره تنزيهًا، ولاينافيه عده من المنهيات كما عد منها لطم الوجه بالماء، فإن المكروه تنزيهًا منهى عنه حقيقةً اصطلاحًا، ومجازًا لغةً كما في التحرير. وأيضًا فقد عده في الخزانة السمرقندية من المنهيات، لكن قيده بعدم اعتقاد تمام السنة بالثلاث، كما نقله الشيخ إسماعيل، وعليه يحمل قول من جعل

ترکه سنةً، وليست الكراهة مصروفة إلى التحريم مطلقًا كما ذكرناه آنفًا، على أن الصارف للنهي عن التحريم ظاهر، فإن من أسرف في الوضوء بماء النهر مثلاً مع عدم اعتقاد سنية ذلك نظير من ملأ إناء من النهر ثم أفرغه فيه، وليس في ذلك محذور سوى أنه عبث لا فائدة فيه، وهو في الوضوء زائد على المأمور به؛ فلذا سمى في الحديث إسرافا''(۱)

(۳)ثم القدر الذي يتعلق به الفساد ما يفسد الصوم عزى إلى غريب الرواية لأبي جعفر وهو قدر الحمصة من بين أسنانه، أما من خارج فلو أدخل سمسمة فابتلعها تفسد، وعن أبي حنيفة وأبي يوسف لا تفسد، ولو كانت بين أسنانه فابتلعها لا تفسد، ولو كان عين سكرة في فيه فذابت فدخل حلقه فسدت، ولو لم يكن عينها بل صلى على أثر ابتلاعها فوجد الحلاوة لا تفسد، ولو لاك هليلجة فسدت كمضغ العلك، ولو لم يلكها لكن دخل في جوفه منه شيء يسير لا تفسد. وذكر شيخ الإسلام أكل بعض اللقمة وبقي في فيه بعضها فدخل في الصلاة فابتلعه لا تفسد ما لم تكن ملأ الفم''(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیانِ دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۵/۱۴۴۳ھ)

حاملہ عورت حمل کے آخری ایام میں کس طرح نماز پڑھے؟

(۸۳) **سوال:** حضرت مفتی صاحب سلام مسنون: عورت حالت حمل میں کس طرح نماز ادا کرے گی؟ عورت وضع حمل کے آخری ایام میں رکوع اور خاص طور پر سجدہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتی

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب: في الإسراف في الوضوء'': ج۱، ص:۲۵۹.
(۲) ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ويكره للمصلي، فصل: يكره للمصلي أن يعبث بثوبه'': ج۱، ص:۴۲۵.

ہے؟ ایسی صورت میں عورت نماز میں رکوع اور سجدہ کیسے کرے گی؟ نیز میرے والد صاحب کی عمر تقریباً ۸۵؍سال ہے ان کا جسم کافی بھاری ہے اور پیٹ بھی کافی حد تک نکلا ہوا ہے، ان کو بھی نماز پڑھنے میں خصوصاً رکوع اور سجدہ کرنے میں کافی دشواری ہوتی ہے، بتائیں کہ وہ نماز کیسے ادا کریں گے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سلیمان بن عیسی، نالندہ، بہار

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں اگر حاملہ عورت کھڑی ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور خصوصاً سجدہ کرنے سے عاجز اور معذور ہو تو کھڑی ہوکر نماز نہ پڑھنے کی صورت میں بیٹھ کر اور سجدہ نہ کر سکنے پر جس قدر بھی جھکنا ممکن ہو سکے جھک کر رکوع اور سجدہ کریں تاہم رکوع اور سجدہ میں واضح فرق ہونا چاہئے رکوع کے مقابلے میں سجدہ میں زیادہ جھکا جائے؛ نیز آپ کے والد بھی اگر کھڑے ہونے سے عاجز اور معذور ہیں تو ان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر ذکر ہوا ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرلو، جیسا کہ امام بخاری نے روایت نقل کی ہے:

”صل قائماً فإن لم تستطع فقاعداً فإن لم تستطع فعلى جنب“(۱)

”عن نافع، أن عبد الله بن عمر كان يقول: إذا لم يستطع المريض السجود، أومأ برأسه إيماء، ولم يرفع إلى جبهته شيئاً“(۲)

صاحب مراقی الفلاح نے لکھا ہے:

”وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدا بإيماء ويجعل السجود أخفض من الركوع، كذا في فتاوى قاضي خان“(۳)

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب تقصير الصلاة: باب إذا لم يطق قاعداً صلى على جنب“: ج۱، ص:۱۵۰، رقم:۱۱۱۷.

(۲) أخرجه مالك بن أنس بن مالك، موطأ الإمام مالك: ص:۸۱، رقم:۵۸۱.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع عشر: في صلاة المريض“: ج۱، ص:۱۹۶.

”وفي الحموي فإن ركع جالسا ينبغي أن تحاذي جبهته ركبتيه ليحصل الركوع. ولعل مراده إنحناء الظهر عملا بالحقيقة لا أنه يبالغ فيه حتى يكون قريبا من السجود“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۴/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❁❁❁

(۱)أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح: ج۱، ص:۲۲۹.

مجمع حجة الإسلام
للبحث والتحقيق
إحياء تراث السلف

Ḥujjat al-Islām Academy
Al-jamia al-Islamia Darululoom Waqf, Deoband
Eidgah Road, P.O. Deoband-247554, Distt: Saharanpur U.P. India
Tel : + 91-1336-222352, Mob: + 91-9897076726
Website: www.dud.edu.in
Email: hujjatulislamacademy@dud.edu.in, hujjatulislamacademy2013@gmail.com